ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 21

جمعۃ المبارک 29/اگست و 05/ستمبر 2014ء
02و09/ذوالقعدہ 1435 ہجری قمری ❁ 29/ظہور و 05/تبوک 1393 ہجری شمسی

شمارہ 35-36

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان نوازی

حضرت عبداللہ بن طخفہ الغفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مہمان زیادہ آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر کچھ مہمانوں کو صحابہؓ ساتھ لے گئے اور ہم پانچ مہمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اپنے گھر لے گئے۔ کھانا کھلایا اور دودھ پلایا۔ پھر فرمایا اگر چاہو تو یہیں سو جاؤ اور چاہو تو مسجد میں چلے جاؤ۔ ہم نے کہا ہم مسجد جائیں گے۔ چنانچہ صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز کے لئے جگایا۔

(مسند احمد حدیث نمبر 22511، 14993)

2008ء-2007ء کے دوران جماعت احمدیہ عالمگیر پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت دنیا کے 193 ممالک میں قائم ہوچکی ہے۔ امسال چار نئے ممالک میں جماعت کا نفوذ ہوا۔ 593 نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ 351 مساجد اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کی سعادت ملی۔ 142 مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا۔ چار نئی زبانوں میں مکمل قرآن کریم کے تراجم کی طباعت کے ساتھ یہ تعداد 68 ہوگئی ہے۔ ماؤرے زبان میں پہلے 15 پاروں کا ترجمہ شائع ہوا۔

اس سال 957 نمائشوں کے ذریعہ سے چھ لاکھ چھیاسٹھ ہزار دوسوتیئس (6,66,223) افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا۔

فرنچ، بنگلہ، چینی، ٹرکش اور عربک ڈیسک کی مساعی جمیلہ کا تذکرہ

جماعت پر اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور رحمتوں کے ذکر پر مشتمل حضور انور ایدہ اللہ کا نہایت درجہ ایمان افروز، روح پرور اور ولولہ انگیز خطاب

حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے 42ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 26 جولائی 2008ء کو بعد دوپہر کے اجلاس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایمان افروز خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ (الصف:9)

آج جلسے کے دوسرے دن کا جو یہ خطاب ہوتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل اور تائیدات کے جو نظارے جماعت احمدیہ تمام دُنیا میں دیکھتی ہے، اُس کا ذکر کیا جاتا ہے اور یہ رپورٹ آپ کے سامنے رکھی جاتی ہے۔ اِس لحاظ سے مَیں سب سے پہلے دنیا میں جماعت احمدیہ کا خدا تعالیٰ کے فضل سے جو نفوذ ہو رہا ہے اس کا ذکر شروع کروں گا۔

نئے ممالک میں جماعت کا نفوذ

گزشتہ سال تک اللہ تعالیٰ فضل سے 189 ممالک شامل ہو چکے تھے اور اِس سال میرا خیال تھا کہ شاید کوئی ایک آدھ ملک شامل ہوجائے۔ دُعا بھی تھی اور بار بار میں وکیل التبشیر صاحب سے اِس بارے میں اِستفسار بھی کرتا رہا، پوچھتا بھی رہا۔ جن جماعتوں کے سپرد یہ کام تھا اُن کو بھی توجہ دلائی جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اِس سال پھر اللہ تعالیٰ نے چار نئے ممالک میں جماعت احمدیہ کا پودا لگا دیا۔ یہ ممالک ہیں تاجکستان (Tajikistan)۔ پغاؤ (ساؤتھ پیسیفک)۔ آئس لینڈ اور لیٹویا (Latvia)۔ اور اِس طرح اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ 193 ممالک میں پھیل چکی ہے۔

تاجکستان: تاجکستان میں احمدیت کا پودا لگانے کی توفیق رَشیا کو ملی ہے اور ایک نو احمدی کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ وہاں جا کے یہ کام کریں۔ اِس کا جغرافیہ اِس طرح ہے۔ اِس ملک کے مشرق میں چین ہے، مغرب میں اُزبکستان ہے اور شمال میں کرغستان ہے۔ جنوب میں افغانستان کا بارڈر لگتا ہے۔ ماسکو میں ہمارے ایک نو احمدی عزت اللہ صاحب تھے جنہوں نے گزشتہ سال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رؤیا میں دیکھ کر احمدیت قبول کی تھی اور بیعت کے بعد پھر یہ بڑے پُرجوش داعی الی اللہ بن گئے اور تبلیغ شروع کر دی اور اپنے ملک میں اپنے عزیزوں اور قریبی دوستوں کو تبلیغ کی۔ احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ روزانہ یہ تبلیغی مجالس لگاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر اِن کی کوششوں کو کامیابی سے نوازا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِس ملک میں اب تک 60 بیعتیں ہو چکی ہیں اور باقاعدہ جماعت قائم ہوچکی ہے۔

پغاؤ: اِسی طرح پغاؤ، جزیرہ جو ہے یہ ساؤتھ پیسیفک کے جزائر میں ہے۔ چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ اس کی بیس ہزار کے قریب آبادی ہے۔ یہاں بھی اس سال اللہ تعالیٰ نے 4 بیعتیں عطا فرمائیں۔

لیٹویا (Latvia): پھر لیٹویا ہے۔ اِس کا بارڈر بھی رَشیا کے ساتھ لگتا ہے۔ یہاں بھی ہمارے مبلغ گئے اور جماعت کا پودا لگا۔ یہاں 2 بیعتیں ملیں۔

آئس لینڈ: اسی طرح آئس لینڈ ہے۔ یہ جرمنی کے سپرد تھا۔ انہوں نے وہاں کام کیا اور وہاں بھی بیعت ہوئی اور اب وہاں تأثر یہ ہے کہ وہاں سے گیارہ افراد کا وفد جرمنی جلسہ پر شامل ہونے کے لیے تیار ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ جب یہ لوگ آتے ہیں اور جب ہمارے جلسے اور مختلف پروگرام دیکھتے ہیں تو پھر مزید اثر لے کر جاتے ہیں۔ اُمید ہے کہ یہاں بھی ان کے جانے کے بعد جماعت مزید پھیلے گی۔ باتیں تو کافی ہیں لیکن میں چھوڑتا جا رہا ہوں۔

کمزور ممالک میں رابطوں کی دوبارہ بحالی

اِس کے علاوہ 148 ایسے ممالک میں بھی جہاں ہمارے رابطے کمزور تھے، وفود بھجوا کر رابطے زندہ کیے گئے ہیں اور تعلیمی اور تربیتی پروگرام بنائے گئے ہیں۔

الجزائر میں ایم ٹی اے کے ذریعہ سے 244 بیعتیں ہوئیں۔ 22 شہروں میں احمدیت کے پودے لگ چکے ہیں۔ تیونس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت پھیل رہی ہے۔ ہنگری جہاں اِن کے رابطے ختم ہو گئے تھے۔ رابطے بحال ہوئے ہیں۔ تربیت کا کام ہو رہا ہے۔ مالٹا بھی جرمنی کے سپرد تھا۔ یہاں بھی مفید رابطے ہو رہے ہیں۔ رومانیہ ان کے سپرد تھا۔

میسیڈونیا، بلغاریہ، اسٹونیہ، کروشیا، سلووینیا، کوسووو، سینٹ مارینو۔ یہ سارے ممالک جرمنی کے سپرد تھے انہوں نے یہاں اچھا کام کیا ہے۔

ایتھوپیا میں کینیا کے تین معلمین کام کر رہے ہیں۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال 500 سے زائد بیعتیں ہوئی ہیں۔ پانچ نئی جماعتیں بنی ہیں۔ امریکہ سے جماعتی وفود ملک پانامہ کے دورہ پر گئے۔ وہاں بھی ان کے ساتھ رابطے مضبوط ہو رہے ہیں۔

نومبایعین سے رابطے

نومبایعین سے (جو گزشتہ بیعتیں ہوئی تھیں) رابطے کمزور تھے۔ جب میں نے وہ تحریک کی تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتیں رابطے کرنے کی کوشش کر رہی ہیں اور بڑی تیزی سے اِس سلسلہ میں کام ہو رہا ہے۔

غانا اِس سال سرِ فہرست ہے۔ وہاں 128 جماعتوں کے ایک لاکھ تریسٹھ ہزار (1,63,000) نومبایعین سے رابطہ دوبارہ بحال ہوا ہے۔ اور گزشتہ سات سال میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے سات لاکھ سڑسٹھ ہزار (7,67,000) نومبایعین سے رابطے بحال ہو چکے ہیں۔

دوسرے نمبر پر نائیجیریا ہے۔ امسال ایک لاکھ تیئس ہزار پچانویں (1,23,095) نومبایعین سے رابطے زندہ ہوئے ہیں۔ بورکینا فاسو میں چھ ہزار (6,000)۔ آئیوری کوسٹ کے اڑتیس ہزار (38,000)۔ اِسی طرح سیرالیون میں چالیس ہزار (40,000)۔ وہاں جنگ کی صورت حال تھی اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے کام ہو رہا ہے۔ غانا کے جو رابطے بحال ہوئے ہیں وہ تو دنیا نے دیکھ بھی لیے ہوں گے کہ جلسہ پہ کس طرح لوگ شامل ہوئے تھے اور نظر آتا ہے کہ وہاں احمدیت پھیل رہی ہے اور مضبوط بنیادوں پر قائم ہے۔

بنگلہ دیش میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نومبایعین سے رابطے زندہ ہو رہے ہیں۔

کینیا میں بھی اس سال پانچ ہزار (5,000) نومبایعین سے رابطے کیے۔

اِسی طرح اور بہت سارے چھوٹے ممالک ہیں۔ اور بعض ایسے پرانے احمدیوں سے رابطے ہو رہے ہیں، یہاں یورپ میں بھی اور افریقہ کے ممالک میں بھی یا دوسری جگہوں پہ بھی، ایک عرصہ سے جن سے رابطہ نہیں تھا لیکن کیونکہ نیک فطرت لوگ تھے اس لیے احمدیت پر قائم تھے۔ اب جو دوبارہ رابطے کیے گئے تو باقاعدہ نظام کا حصہ بن گئے۔

نئی جماعتوں کا قیام

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سال دنیا بھر میں، پاکستان کے علاوہ، جو نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں اُن کی تعداد 593 ہے اور اِن 593 جماعتوں کے علاوہ 515 نئے مقامات پر پہلی بار احمدیت کا پودا لگا ہے۔ نئے مقامات پر جماعت کے نفوذ اور نئی جماعتوں کے قیام میں ہندوستان اللہ تعالیٰ کے فضل سے سرِفہرست ہے۔ یہاں امسال 145 نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ اور غانا میں 60 مقامات پر نئی جماعت قائم ہوئی ہے۔ کانگو میں 49۔ نائیجیریا میں 44۔ آئیوری کوسٹ میں 36۔ مالی میں 34۔ بُرکینا فاسو میں 31۔ صومالیہ میں 28۔ تنزانیہ میں 26۔ گیمبیا 19۔ یوگنڈا 18۔ انڈونیشیا میں 15 جماعتیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انڈونیشا میں بھی باوجود مخالفت کے جماعتیں قائم ہو رہی ہیں۔ سیرالیون اور گنی بساؤ میں بارہ بارہ۔ اور بینن اور کینیا میں دس دس۔ اور دوسرے بھی اٹھارہ ممالک ہیں جن میں جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔

امیر صاحب فرانس لکھتے ہیں: لییون (Leyon) شہر میں ایک بھی احمدی نہیں تھا۔ الجزائر کی ایک خاتون نے ہمارا پروگرام ''الحوارالمباشر'' دیکھا اور ہم سے رابطہ کیا۔ جب جماعت کا وفد ان کے پاس پہنچا تو اس خاتون نے بغیر کوئی سوال کیے اسی وقت بیعت کر لی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اب دعا کریں کہ میرا خاوند بھی بیعت کر لے کیونکہ وہ سخت مخالف ہے۔

اس نے مجھے اپنے خاوند کے لیے دعا کا خط بھی لکھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہی خاوند جو سخت مخالف تھا ایک مہینہ کے اندر اندر اس نے بھی بیعت کر لی اور پورا خاندان احمدی ہو گیا۔

پوئٹیر (Poitier) فرانس کا شہر ہے جو سپین کے بارڈر پہ ہے۔ یہاں بھی احمدی کوئی نہیں تھا۔ اور یہ شہر بھی تاریخی لحاظ سے ان کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس شہر میں مسلمان سپین کے راستے سے داخل ہوئے تھے اور پھر واپس چلے گئے تھے۔ ایک عرصہ سے یہ کوشش تھی کہ خدا تعالیٰ اس شہر میں احمدیت کا پودا لگا دے۔ لکھتے ہیں کہ: جب ہمارا تبلیغی وفد اس شہر میں پہنچا تو جس شخص سے ملاقات ہوئی وہ مراکش کے دوست ہیں اور سکیورٹی افسر ہیں۔ ملاقات کے دوران وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایم ٹی اے العربیہ باقاعدگی سے دیکھتے ہیں بلکہ کہنے لگے میری تو ایم ٹی اے سے شادی ہو چکی ہے۔ کام کے بعد جب گھر واپس آتا ہوں تو ایم ٹی اے کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا۔ میں تو احمدی ہو چکا ہوں۔ مجھے صرف یہ بتائیں کہ خلیفۃ المسیح کی بیعت کیسے کرنی ہے؟ تب اس نے اسی وقت بیعت فارم پُر کیا اور چندہ کے نظام میں شامل ہو گئے۔ الحمدللہ

فرانس کے ہی شہر تلاؤس (Tolouse) میں کوئی احمدی نہیں تھا۔ دسمبر 2007ء میں ویب ریڈیو کا آغاز ہوا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر ہر ہفتہ خدا تعالیٰ کے فضل سے لائیو پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ویب ریڈیو کے ذریعہ سے اس شہر میں لاء (Law) کی ایک سٹوڈنٹ کو ریڈیو سننے کا موقع ملا اور پھر اس کے ذریعہ سے ایم ٹی اے پر ''الحوارالمباشر'' پروگرام دیکھنے کا بھی موقع ملا۔ تب اس نے اپنے گھر والوں سے جو الجزائر میں رہتے ہیں ذکر کیا کہ ایک ٹی وی سٹیشن پر امام مہدی اور خلافت کے بارہ میں پروگرام آتے ہیں اور حضرت عیسیٰ کی وفات کے بارہ میں سوال جواب ہوتے ہیں۔ اس کے گھر والوں نے کہا کہ ہم بھی وہ پروگرام باقاعدگی سے دیکھتے ہیں۔ اور ہمارا تو یہاں احمدیوں سے بھی رابطہ ہے۔ تب اس خاتون طالبہ نے ہم سے پیرس میں رابطہ کیا اور جماعت کے بارہ میں مزید معلومات حاصل کرنے کے بعد بیعت کر لی ہے۔

آئیوری کوسٹ سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ غانا جلسہ سے قبل مختلف گاؤں میں مسلسل چار ماہ تک تبلیغ کرتے رہے اور احمدیت کا پیغام پہنچایا مگر بیعت کرنے کے لیے کوئی تیار نہیں ہوا تھا۔ جب خلافت جوبلی غانا کا جلسہ آیا تو کہتے ہیں کہ میں نے اس گاؤں میں سے 28 افراد کا ایک وفد تیار کیا اور جلسہ سالانہ غانا پر بھجوایا۔ وہاں جلسہ میں شامل ہوا۔ اور جب میرے سے اس وفد کی ملاقات ہوئی تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے دلوں کو اس نے یکسر بدل دیا اور دلوں میں احمدیت کی سچائی اور نور بھر گیا۔ واپس آتے ہی نہ صرف اس وفد کے اکثر افراد نے بیعت کی بلکہ تین گاؤں کے امام اپنی مساجد سمیت احمدیت میں شامل ہو گئے اور ایک گاؤں میں اُنہوں نے تین کنال اراضی بھی مسجد کے لیے دی۔

پھر کُدُگو ریجن بورکینا فاسو کے ایک گاؤں داسا (Dassa) میں پہلی بار تبلیغ کی گئی۔ وہاں کے بڑے امام نے احمدیت سے انکار کر دیا اور ہماری تبلیغ پر شدید ردِّعمل کا اظہار کیا اور اردگرد کے علاقے میں مہم کے طور پر دو افراد کا وفد بھجوایا اور تمام علاقہ کو خبردار کیا کہ آج احمدی اپنی تبلیغ کر رہے ہیں اگر یہ آپ کے گاؤں میں آئیں تو ان کو تبلیغ کی اجازت نہیں دی جائے۔ لکھتے ہیں: چنانچہ جب ہمارا وفد وہاں تبلیغ کے لیے گیا تو تمام گاؤں نے تبلیغ سننے سے انکار کر دیا۔ اپریل کا مہینہ تھا اسی اثناء میں میرا غانا کا دورہ بھی آ گیا، کہتے ہیں کہ ہم نے ریجن کے بڑے اماموں کو جلسے کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کر لی۔ ہم نے کہا کہ ٹھیک ہے تم ہماری باتیں نہ سنو لیکن غانا میں ہمارا جلسہ ہو رہا ہے وہاں چل کے دیکھو تو سات افراد نے جلسہ میں شمولیت اختیار کی۔ کہتے ہیں کہ ہم جب ان کو لے گئے تو وہاں ان کی میرے سے ملاقات بھی ہوئی اور جو میری تقریریں تھیں، میرے خطبے تھے وہ بھی انہوں نے سنے۔ بہرحال کہتے ہیں کہ جہاں ہم پانچ بار دورہ کر چکے تھے اور کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ وہاں واپسی پر چھٹی بار گئے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلی تبلیغی میٹنگ میں اس علاقہ کے چیف نے کہا کہ ''مَیں احمدی ہوتا ہوں اور سوائے موت کے کوئی چیز مجھے احمدیت سے جدا نہیں کر سکتی۔'' اور اس گاؤں میں اب بیس بیعتیں ہو گئی ہیں۔

اب دیکھیں کہ کس طرح دَوروں کے اثرات ہوتے ہیں، مَیں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔ افریقہ میں، یورپ میں ہر جگہ جہاں جہاں بھی دورے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہترین نتائج نکلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فضل فرماتا ہے۔ مجھے ایک معترض کا خط یاد آ جاتا ہے جو لکھتا تھا کہ تم دورے کر کر کے جماعت کا پیسہ ضائع کرتے ہو۔

نئی مساجد کی تعمیر

پھر نئی مساجد کی تعمیر ہے۔ جماعت کو دورانِ سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے 351 مساجد اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کی توفیق ملی جن میں سے 149 نئی مساجد ہیں جو تعمیر کی گئیں اور 202 بنی بنائی مساجد اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں۔

امریکہ میں ڈیٹرائٹ میں ایک ملین ڈالرز کی لاگت سے ایک مسجد تعمیر ہوئی ہے، سینٹ لوئیس میں، پھر کولمبس (اوہائیو) میں۔ اور اسی طرح افریقہ میں مختلف جگہوں پہ مسجدوں کی توسیع بھی ہو رہی ہے اور بن بھی رہی ہیں۔

کینیڈا میں سب دنیا نے دیکھا ہو گا کیلگری کی مسجد نور کا افتتاح ہوا اور یہ نارتھ امریکہ کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ اس کا مَیں خطبہ میں ذکر کر چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مسجد کی وجہ سے بڑے وسیع علاقہ میں، ملک میں بھی اور دنیا میں بھی احمدیت کا تعارف ہوا ہے۔

اسی طرح یورپین ممالک میں جرمنی ہے، برطانیہ ہے، یہاں مسجدیں بن رہی ہیں۔ بریڈفورڈ میں مسجد تکمیل کے مراحل میں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلدی بن جائے گی۔ ہندوستان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 43 مساجد کا اضافہ ہوا۔ بھوٹان اور نیپال میں 2 مساجد، بنگلہ دیش میں 9 مساجد۔

اسی طرح انڈونیشیا میں جماعت کو 2 مساجد بنانے کی توفیق ملی۔ کل تعداد 387 ہے۔ باوجود اس کے کہ دشمن ہماری مساجد پر حملہ کر کے ان کو گرانے کی کوشش کرتے ہیں اور بڑا نقصان پہنچاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے انڈونیشیا کے احمدی پھر اسی طرح اسی جوش اور جذبہ کے ساتھ اُن مساجد کو بھی آباد کر دیتے ہیں اور نئی مساجد بھی تعمیر کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے حالات بھی درست کرے اور اُن کے مُلّانوں کو بھی عقل دے۔

غانا میں اِمسال 10 نئی مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔ نائیجیریا میں 11 مساجد تعمیر ہوئیں اور اُن کو 56 بنی بنائی عطا ہوئیں۔ کیمرون میں جماعت احمدیہ کو پہلی مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ چاڈ (Chad) میں پہلی مسجد زیرِ تعمیر ہے۔ ایکواٹوریل گنی میں مسجد کے لیے پلاٹ خریدا گیا ہے۔ صومالیہ میں ایک مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ سیرالیون میں 9 مساجد کا اضافہ ہوا ہے، 7 اُنہوں نے تعمیر کی ہیں اور 2 بنی بنائی مل گئیں۔ لائبیریا میں 2 مساجد، سینیگال، آئیوری کوسٹ، کینیا، تنزانیہ اسی طرح دنیا کے تمام ممالک میں (مساجد بن رہی ہیں)۔ یوگنڈا میں دورانِ سال 12 مساجد کی تعمیر مکمل ہوئی ہے۔ برکینا فاسو میں امسال 55 مساجد کا اضافہ ہوا ہے۔ مالی میں چھوٹے چھوٹے دیہات میں اس سال 71 مساجد بنائی گئی ہیں۔ بینن میں 15 مساجد کی تعمیر ہوئی ہے۔ نائیجر میں دس مساجد کی تعمیر ہوئی ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا تھا کہ سپین میں ویلنسیا کے مقام پر زمین خریدی گئی تھی اب نقشہ آخری مراحل میں ہے۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ (تیار) ہو جائے گا۔ مالمو (سویڈن) میں ایک مسجد کی تعمیر کے لیے جگہ خریدی گئی ہے۔

مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں ایمان افروز واقعات

مساجد کی تعمیر یا زمین کے حصول کے سلسلہ میں بعض ایمان افروز واقعات بھی ہوتے ہیں۔

☆ آئیوری کوسٹ کے ایک ریجن ابنگرو کے ایک گاؤں میں جماعت نے اس سال مسجد تعمیر کرنے کے لیے گاؤں کے سنٹر میں ایک جگہ پسند کی اور زمین خریدنے کے لیے چندہ اکٹھا کیا۔ زمین کے مالک نے زمین کے بیچنے پر رضامندی ظاہر کی۔ مگر جب مخالف علماء کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے مالک کو زمین احمدیوں کو دینے سے منع کر دیا اور مولوی کا اعتراض یہ تھا کہ ہماری مسجد چھ سال سے زیرِ تعمیر ہے اور اب تک نہیں بن سکی۔ اگر احمدیوں نے جگہ خرید لی تو یہ تو فوراً مسجد بنا دیں گے اور پھر سارا گاؤں احمدی ہو جائے گا اور میری بے چارے کی روٹی ماری جائے گی۔ جب یہ معاملہ چیف کے پاس گیا تو اس نے مولوی کو کہا کہ یہ جگہ تو گاؤں کی ملکیت ہے، اس کو بیچنے کا کسی کو اختیار ہی نہیں ہے بلکہ یہ زمین گاؤں کے رفاہی کاموں کے لیے رکھی گئی ہے۔ لہٰذا یہ زمین مَیں احمدیوں کو تحفۃً دیتا ہوں۔ بلکہ اُس نے کہا کہ مسجد کے علاوہ اڑھائی ہیکٹر جگہ، (تقریباً پانچ ایکڑ اور جگہ)، احمدیوں کو تحفہ میں دیتا ہوں تا کہ سکول اور ہسپتال بنائیں۔ وہی زمین جو جماعت رقم خرچ کر کے خرید رہی تھی نہ صرف وہ جگہ مفت مل گئی بلکہ اور بھی زائد مفت مل گئی تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں!

☆ آئیوری کوسٹ میں ساں پیدرو (San Pedro) سے پچاس کلومیٹر کی مسافت پر جنگل کے اندر کوف کرا گاؤں میں مسجد کی تعمیر کا فیصلہ کیا گیا۔ مقامی جماعت نے مسجد کی تعمیر کا کام وقارِ عمل سے کیا۔ خدام، انصار نے اینٹیں بنائیں جبکہ لجنہ، ناصرات دو کلومیٹر دور سے پانی لا کر فراہم کرتی رہیں اور بڑے جوش، جذبے سے انہوں نے راتوں کو جنریٹر چلا کر صبح چھ بجے سے لے کر رات گیارہ بجے تک کام کرتے تھے اور خرچ بھی خود برداشت کیا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ غریب ہونے کے باوجود وہ بڑی محنت سے اور قربانی سے یہ سارے کام کر رہے ہیں اور ایک اچھی خاصی مسجد جو 14×9 مربع میٹر کی تھی انہوں نے پچیس دن میں مکمل کر دی۔

پھر کہتے ہیں آئیوری کوسٹ میں ہی غازی گو گاؤں میں، کافی عرصہ پہلے احمدیت کا پودا لگا تھا لیکن ہمارے پاس ایک لکڑی کی مسجد تھی۔ جماعت نے گاؤں کے چیف سے مسجد بنانے کے لیے جگہ کی درخواست کی جس پر گاؤں کے چیف نے ایک بڑی جگہ مسجد بنانے کے لیے دے دی۔ لیکن پھر مخالفین کے دباؤ میں آ کر وہ اجازت واپس لے لی اسے خوف تو، ڈر تو تھا لیکن دل سے احمدیوں کی حمایت کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے ساتھ ہی اُس چیف نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر خدا تمہارے ساتھ ہے تو مت گھبراؤ خدا اس سے بہتر جگہ، شاندار جگہ تمہیں دے گا اور لوگ دیکھیں گے۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد ایسا ہی ہوا کہ علاقہ کے گورنر نے ریجنل مشنری سے رابطہ کیا اور مین ہائی وے (Main Highway) پر گاؤں کے وسط میں چار پلاٹ جن کا رقبہ دو ہزار چار سو مربع میٹر ہے جماعت کو دے دیئے۔ جب یہ خبر غیر احمدیوں کو پہنچی تو وہ گورنر کے پاس گئے۔ گورنر نے اُن کو دوڑا دیا کہ اب دوڑ جاؤ۔ تمہاری کوئی بات نہیں مانوں گا۔

ایک شخص نے اپنے احمدی ہونے کا واقعہ اس طرح بتایا کہ میں ایک سکول میں اُستاد تھا میری ٹرانسفر ''اوویدو'' سرکٹ میں ہوئی۔ یہاں آ کر میں نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک مسجد میں پڑھنی شروع کیں۔ لیکن میں نے دیکھا کہ لوگ اپنی اپنی نمازیں پڑھ کر چلے جاتے ہیں۔ کوئی باجماعت نماز نہیں ہوتی۔ پوچھنے پر لوگوں نے بتایا کہ ہمارا امام تو ڈھول پیٹنے والا آدمی ہے۔ وہ سارا دن ڈھول پیٹتا ہے اور اگر وقت ملے تو نماز کے لیے آ جاتا ہے۔ تو کچھ دنوں کے بعد ایک اور مسجد میں گیا۔ مغرب کی نماز میں کچھ لوگ عقیقہ کا پروگرام بنا رہے تھے اور امام نہ تھا۔ کسی شخص نے نماز پڑھا دی تو مسجد میں فساد پڑ گیا کہ تمہیں

باقی صفحہ 25 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر313

مکرم احمد فوزی محمود السید صاحب

مکرم احمد فوزی صاحب کا تعلق مصر سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1984ء میں ہوئی۔ انہیں 2010ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔احمدیت کی طرف اپنے سفر کا احوال لکھتے ہوئے وہ بیان کرتے ہیں:

میری پیدائش مسلمان گھرانے میں ہوئی جو اہل سنت والجماعت فرقے کی اکثریت کے درمیان رہائش پذیر تھا۔مسلمانوں کی غالب اکثریت کی طرح میرا بھی یہ خیال تھا کہ میں جس راستے پر ہوں وہی درست ہے، اور میرا تعلق ناجی فرقہ سے ہے۔نیز دینی علم نہ ہونے کے باوجود میں بھی دیگر مسلمانوں کی طرح اسلام کے لئے پُرجوش تھا،لیکن یہ جوش کبھی میری روحانی ترقی کا باعث نہ بنا تھا بلکہ میں تو پہلے اور اہم فرض یعنی نماز میں بھی باقاعدہ نہ تھا۔

اختلاف اورلاف وگزاف

میں بھی اپنے معاشرے کے دیگر افراد کی طرح بعض دینی چینلز دیکھتا تو مختلف مولوی حضرات کا اپنے فرقہ کے علاوہ دیگر فرقوں پر کفر کے فتوے لگانا اور گالی گلوچ کرنا مجھے بہت عجیب لگتا تھا۔خصوصًا بعض اہل سنّت علماء کی شیعوں کے خلاف بدزبانی شرافت کی ہر حد سے گری ہوئی تھی۔ان علماء کی شیعوں کے خلاف اس قدر شدت پسندی نے مجھے بعض شیعہ چینلز دیکھنے پر مجبور کردیا۔وہاں سے مجھے پتہ چلا کہ شیعہ اور سنّی کے مابین فاصلے میرے وہم وگمان سے کہیں بڑھ کر ہیں، اور یہ تمام چینلز اپنے دیکھنے والوں کے دلوں میں دیگر فرقوں کے خلاف دشمنیاں، کینے اور بغض پیدا کررہے ہیں۔ہر چینل کے علماء کی دیگر فرقوں کے بارہ میں گندی زبان اور گالی گلوچ سن کر میں انگشت بدنداں رہ گیا کہ یہ الفاظ ایسے لوگوں کی زبان سے نکل رہے ہیں جو علماء ومشائخ کہلاتے ہیں اور اپنے فرقہ کے لوگوں کے نزدیک غیر معمولی احترام کے حامل ہیں۔

الغرض مَیں ان فرقوں کی حالت اور ان کے باہم برسرِ پیکار ہونے کی کیفیت کو دیکھ کر اکثر کہتا کہ جنگ کی حد تک یہ اختلاف شاید کبھی ختم نہیں ہوسکتا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے کوئی رسّی لٹکادے جس کے ساتھ چمٹ کر سب متحد ہوجائیں، یا اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یا ان کے کسی نائب کو ان فرقوں کے مابین پیدا شدہ اختلافات کودُور کرنے کے لئے مبعوث فرمادے۔

حبل اللہ

کچھ عرصہ کے بعد میرے ٹی وی کے ریسیور میں کوئی خرابی ہوگئی جس کی بناء پر مجھے اس کے جملہ چینلز کوحذف کر کے نئے سرے سے سیٹ کرنا پڑا۔جب میں اپنے پسندیدہ چینلز کی لسٹ تیار کررہا تھا اس وقت ایم ٹی اے 3 العربیہ نامی ایک چینل میری توجہ کا مرکز بنا۔محض چند منٹ تک اسے دیکھنے سے ہی میرے ذہن میں یہ سوال بشدت مچلنے لگا کہ یہ چینل کس فرقہ کا ہے اور کس کا حامی اور کس کا مخالف ہے؟لیکن آنے والے دنوں میں میرے سوالوں کے جوجواب ملے وہ میرے لئے نہایت حیران کن تھے۔

پہلا سرپرائز (surprise) ایک تصویر تھی جس کے نیچے **المسیح الموعود والامام المهدی علیه السلام** لکھا تھا۔اوراس کے ساتھ اس تصویر والی شخصیت کا فصیح وبلیغ عربی زبان میں قصیدہ چل رہا تھا۔مسیح ومہدی کے القاب پڑھ کر ذہن میں کئی سوال جنم لینے لگے۔یعنی یہ کہ اگر مسیح ومہدی ظاہر ہوگئے ہیں تو پھر یاجوج وماجوج کا خروج کیوں نہیں ہوا جن کے بارہ میں قرآن وحدیث میں پیشگوئیاں موجود ہیں اور جن کے بارہ میں ہم بچپن سے سنتے آرہے ہیں کہ ان کو ختم کرنے کے لئے مسیح ومہدی نے آنا ہے؟ نیز وہ دجّال کہاں ہے جس کا خاتمہ مسیح کے ہاتھوں سے ہونا تھا؟

علاوہ ازیں ہم تو اب تک مہدی ومسیح کی دو الگ الگ شخصیتوں کا ذکر سنتے آئے ہیں، جبکہ اس فرقہ کے نزدیک ان سے مراد ایک ہی شخصیت ہے۔پھر اسی پر بس نہیں بلکہ اس فرقہ کا مسیح وہ مسیح ناصریؑ نہیں جس کا ہم انتظار کررہے ہیں بلکہ خلافِ توقع وہ اِسی امّت میں سے ایک شخص ہے۔اس طرح کے بے شمار سوال میرے ذہن میں جنم لینے لگے لیکن میری یہ حیرت اور تشنگی زیادہ دیر قائم نہ رہی کیونکہ اس چینل کے چند پروگرامز دیکھنے سے ہی میرے سوالوں کے جواب ملنے شروع ہوگئے۔پھر جب انصاف کی نظر سے دیکھا تو یہ چینل اسلام کی حقیقی اور نہایت خوبصورت تصویر پیش کرنے والا ثابت ہوا جس میں خدا تعالیٰ کی ذات پاک کی ہر ایسے عقیدہ سے تنزیہہ کا بیان تھا جو اس کی شان کے خلاف ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو ہر اعتراض سے مبرّا اور قرآن کریم کو ہر قسم کے نسخ اور تحریف سے پاک پیش کیا جاتا تھا۔

مَیں تو مختلف اسلامی فرقوں کے چینلز پر ان کے مخالفین کے لئے نفرت بھری تقاریر، بغیض قسم کے فتاویٰ اور گالی گلوچ جیسے امور سن کر دل شکستہ ہو چکا تھا، ایسے میں ایم ٹی اے پر جب یہ سنا کہ ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ تو میں اس کی جانب کھنچتا چلا گیا۔مجھے اسلام پر فخر ہونے لگا تھا کہ کم ازایک جماعت تو ایسی ہے جو اسلام کو ایسے پیرایہ میں پیش کررہی ہے جو نہایت دلکش اور جاذب نظر ہے۔ اس وقت میں نے دیگر چینلز پر سنے جانے والے شدت پسندانہ فتاوی اور پُرنفرت تقاریر کا ایم ٹی اے پر پیش کئے جانے والے عقائد واقوال سے موازنہ کیا تو جماعت احمدیہ اور دیگر فرقوں کے مابین فرق کھل کر سامنے آ گیا اور ثابت ہوگیا کہ یہی وہ حبل اللہ ہے جسے پکڑ کر سب متحد ہوسکتے ہیں۔

پھر ایم ٹی اے العربیہ میرے ذہن میں پیدا ہونے والے سوالوں کا جواب دینے والا پہلا چینل بن گیا۔اوراس کے جواب ایسے اعلیٰ پائے کے ہوتے تھے کہ میری سو فیصد تسلی ہو جاتی تھی۔ایم ٹی اے العربیہ جہاں ایک طرف میری علمی تشفی کا باعث ٹھہرا وہاں ایسے روحانی علوم کے زیادہ سے زیادہ حصول کی خواہش بھی بڑھتی گئی۔لہذا میں نے جماعت کی عربی ویب سائٹ کھولی اور وہاں سے مختلف موضوعات پر ہونے والے ’’الحوار المباشر‘‘ کے پروگرامز ڈاؤن لوڈ کرکے دیکھنا شروع کردیئے۔اعلیٰ درجے کی عقل ومنطق کے مطابق توجیہات اور آیات کی تفسیر نے مجھے روحانی نشہ میں مبتلا کردیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدا تعالیٰ کی ثنا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں قصائد نے تو میرا دل موہ لیا۔

الغرض ان تمام امور نے مجھے اپنی زندگی کے سب سے دلیرانہ قدم اٹھانے پر مجبور کردیا۔

جلسہ سالانہ برطانیہ

ہر طرح سے تسلّی اور اطمینان کے باوجود بعض اوقات کسی دلیرانہ قدم اٹھانے کے لئے ایک دھکے کی ضرورت ہوتی ہے۔میری بھی یہی کیفیت تھی۔میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور جماعت کی سچائی کے بارہ میں مکمل طور پر مطمئن ہوچکا تھا لیکن بیعت کا مرحلہ عبور کرنے کے لئے مجھے بھی کسی خاص محرّک یا دھکے کی ضرورت تھی۔اور جلسہ سالانہ برطانیہ 2010ء میرے لئے یہ دھکا ثابت ہوا۔میں نے ایم ٹی اے پر اس روحانی ماحول اور فضا کو محسوس کیا جو وہاں پر خلیفۂ وقت کی اپنے عُشّاق کے مابین موجودگی سے پیدا ہوئی تھی۔اس ماحول میں حضور انور ایدہ اللہ کے پُرتاثیر خطابات سونے پر سہاگہ تھے۔پھر جلسہ کا نظام اور شرکائے جلسہ کا اسلام اور نبی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لئے جوش، امام مہدی علیہ السلام کے حسین وجمیل بستان کو حسین تر بنا رہا تھا۔ایسے میں میرا خیال امّت مسلمہ کی ناگفتہ بہ حالت کی طرف چلا گیا جو فتنہ وفساد سے دوچار ہے اور ہر میدان میں ناکامی اس کا مقدر بن چکا ہے۔مَیں ایم ٹی اے کے سامنے بیٹھا انہی سوچوں میں گم تھا کہ میرے کانوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قصیدہ کا یہ شعر پڑا:

اَلْوَقْتُ يَدْعُوْ مُصْلِحًا وَمُجَدِّدًا
فَارْنُوا بِنَظْرٍ طَاهِرٍ وَجَنَانِ

یعنی اے لوگو! پاک نظر اور پاک دل سے غور کرکے دیکھو کہ یہ وقت بزبان حال ایک مصلح اور مجدد کو بلا رہا ہے۔

یہ سنتے ہی میرے دل سے یہ صدا نکلی کہ مسلمانوں کی مذکورہ حالت ایک مصلح کی بعثت کا تقاضا کررہی ہے اور چونکہ یہ مصلح آچکا ہے اس لئے مجھے اس کے قافلے میں شامل ہونے کے لئے جلدی کرنی چاہئے۔چنانچہ میں نے ایم ٹی اے کی سکرین پر دیئے گئے فون نمبرز پر رابطہ کیا جس کے بعد میرا رابطہ مصر میں احمدی احباب سے کروادیا گیا اور پھر مجھے بفضلہٖ تعالیٰ امام الزمان کے خلیفہ خامس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق مل گئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے خلیفۂ وقت کے خدام میں سے بنائے اور ہمیشہ خلافتِ راشدہ کے ساتھ اخلاص ووفا سے جڑے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

....

مکرم ڈاکٹر عبدالہادی صاحب

مکرم ڈاکٹر عبدالہادی صاحب لکھتے ہیں:

میری پیدائش مراکش کے ایک متدین گھرانے میں ہوئی۔سکول کی پڑھائی مکمل کرنے کے بعد مجھے میڈیکل کالج میں داخلہ مل گیا اور بفضلہٖ تعالیٰ اب میں ڈاکٹر بننے کے بعد سپیشلائزیشن کررہا ہوں۔

میرے والد صاحب متدیّن مزاج، بااخلاق، نمازوں کے پابند اور قرآن کے عاشق تھے۔ان کی ایک چھوٹی سی لائبریری تھی جس میں تفسیر ابن کثیر، صحیح مسلم وغیرہ جیسی اسلامی کتب تھیں۔میں نے صحیح مسلم پڑھی تو اس کی کتاب الفتن میں مذکور علامات الساعۃ کے بارہ میں میرے ذہن میں بہت سے سوالات نے جنم لیا۔پھر جب مَیں نے میڈیکل کی پڑھائی ختم کی تو میرا ذہن امّت مسلمہ کی حالت کے بارہ میں مختلف سوالات کی آماجگاہ بن گیا۔خیرِ امّت کس طرح آج ہر لحاظ سے سب سے آخر پر کھڑی نظر آرہی ہے۔تفرقہ کا شکار اس امت کا ہر فرقہ ہی ناجی ہونے کا دعویدار ہے لیکن حق کہیں نظر نہیں آتا۔

چشمۂ فیض

2007ء کی بات ہے کہ مَیں انٹرنیٹ پر کچھ تلاش کررہا تھا کہ مجھے دجال کے بارہ میں 8 منٹ کی ایک چھوٹی سی ویڈیو ملی جس میں نہایت مؤثر اوراطمینان بخش انداز میں دجال سے متعلق احادیث کی وضاحت کی گئی تھی۔

اس ویڈیو کے بارہ میں تحقیق مجھے جماعت احمدیہ کی عربی ویب سائٹ تک لے آئی۔اس ویب سائٹ پر موجود مواد کو پڑھنے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ شاید میری فطرت انہی امور کی متلاشی تھی۔عقائد کے بارہ میں یہاں پر موجود ایمان افروز تشریحات میرے دل کی آواز بن گئیں۔مَیں تقریباً روزانہ ہی عربی ویب سائٹ کو کھولتا اور فیض کے اس چشمہ سے فیضیاب ہوتا۔

جھوٹ نیکی کی طرف ہدایت نہیں دے سکتا

گو مَیں نے بیعت نہیں کی تھی تاہم جماعت کا ہر جگہ دفاع کرتا تھا۔لیکن ساتھ ساتھ جماعت کے مخالفین کی ویب سائٹس پر ان کے خیالات بھی پڑھتا اور جماعت کی تکذیب اوراس کے خلاف کفر کے فتاویٰ بھی دیکھتا تو دل میں کہتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ جھوٹ ہمیشہ گناہ اور فجور کی طرف لے جاتا ہے۔پھر اگر مرزا غلام احمد نعوذ باللہ جھوٹے ہیں تو پھر نیکی کی طرف کیسے ہدایت دے سکتے ہیں۔خصوصاً اس لئے بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دجال ظاہر ہوگا تو اہل زمین کے چنیدہ لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہو کر اسے کہے گا کہ تم ہی وہ دجال ہو جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ڈرایا ہے۔اور مرزا غلام احمد قادیانی نے تو دجال کے بارہ میں صحیح خبر دے کر سب کو اس سے خبردار کردیا ہے۔اس بناء پر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق وہ اہل زمین کے چنیدہ لوگوں میں سے ہیں۔ایسی شخصیت کی تکذیب وتکفیر کرنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتویٰ کی خلاف ورزی کررہے ہیں۔

استخارہ اور بیعت

میری تحقیق تین سال تک جاری رہی جس میں دوستوں اوراہل خانہ کے ساتھ میری گفتگو اور بحث کا سلسلہ بھی جاری رہا۔بالآخر مطمئن ہوکر مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق استخارہ کیا اور کئی دنوں تک اپنے سجود میں یہی دعا کرتا رہا کہ اے خدا اگر یہ مہدی سچا ہے تو مجھے اس کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرما۔چند ایام کے بعد مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں انڈیا میں ہوں جہاں میں سبز گنبد والی ایک مسجد دیکھتا ہوں جس کی چاردیواری سفید اور روشن ہے۔میں نے دیکھا کہ مکرم ہانی طاہر صاحب اس کے قریب سے گزر رہے تھے۔اس مسجد کے نیچے ایک دکان تھی جس میں ہر قسم کے انتہائی خوش رنگ، چمکدار اور پکے ہوئے پھل موجود تھے۔مَیں نے خواب میں وہاں سے کچھ پھل لے لئے۔جب میں صبح جاگا تو میرا دل حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت پر ایمان سے معمور ہو چکا تھا۔چنانچہ میں نے 9 ستمبر 2011ء کو بیعت ارسال کردی۔فالحمد للہ علیٰ ذلک۔ **(باقی آئندہ)**

دنیا کا امن دنیا کے لوگوں کے ذریعہ نہیں ہوسکتا

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

1924ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے یورپ کا سفر اختیار فرمایا۔ اس سفر کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 9رستمبر 1924ء کی رات کو ایسٹ اینڈ ویسٹ یونین کے اجلاس منعقدہ گلڈ ہاؤس (لندن) میں بزبان انگریزی جو لیکچر دیا یہ اِس سفر کا پہلا انگریزی لیکچر تھا۔ ذیل میں اس کا اردو ترجمہ از انوار العلوم جلد 8 ہدیۂ قارئین ہے۔

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

خدا کے رحم اور فضل کے ساتھ　　هو النَّاصِر

صدر مجلس! بہنو! اور بھائیو! گو آج آپ ایک اور لیکچر کے سننے کے لئے جمع ہوئے ہیں مگر مسٹر کے این داس گپتا ڈائریکٹر آف دی یونین آف دی ایسٹ اینڈ ویسٹ نے چونکہ مہربانی سے خواہش ظاہر کی ہے کہ میں بھی چند منٹ کے لئے بولوں اس لئے میں بھی اپنے چند خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس سوسائٹی کی اصل غرض کے سوا اور کوئی مضمون ایسا لطیف نہیں ہوگا جس کے متعلق میں آج آپ لوگوں کے سامنے کچھ کہوں۔ اس سوسائٹی کی غرض جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے مشرق و مغرب کے درمیان اتفاق ہے اور اس غرض سے مجھے خاص طور پر دلچسپی ہے کیونکہ مَیں جس بزرگ کی پیروی کا فخر کرتا ہوں اور جس کی نیابت کا عہدہ خدا تعالیٰ نے محض بندہ نوازی سے مجھے عطا فرمایا ہے اس کا دعویٰ تھا کہ خدا تعالیٰ نے اسے اس لئے دنیا میں بھیجا ہے کہ تمام دنیا سے فساد کو دور کرے اور سب لوگوں میں محبت اور پیار کی روح پھونکے۔ اس کے عُہدوں میں سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے ایک ”سلامتی کا شہزادہ“ بھی تھا کیونکہ وہ سب دنیا کو سلامتی دینے کے لئے آیا تھا۔ پس مجھے اور ہر ایک میرے ہم مذہب کو اس امر کو دیکھ کر کہ کوئی جماعت اس فرض کو پورا کرنے کے لئے کوشش کر رہی ہے جس کے لئے ہمارا امام بھیجا گیا تھا نہایت ہی خوشی پہنچتی ہے۔ پس طبعاً مجھے آپ کی ایسوسی ایشن سے ایک اُنس ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کے کام میں برکت دے اور آپ کی ہمتوں کو بلند کرے۔

بہنو! بھائیو! میں ایک بات کی طرف آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں جو یقیناً آپ کے کام میں مُمِد ہوگی اور جس کے بغیر حقیقی کامیابی مشکل ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کو اسی ہستی کی طرف قدم بڑھانا چاہیئے جو تمام عالم خلق کے لئے بطور مرکز کے ہے۔ ایک دائرہ ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ تمام بُعد مرکز سے بُعد کی وجہ سے ہوتے ہیں اور جوں جوں ہم مرکز کے قریب ہوتے جائیں خواہ ہم کسی جانب سے بھی کیوں نہ چلے ہوں ہم ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہوتے چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ اگر ہم مرکز تک پہنچنے کی توفیق پالیں پھر تو ہم میں کوئی جدائی رہتی ہی نہیں۔

اس تمام عالَمِ خَلَق کا مرکز خدا ہے اور بغیر اس کی کامل محبت کے اور اس کے قُرب کے ہم حقیقی اتحاد پیدا نہیں کر سکتے۔ جھگڑے تب ہی پیدا ہوتے ہیں جب کہ ہم اس کی طرف سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ اس کی کامل محبت ہمارے دلوں کو نفرت اور حقارت کے جذبات سے بالکل خالی کر دیتی ہے۔ لوگ ضرب المثل کے طور پر بھائیوں کی محبت کو پیش کرتے ہیں مگر یہ محبت کس سبب سے ہے؟ اسی لئے کہ ان کے وجود میں لانے والی ہستی ایک ہے۔ اولاد کا ماں سے یا باپ سے تعلق ان کے باہمی تعلقات کو مضبوط کر دیتا ہے اسی طرح جب لوگ خدا تعالیٰ کی محبت کو دوسری باتوں پر ترجیح دیں گے تو ان کے باہمی تعلقات مضبوط ہوں گے اور وہ محسوس کریں گے کہ جب ان سب کا پیدا کرنے والا ایک ہے اور وہ ایک ہی ہستی کے دامن رحمت کے سایہ کے نیچے بیٹھے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کی نسبت نفرت اور حقارت کے جذبات کو پیدا ہونے دیں۔

دنیا کا امن دنیا کے لوگوں کے ذریعہ نہیں ہوسکتا

کیونکہ صلح کرانے والا یا مغربی ہوگا یا مشرقی اور اس وجہ سے ایک یا دوسری قوم اس کی کوششوں کو شک کی نگاہوں سے دیکھے گی۔ **صلح اس ہستی کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے جو نہ مشرقی ہے نہ مغربی ہے بلکہ سب جہتوں سے پاک ہے۔ اسی ذات کی طرف قدم بڑھانے سے ہم درحقیقت ایک دوسرے کی طرف قدم بڑھاتے ہیں اور جو اس کی طرف سے آئے وہی ہم کو جمع کرسکتا ہے کیونکہ وہ جو آسمان سے آتا ہے وہ مشرقی یا مغربی نہیں کہلا سکتا بلکہ جو اس سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی مشرق و مغرب کی قید سے آزاد ہو جاتے ہیں۔**

میں سخت حیران ہو جاتا ہوں جب دیکھتا ہوں کہ بِلا وجہ بے سبب قومیں آپس میں کیوں عداوت کرتی ہیں۔ رہائش کی جگہ کے اختلاف اور دلی منافرت اور عداوت کا آپس میں کیا تعلق ہے۔ کیا کوئی ملک ہے جو سب دنیا کی آبادی کو جمع کر سکا ہے۔ کیا یورپ یا اس کے مختلف بِلاد امریکہ، افریقہ اور ایشیا کی آبادی کو جگہ دے سکتے ہیں۔ کیا افریقہ امریکہ یا ایشیا دوسرے براعظموں کی آبادی کو سنبھال سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو جو بُعد محض ضرورت کی وجہ سے ہے اور جس کا علاج کسی کے پاس نہیں اس کے سبب سے اس قدر جھگڑا اور لڑائی کیوں ہے۔

میں مذہبی، تمدنی اور علمی اختلاف کو دیکھتا ہوں تو بھی وجہ اختلاف کی نظر نہیں آتی۔ اگر کوئی قوم دوسری قوموں سے مذہبی، تمدنی یا علمی ترقی میں بڑھی ہوئی ہے تو اس کو دوسری قوموں کو ابھارنے کی کوشش کرنی چاہیئے نہ کہ اس سے نفرت کرنی چاہیے۔ ایک گرے ہوئے بھائی کی حالت کو دیکھ کر ایک شریف آدمی کے دل میں اظہار ہمدردی پیدا ہوتا ہے یا اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ دوستی تو وہی ہے جو تکلیف کے وقت میں ظاہر ہو نہ کہ وہ جس کا اظہار آرام و راحت کے زمانہ میں کیا جائے۔

پھر جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے قوموں کی ترقیات اور ان کے تنزل دَوری ہیں۔ آج ایک قوم ترقی کرتی ہے کل دوسری۔ کونسی قوم ہے جس نے شروع دنیا سے علم کی مشعل کو اونچا رکھا ہو۔ پھر کس قوم کا حق ہے کہ وہ دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے۔ دنیا کی ہر ایک قوم ایک دوسرے کی شاگرد ہے۔ باری باری سب ہی استادی اور شاگردی کی جگہیں تبدیل کرتے چلے آئے ہیں پھر یہ اختلاف اور منافرت کیوں ہے اس وجہ سے کہ لوگ اپنے آپ کو اس دنیا میں محدود سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے جہات کا اختلاف اور حالتوں کا تغیر ان کے قلوب پر بُرا اثر ڈالتا ہے۔ جس دن دنیا کا یہ نقطہ نگاہ بدلا اسی دن سے صلح اور امن کا دور شروع ہو جائے گا۔

بہنو! اور بھائیو! آؤ ہم اپنی نظر کو ذرا اونچا کریں اور دیکھیں کہ ہم صرف اس دنیا کے ساتھ جو سورج کے گرد زمین کی گردش کی وجہ سے مشرق و مغرب میں منقسم ہے تعلق نہیں رکھتے بلکہ ہماری جگہ بہت وسیع ہے۔ ہم اس خدا سے تعلق رکھتے ہیں جو تمام عالم کا پیدا کرنے والا ہے۔ پس ہمارا مقام سورج سے بھی اونچا ہے اور مشرق و مغرب ہمارے غلام ہیں نہ کہ ہم مشرق و مغرب کے غلام۔ ہم سمجھ دار ہو کر ان باتوں سے کیوں متاثر ہوں جو صرف نسبتی اور وہمی ہیں۔ مشرق و مغرب کا سوال لوگوں کے امن کو برباد کر رہا ہے مگر میں پوچھتا ہوں کہ وہ مغرب کہاں ہے جو کسی دوسری جہت سے مشرق نہیں اور وہ مشرق کہاں ہے جو کسی دوسری جہت سے مغرب نہیں۔ آؤ ہم اپنے آپ کو ان وہموں سے اونچا ثابت کریں اور اس مرکز خَلق کی طرف توجہ کریں جو سب کو جمع کرنے والا ہے۔ (الفضل 7راکتوبر 1924ء)

☆......☆......☆

جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے

ماحول ہے ہراساں یہ دَور نکتہ چیں ہے
ہر دل میں ہے تکدّر، آلودہ ہر جبیں ہے
ناپختہ ہر عمل ہے، لرزیدہ ہر یقیں ہے
وصلِ صنم کی اُن کو خواہش کوئی نہیں ہے
فکروں سے دل حزیں ہے جاں درد سے قریں ہے
”جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے“

آنکھوں میں سیلِ گریہ، سینہ دھواں دھواں ہے
ہر نفس مضطرب ہے ہر آنکھ خونچکاں ہے
ہونٹوں پہ مسکراہٹ، دل مہبطِ فُغاں ہے
فُرقت میں یاں تڑپتا انبوہِ عاشقاں ہے
غربت میں واں پریشاں اِک دِلرُبا حسیں ہے
”جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے“

اِک دَورِ پُرسکوں کا آغاز چاہتی ہوں
لَے ہو طرب کی جس میں وہ ساز چاہتی ہوں
نظرِ کرم ہی میرے دمساز چاہتی ہوں
بس تیرے لفظ کُن کا اعجاز چاہتی ہوں
سب کی ہے تُو ہی سنتا اِس بات کا یقیں ہے
”جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے“

انسانی لغزشوں سے مَیں ماورا نہیں ہوں
ماحول سے علیحدہ ربُّ الوریٰ نہیں ہوں
لیکن مَیں تجھ سے غافل میرے خدا نہیں ہوں
مَیں بے عمل ہوں بیشک پر بے وفا نہیں ہوں
نظریں بھٹک رہی ہیں پر دل میں تُو مکیں ہے
”جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے“

((صاحبزادی) امۃ القدوس بیگم)

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار اپنی جماعت کے افراد کو یہی تلقین فرمائی ہے کہ دعاؤں کی طرف بہت توجہ دو کیونکہ جماعتی ترقی، جماعت کا غلبہ اور دشمنوں کے مکروں اور ان کی کارروائیوں سے نجات دعاؤں سے ہی ملنی ہے۔

پس یارِ نہاں میں ڈوبنے کی ضرورت ہے۔ اپنے اندر وہ کیفیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو عرش کے پائے ہلا دینے والی ہو۔ وہ دعائیں کرنے کی ضرورت ہے جن کا رخ ایک طرف ہو۔ متفرق دعائیں نہ ہوں۔

پاکستان کے احمدیوں کو چاہے وہ امیر ہیں، غریب ہیں، مرد ہیں، عورتیں ہیں ان کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ احمدیت کے حوالے سے اس وقت سب سے زیادہ ظلم پاکستان میں ہی ہو رہا ہے۔ اور دنیا کے احمدیوں کو بھی عموماً اس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ احمدیت کی فتح سے ہی دنیا کی بقا وابستہ ہے۔ مسلم اُمّہ کا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنا احمدیت کی فتح سے ہی وابستہ ہے۔ ظلم و تعدی کا خاتمہ اسی سے وابستہ ہے۔ پس چاہے وہ فلسطینیوں کو ظلم سے آزاد کروانا ہے یا مسلمانوں کو ان کے اپنے ظالم حکمرانوں سے آزاد کروانا ہے اس کی ضمانت صرف احمدیوں کی دعائیں ہی بن سکتی ہیں۔ ان دعاؤں کا حق ادا کرنے کی ہمیں ضرورت ہے۔ اس وقت ظلم کی چکّی میں سب سے زیادہ احمدی پس رہے ہیں۔ اس لئے ہماری دعائیں ہی مضطر کی دعاؤں کا رنگ اختیار کر کے نہ صرف اپنی آزادی بلکہ انسانیت کے لئے بھی ظلموں سے نجات کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ پس ہمیں اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی ضرورت ہے۔

جو بھی ایسے کاموں میں ملوّث ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف ہے جو ظلموں پر منتج ہوتے ہیں وہ اپنے بدانجام کو پہنچے گا۔ لیکن ہمارا کام ہے کہ ان ظلموں سے جلدی چھٹکارا پانے کے لئے ہم مضطر کی حالت اپنے اندر پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کو بے چین ہو کر پکاریں۔ پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کس طرح مدد کو آتا ہے

چاہئے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی حالتوں کے ہر وقت جائزے لیتا رہے کہ کبھی ہم اپنے مسائل میں اس قدر نہ اُلجھ جائیں کہ ان لوگوں کے لئے دعاؤں کا احساس نہ رہے جو جماعت کے افراد ہونے کی وجہ سے مشکلات میں گرفتار ہیں۔

جب ہم ایک جماعت میں پروئے جانے کا دعویٰ کرتے ہیں تو اپنی دعاؤں کو خدا تعالیٰ سے اجتماعی تکالیف اور ابتلا کے دور کرنے کے لئے مانگنے کی ضرورت ہے۔ جماعتی دعاؤں میں بھی وہ اضطراب اور اضطرار پیدا کریں جو اپنی ذاتی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے ایک انسان میں پیدا ہوتا ہے۔

جب تک ہم خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے ان اجتماعی تکلیفوں کے دور کرنے کے لئے نہیں جھکیں گے ہم اپنے مقصد کو جلد حاصل نہیں کر سکیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر ہماری مشترکہ دعائیں ہی ہماری انفرادی تکالیف کو بھی دور کر سکتی ہیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 08 / اگست 2014ء بمطابق 08 ظہور 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ۔ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ۔ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (النمل:63) اس آیت کا ترجمہ ہے کہ یا پھر وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار اپنی جماعت کے افراد کو یہی تلقین فرمائی ہے کہ دعاؤں کی طرف بہت توجہ دو کیونکہ جماعتی ترقی، جماعت کا غلبہ اور دشمنوں کے مکروں اور ان کی کارروائیوں سے نجات دعاؤں سے ہی ملنی ہے۔ آپ نے بڑا واضح فرمایا کہ ہمارا غالب آنے کا ہتھیار دعا ہی ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 303۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ برطانیہ)

پس جب ہم نے ہر ترقی دعاؤں کے طفیل دیکھنی ہے اور ہر دشمن کو دعاؤں سے زیر کرنا ہے تو پھر دعا کی اس اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے کس قدر توجہ ہمیں دعاؤں کی طرف دینی چاہئے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہم کس قدر توجہ دعاؤں کی طرف دے رہے ہیں۔ اس کا اندازہ اور جائزہ ہم میں سے ہر ایک اپنی حالت کو دیکھ کر لگا سکتا ہے اور جائزہ لے سکتا ہے۔

گزشتہ دنوں مجھے ایک عزیز نے اپنی ایک خواب سنائی کہ مَیں اس عزیز کو کہہ رہا ہوں کہ رمضان بڑی جلدی ختم ہو گیا۔ ابھی تو میں نے جماعت سے اور زیادہ دعائیں کروانی تھیں۔ اس میں ایک توجہ کا پہلو یہ بھی ہو سکتا ہے اور یقیناً ہے کہ رمضان میں جس طرح دعاؤں کی طرف توجہ رہتی ہے اس طرح اب توجہ نہیں رہے گی جبکہ جماعت کو دعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔ کیونکہ اس خواب کے سننے سے پہلے ہی میرے دل میں یہ تحریک تھی اور اللہ تعالیٰ نے ڈالا کہ رمضان کے بعد کے خطبے میں بھی دعاؤں کی طرف توجہ دلاؤں۔ اس لئے اس شخص کی خواب بھی میری توجہ کی تائید میں ہی تھی۔ اس نے مزید اس طرف توجہ دلائی۔ اللہ تعالیٰ کا یہی طریق ہے کہ بعض دفعہ بجائے براہ راست واضح توجہ دلانے کے مومنوں کو دوسرے مومنوں کے ذریعہ توجہ دلاتا ہے گو کہ دل میں ڈالا ہوتا ہے۔

رمضان کے بعد ہم عموماً دعاؤں کی طرف اس لئے توجہ نہیں رکھتے، ان میں وہ شدت نہیں ہوتی جیسی کہ رمضان میں ہوتی ہے۔ اس وقت دنیا کے حالات، مُسلم اُمّہ کے حالات خاص طور پر فلسطینیوں پر اسرائیل کا جو مسلسل ظالمانہ حملہ ہے جس میں کل تک تو عارضی روک پیدا ہوئی تھی لیکن آج سنا ہے پھر وہ سیز فائر جو ہے وہ ختم ہو گئی اور الزام بہرحال یہی دیا جا رہا ہے، اللہ بہتر جانتا ہے حقیقت، کہ فلسطینیوں کی طرف سے پہلے راکٹ حملے کئے گئے۔ بہرحال اللہ کرے کوئی ایسی صورت پیدا ہو کہ یہ جنگ بندی مستقل ہو جائے اور ظلم بند ہو۔ اور پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا ایک دوسرے پر ظلم اور گردنیں اڑانا اور قتل و

غارت گری اس کی بھی انتہا ہو رہی ہے۔ اور پھر ظلم کی انتہا ان کلمہ پڑھنے والوں کی طرف سے یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے نام پر احمدیوں پر ظلم کر رہے ہیں اور ڈھٹائی سے اس ظلم کو جاری رکھنا چاہتے ہیں اور جاری رکھنے کے بہانے بھی تلاش کرتے ہیں اور بیانات بھی دیئے جاتے ہیں۔ ہر سطح پر اور ہر موقع پر احمدیوں کو اذیت دینا اور ان پر ظلم کرنا اب پاکستان میں مُلّاں کے زیر اثر غیر احمدیوں کی اکثریت کا یا بہت بڑی تعداد کا شیوہ بن چکا ہے۔ اور اگلی نسل میں بچوں میں بھی یہ زہر گھولا جا رہا ہے۔ ان کے دماغوں کو زہر آلود کیا جا رہا ہے۔ ان بچوں کے منہ سے بھی اب یہ الفاظ نکلتے ہیں جن کو پتا ہی نہیں کہ دین کیا ہے یا کیا نہیں؟ یا دشمنی کیا ہوتی ہے کیا نہیں؟ کہ احمدی کافر ہیں اور ان کو قتل کرنا جائز ہے۔ سکولوں میں احمدی اساتذہ کے ساتھ بچے اس لئے بدتمیزی کرتے ہیں کہ یہ احمدی ہے جو مرضی اس کو کہو۔ سکولوں سے نکالنے کی کارروائیاں ہوتی ہیں۔ ان سے پڑھنے سے انکار کیا جاتا ہے۔ گزشتہ دنوں ہی ایک گاؤں میں چھوٹی سی جگہ پر ایک ٹیچر کے خلاف بچوں نے اور ان کے والدین نے جلوس نکالا، ہڑتال کی کہ ہم نے اس سے نہیں پڑھنا۔ یہ قادیانی ہے۔ غالباً ہیڈ ماسٹر نے یا کسی عقل والے نے ان سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو جنگی قیدیوں کو بھی اس شرط پر رہا کرنے کا کہا تھا کہ جو تعلیم تمہارے پاس ہے، جو لکھنا پڑھنا تم جانتے ہو وہ اگر تم مسلمانوں کو سکھا دو تو تمہیں قید سے آزادی مل جائے گی۔ حالانکہ یہ ان لوگوں کو کہا گیا جو اس نیت سے جنگ میں آئے تھے کہ مسلمانوں کو ختم کر دیں۔ اس پر اس گاؤں کے لوگوں نے یہ کہا کہ ٹھیک ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو کہا ہو گا لیکن ہم نہیں مانیں گے کیونکہ یہ قادیانی ان کافروں سے بڑھ کر کافر ہیں اور ان کو تو قتل کرنا بھی جائز ہے۔

اور یہ ڈھٹائی کسی بھی واقعہ کے بعد کم نہیں ہوتی۔ یہ نہیں کہ انسانیت سوز مظالم دیکھ کر پھر کسی قسم کی شرم کا احساس ان میں پیدا ہو جائے بلکہ وہی حال رہتا ہے۔ وہی لوگ جو گوجرانوالہ میں ہمارے احمدی گھروں کے ہمسائے تھے اور عام حالات میں بول چال اٹھنا بیٹھنا بھی تھا۔ جب یہ واقعہ ہوا تو ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو خالی گھروں کو دیکھ کر لوٹ کھسوٹ میں شامل ہو گئے۔ جب گراوٹ اس حد تک پہنچ جائے تو پھر سوائے اِنَّا لِلّٰہِ کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ اب تو یہ لوگ اپنے خاتمے پر پہنچے ہوئے ہیں۔ اور ان ابتلاؤں کے دور میں ہمیں پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے کی ضرورت ہے۔ پس اپنی دعاؤں میں کمی نہ آنے دیں۔ باقی مسلمان تو ایک دوسرے پر ظلم کا جواب ظلم سے دے کر اپنا حساب پورا کر لیتے ہیں لیکن ہم نے تو ہر ظلم کو آہ و فغاں میں ڈوب کر ختم کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر اس سے دعا مانگ کر ختم کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک شعر میں یہ فرمایا تھا کہ

عدُو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں

(الحکم جلد 5 نمبر 45 مورخہ 10 دسمبر 1901ء صفحہ 3 کالم 2) (درثمین اردو صفحہ 50 شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

پس یارِ نہاں میں ڈوبنے کی ضرورت ہے۔ اپنے اندر وہ کیفیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو عرش کے پائے ہلا دینے والی ہو۔ وہ دعائیں کرنے کی ضرورت ہے جن کا رخ ایک طرف ہو۔ متفرق دعائیں نہ ہوں۔

اس عزیز کی خواب میں جو یہ بتایا گیا ہے کہ مَیں اس کو کہہ رہا ہوں کہ ابھی میں نے جماعت سے دعائیں کروانی تھیں۔ تو جماعت سے من حیث الجماعت دعا کروانا جماعت کی کامیابیوں اور ترقیات کے لئے اور ان مشکلات کے دور ہونے کے لئے تھی۔ پس جب ہماری یہ خواہش ہے کہ ابتلا کا یہ دور جلد ختم ہو تو ہمیں دشمن کے شر سے بچنے کے لئے اپنی دعاؤں، جماعتی دعاؤں کے دھارے اس طرف کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی دعاؤں کے دھارے اس طرف کرنے کی ضرورت ہے جہاں ہم دشمن کے شر سے بچ سکیں اور اس کے شر سے بچنے کے لئے ہم جتنی بھی دعائیں کریں وہ آجکل کی ضرورت ہے۔

اس موقع پر مجھے اپنی ایک پرانی خواب بھی یاد آ رہی تھی جس کا مَیں پہلے بھی ایک دفعہ ذکر کر چکا ہوں کہ اگر جلد حالات بدلنے ہیں تو جماعت کو ان ابتلاؤں سے بچانے کے لئے من حیث الجماعت اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی خاطر خالص کرتے ہوئے، اپنی دعاؤں کو اس کے لئے خالص کرتے ہوئے ہمیں اس کے آگے جھکنے کی ضرورت ہے۔ اور اگر اس کیفیت میں ہم اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں گے، یہ کیفیت ساری جماعت میں پیدا ہو جائے اور ہماری راتیں اس کیفیت میں گزریں کہ ہم نے جماعت کے لئے دعائیں کرنی ہیں تو چند دن میں، چند راتوں کی دعاؤں سے انقلاب آ سکتا ہے۔ ورنہ انقلاب تو آنا ہے، حالات تو بدلنے ہیں لیکن اپنا وقت لیں گے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ حالات بدلیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ جو پیغام مجھے دیا گیا تھا اس میں تمام جماعت جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کرتی ہے اُس کا خالص ہو کر دعا کرنا شرط ہے۔ اس وقت بھی خواب میں مجھے یہی تاثر تھا کہ پاکستان کے احمدیوں کے لئے یہ پیغام ہے۔

پس پاکستان کے احمدیوں کو چاہے وہ امیر ہیں، غریب ہیں، مرد ہیں، عورتیں ہیں ان کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ احمدیت کے حوالے سے اس وقت سب سے زیادہ ظلم پاکستان میں ہی ہو رہا ہے۔ اور دنیا کے احمدیوں کو بھی عموماً اس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ احمدیت کی فتح سے ہی دنیا کی بقا وابستہ ہے۔ مسلم اُمّہ کا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنا احمدیت کی فتح سے ہی وابستہ ہے۔ ظلم و تعدی کا خاتمہ اسی سے وابستہ ہے۔ پس چاہے وہ فلسطینیوں کو ظلم سے آزاد کروانا ہے یا مسلمانوں کو ان کے اپنے ظالم حکمرانوں سے آزاد کروانا ہے اس کی ضمانت صرف احمدیوں کی دعائیں ہی بن سکتی ہیں۔ ان دعاؤں کا حق ادا کرنے کی ہمیں ضرورت ہے۔ اس وقت ظلم کی چکّی میں سب سے زیادہ احمدی پِس رہے ہیں۔ اس لئے ہماری دعائیں ہی مضطر کی دعاؤں کا رنگ اختیار کر کے نہ صرف اپنی آزادی بلکہ انسانیت کے لئے بھی ظلموں سے نجات کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ پس ہمیں اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب و غریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 201۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ برطانیہ)

پس جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آج احمدیوں سے زیادہ اور کون ان ابتلاؤں میں ڈالا جا رہا ہے۔ آج احمدیوں سے زیادہ اور کون ہے جس پر ہر طرف سے ظلم بعض مسلمان ممالک میں روا رکھا جا رہا ہے۔ ان ملکوں کے اکثر شرفاء بلکہ تمام ہی کہنا چاہئے، ان کی شرافت جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ گونگی شرافت ہو چکی ہے۔ (ماخوذ از خطباتِ ناصر جلد ہشتم صفحہ 376۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 28 ستمبر 1979ء) ایسے میں معجزانہ دعاؤں کے فیض حاصل کرنے کے لئے ہمیں خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ دیکھو مصیبت زدہ لوگوں کی دعاؤں کو کون قبول کرتا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی قبول کرتا ہے۔ اور جب وہ ایسی حالت میں ہوں جب مُضطر ہوں۔ مضطر اس کو کہتے ہیں جو اپنے چاروں طرف مشکلات اور ابتلاؤں کو دیکھتا ہے۔ اسے اپنی کامیابی کا کوئی مادی یا دنیاوی راستہ نظر نہیں آتا اور صرف اور صرف ایک راستہ نظر آتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف جانے کا راستہ ہے۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے یہ مُضطر ہیں جو میری طرف آتے ہیں جن کے لئے دنیا کے تمام راستے بند اور مسدود ہو چکے ہوتے ہیں۔ مضطر کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جب کوئی راستہ نظر نہ آئے تو گھبراہٹ میں اضطراب شروع ہو جائے کہ ہم کدھر جائیں۔ بلکہ مضطر کا مطلب جیسا کہ میں نے کہا یہ ہے کہ جب تمام راستے بند ہو جائیں، تمام راستے مسدود ہو جائیں تو ایک طرف روشنی کی کرن نظر آئے اور وہ اس کی طرف دوڑے۔ اگر ہر طرف آگ نظر آ رہی ہو تو دیوانوں کی طرح بے چین ہو کر دوڑنے والے کو مضطر نہیں کہتے۔ کیونکہ اگر اس طرح وہ گھبراہٹ میں دوڑے گا تو خود آگ میں پڑ جائے گا بلکہ ہر طرف کی آگ دیکھنے کے بعد جب اسے امن کا ایک راستہ نظر آ رہا ہو، اسے ایک طرف پناہ نظر آ رہی ہو اور وہ اس معین راستے کی طرف چلا جائے تو وہ شخص ایسا ہے جو مضطر کہلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ایسے شخص کو پھر آگ سے بچانے والا ہوں۔ مَیں اس کی پناہ گاہ ہوں۔ آگ کی تپش سے بچانے والی ٹھنڈی چھاؤں میں ہوں۔ میری طرف آؤ۔ مجھ سے پناہ طلب کرو۔ میں تمہیں ان ابتلاؤں سے نکالوں گا۔ اس یقین سے میری طرف آؤ کہ ہمارا خدا ہے جو ہمیں اس ابتلا سے نکالنے والا ہے تو میں تمہیں تمہارے اس یقین کی وجہ سے اس ابتلا سے نکالوں گا۔ تمہاری دعاؤں کی وجہ سے تمہیں اس ابتلا سے نکالوں گا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ عجیب و غریب خواص اور اثر تمہارے حق میں ظاہر ہوں گے۔

پس جو شخص ایسا مضطر بن جائے جو خدا تعالیٰ کے علاوہ کسی کو اپنا ملجا و ماویٰ نہ سمجھے کوئی پناہ کی جگہ نہ سمجھے، جو خدا کے سوا کسی اور کو ان ابتلاؤں سے نجات دلانے والا نہ سمجھے تو وہی حقیقی مضطر ہے اور اس کی دعائیں عجائب دکھانے والی بنتی ہیں۔ دعاؤں کی قبولیت کے لئے یہ یقین ہمیں اپنے اندر پیدا کرنا ہو گا کہ ہر قسم کے اضطرار کی حالت میں اللہ تعالیٰ ہی کام آتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں جہاں ہمیں روشنی کی کرن نظر آتی ہو اور جب ایسی حالت پیدا ہو جائے، جب اس طرح کی اضطرار کی کیفیت آ جاتی ہے تو پھر اس قسم کے مضطر کے پاس اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق دوڑتا ہوا آتا ہے اور اس کی مشکلات اور مصیبتیں دور کر دیتا ہے۔ اس کی تکالیف ہوا میں اڑ جاتی ہیں۔ چاہے وہ ذاتی تکالیف اور مشکلات ہوں یا

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

جماعتی تکالیف اور مشکلات ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صرف یہی نہیں ہوگا کہ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ ہو یعنی اللہ تکلیفوں کو دور کر دے اور بس۔ یہ کافی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ جب انعامات دیتا ہے تو اس کے انعامات لامحدود ہوتے ہیں۔ کسی بھی حد تک وہ انعامات کو بڑھا سکتا ہے۔ پس یہاں بھی جب تکلیف میں مبتلا مومنوں کی تکلیفوں کو دور کرنے کا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ یَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ۔ کہ وہ تمہیں زمین کے وارث بنا دیتا ہے۔ وہ بڑے بڑے ظالموں، جابروں اور سرکشوں کو تباہ کر کے مظلوم اور کمزور نظر آنے والوں کو ان کی جگہ بٹھا دیتا ہے۔ پس جہاں انفرادی طور پر مضطر کی دعا سن کر اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے وہاں قومی رنگ میں بھی اس کی تکلیفوں اور ابتلاؤں کو دور کرتا ہے۔ اور یہی ہمیں قرآن کریم نے دوسری جگہ پر بھی بتایا ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ جب پہلی قوموں نے رسولوں کے ساتھ اور ان کی قوموں کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ہم نے انہیں تباہ کر دیا اور مظلوموں کو ان کی جگہ دے دی۔ پہلے لوگ بڑے بڑے جابر اور بڑے بڑے جاہ و جلال والے تھے لیکن ان کے نام تک مٹ گئے۔ پس یہ قانون آج بھی اسی طرح قائم ہے جس طرح پہلی قوموں کے لئے قائم تھا۔

پس اللہ تعالیٰ ظالموں کو ختم کرتا ہے لیکن جب مظلوم مضطر بن کر مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ کی درد بھری دعائیں کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آ کر ظالموں کے جلد خاتمے کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ طاقت اور کثرت کے زعم میں آج ظلموں پر جو لوگ تلے بیٹھے ہیں اللہ تعالیٰ کرے کہ انہیں عقل آ جائے ورنہ ان کی یہی طاقت اور کثرت ان کے لئے تباہی کا باعث بننے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ جو اپنی طاقت اور کثرت کی وجہ سے تقویٰ سے کام نہیں لیتے ان کے انجام بھی بد ہوا کرتے ہیں۔ اگر کلمہ پڑھ کر اور اللہ اور رسول کا نام لے کر ظلموں کی داستانیں رقم ہوں گی تو کلمہ بھی اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بھی ایسے لوگوں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ظالموں کے بد انجام کی خبر دی ہے۔ یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ فلاں قوم یا مذہب کے ماننے والوں کا استثناء ہے وہ جو چاہیں کرتے پھریں۔ بلکہ جو بھی ایسے کاموں میں ملوّث ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف ہیں، جو ظلموں پر منتج ہوتے ہیں وہ اپنے بد انجام کو پہنچے گا۔ لیکن ہمارا کام ہے کہ ان ظلموں سے جلدی چھٹکارا پانے کے لئے ہم مضطر کی حالت اپنے اندر پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کو بے چین ہو کر پکاریں۔ پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کس طرح مدد کو آتا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو یہ حالت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے۔ جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پرواہ نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آ جاوے تو ان باتوں کے واسطے اسے کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالت اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔ قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 137۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ برطانیہ)

پس جماعتی مشکلات کے دور کرنے کے لئے بھی ہمیں اسی اضطراب کی ضرورت ہے جس طرح بعض دفعہ ہم دعاؤں میں اپنے ذاتی مقاصد کے لئے دکھاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کثرت سے اور بار بار دعا شرط ہے۔ پس یہ خیال کر لینا کہ ہم نے رمضان میں دعائیں کر لیں اور کافی ہو گیا تو ہم پر واضح ہونا چاہئے کہ یہ کافی نہیں۔ ابھی ہمیں مسلسل دعاؤں کی ضرورت ہے اور انسان کو ہمیشہ مسلسل دعاؤں کی ضرورت رہتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ہمیں کھلی فتح بھی عطا فرما دے گا تو پھر بھی تقویٰ پر چلتے ہوئے اس کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے مسلسل دعاؤں کی ضرورت ہوگی۔ غرض کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق میں کبھی بھی کمی نہیں ہونی چاہئے، نہ ایک مومن کبھی یہ برداشت کر سکتا ہے۔ تکلیفوں میں بھی ہمیں اضطراب کی ضرورت ہے اور آسانیوں اور آسائشوں میں بھی ہمیں یادِ خدا کی ضرورت ہے۔ پس ایک مومن کبھی خود غرض نہیں ہوتا۔ نہ ہی عارضی اور وقتی دعاؤں اور جوشوں کو کافی سمجھتا ہے بلکہ ہر حالت میں خدا تعالیٰ سے اس کا تعلق رہتا ہے اور رہنا چاہئے۔ یہ ایمان اور تعلق ہی ایک مومن کو عام حالات میں بھی دعا کی قبولیت کے نشان دکھاتا رہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا کہ ”یاد رکھو غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا ہے۔“ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 4 صفحہ 58۔ ملفوظات جلد 3 صفحہ 31۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یہ تو ایک حقیقی مومن کبھی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ خدا سے تعلق کاٹے لیکن بعض دفعہ کمزوریوں کی وجہ سے دعاؤں میں کمی آ جاتی ہے اور دنیاوی معاملات کی وجہ سے اسباب کی طرف توجہ ہو جاتی ہے یا دعاؤں کا حق ادا نہیں ہوتا۔ پس ہمیں چاہئے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی حالتوں کے ہر وقت جائزے لیتا رہے کہ کبھی ہم اپنے مسائل میں اس قدر نہ الجھ جائیں کہ ان لوگوں کے لئے دعاؤں کا احساس نہ رہے جو جماعت کے افراد ہونے کی وجہ سے مشکلات میں گرفتار ہیں۔ یاد رکھیں ہر فرد جماعت کی دعا اور اللہ تعالیٰ کو اس کے رحم، مغفرت، بخشش اور مختلف صفات کا واسطہ دے کر جو دعا ہے یہ جماعتی تکالیف کو بھی دُور کرنے کا باعث بنتی ہے۔

حدیثوں میں آتا ہے کہ پہلی اُمتوں میں سے ایک اُمّت کے تین آدمی تھے۔ ایک دفعہ طوفان میں پھنس گئے۔ وہ طوفان سے پناہ لینے کے لئے ایک غار میں چلے گئے اور اتفاق سے اس طوفان کی وجہ سے ایک پتھر لڑھک کر اس غار کے منہ پر آ گرا اور ان کے باہر نکلنے کا راستہ بند ہو گیا۔ گویا ایک چھوٹی مصیبت سے بچنے کے لئے گئے تھے اور بڑی مصیبت ان پر پڑ گئی۔ ایسی حالت میں نہ ان کی اپنی کوشش سے وہ پتھر غار کے منہ سے ہٹایا جا سکتا تھا اور نہ ہی کوئی بیرونی مدد ان کو جنگل میں پہنچ سکتی تھی۔ ایک ایسی قید تھی جس میں سے کسی انسانی کوشش سے نکلنا ناممکن تھا۔ ایسی حالت میں ان پر شدید گھبراہٹ کی کیفیت طاری ہوئی کہ اب یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں۔ یہاں سے نکلنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ یہی نہ ہو کہ ہماری قبر اب اس غار میں بن جائے۔ ایسی حالت میں جب انہوں نے دیکھا کہ نجات کی کوئی صورت نہیں تو ان میں سے ایک شخص کے دل میں دعا کی تحریک ہوئی۔ اس نے کہا آؤ ہم دعا کریں اور دعا اس حوالے سے کریں کہ ہم نے اپنی زندگی میں اگر کوئی عمل اور نیکی خدا تعالیٰ کی خاطر کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پتھر کو ہٹا دے۔ تب ان میں سے ایک نے کہا کہ اے خدا مجھے اپنی ایک رشتہ دار لڑکی سے محبت تھی۔ میں اس سے بدکاری کرنا چاہتا تھا مگر وہ نہیں مانتی تھی۔ آخر میں نے بعض ایسی تدابیر کیں، مال بھی خرچ کیا، وقت گزرا تو آخر وہ بدفعلی پر راضی ہو گئی۔ جب میں اس پر قادر ہو گیا تو اس نے کہا کہ اے خدا کے بندے! میں تجھے خدا کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ یہ گناہ نہ کر۔ تب میں اس کے قریب سے ہٹ گیا۔ اور اے خدا اگر میں نے یہ کام تیری خوشنودی کی خاطر کیا تھا تو اس پتھر کو ہمارے راستے سے ہٹا دے۔ اس دعا سے اس طوفان کی وجہ سے وہ پتھر اپنی جگہ سے تھوڑا سا ہٹ گیا لیکن راستہ نہیں کھلا۔

پھر دوسرے نے کہا۔ اے خدا تُو جانتا ہے کہ ایک مزدور میرے پاس آیا۔ اس نے میری مزدوری کی۔ اس سے پہلے کہ وہ میرے سے مزدوری لے۔ وہ چلا گیا۔ یہ مزدوری جو نصاب بنتا ہے اس میں تقریباً نو سیر دانے کے برابر بنتی ہے۔ تو میں نے اس کی مزدوری کے جو دانے تھے ان کو بو دیا۔ اس کی فصل لگا دی۔ وہ فصل اچھی ہوئی۔ اور اس میں سے میں نے کچھ جانور خرید لئے جو بڑھتے بڑھتے بھیڑوں بکریوں کا ایک گلّہ بن گیا۔ پھر یوں ہوا کہ کئی سالوں کے بعد وہ میرے پاس آیا اور اپنی مزدوری مانگی۔ میں نے کہا کہ یہ بکریوں کا گلّہ تمہارا ہے۔ تم لے جاؤ۔ ایک وادی میں پھیلا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ مزدوری لینے آیا ہوں اور تم میرے ساتھ مذاق کر رہے ہو۔ تب میں نے اس سے کہا کہ تمہاری مزدوری سے میں نے تجارت کی تھی جس سے اتنا بڑا ریوڑ بن گیا۔ یہ تمہارا ہے اس پر وہ ریوڑ لے کر چلا گیا۔ پس اے خدا! اگر یہ کام میں نے تیری خوشنودی اور رضا کی خاطر کیا ہے تو ہم پر رحم کر اور یہ پتھر ہٹا دے۔ اس پر ہوا کے ایک تیز جھکّڑ نے اس پتھر کو تھوڑا سا اور سرکا دیا لیکن ابھی بھی باہر نکلنے کا راستہ نہیں تھا۔

تب تیسرا شخص اس دعا کے ساتھ خدا کے حضور جھکا اور کہا کہ اے خدا! تو جانتا ہے کہ میں بکریاں چرایا کرتا ہوں اور دودھ پر میرا گزارا ہے۔ ایک دن گھر پہنچنے میں دیر ہو گئی اور میرے ماں باپ جو میرے ساتھ تھے۔ بہت بوڑھے تھے۔ میرا طریق یہ تھا کہ اپنے چھوٹے بچوں سے پہلے اپنے ماں باپ کو دودھ پلایا کرتا تھا۔ جب میں دیر سے پہنچا تو میرے ماں باپ جو بوڑھے تھے سو چکے تھے۔ میں نے پسند نہ کیا کہ انہیں جگاؤں اور ان کے پاس دودھ لے کر میں کھڑا ہو گیا کہ جب وہ جاگیں گے مَیں پلا دوں گا۔ میرے بچے روتے رہے۔ انہیں بھی بھوک لگی تھی لیکن میں ماں باپ کے لئے دودھ لے کر کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور صبح تک دودھ لے کر کھڑا رہا۔ صبح جب وہ جاگے تو انہیں دودھ پلایا پھر اپنے بیوی بچوں کو بھی دیا۔ پس اے خدا اگر میرا یہ کام تیری رضا اور خوشنودی کے لئے تھا اور دنیا کی کوئی غرض نہ تھی تو مجھ پر رحم فرما اور اس پتھر کو ہٹا دے۔ چنانچہ طوفان کے ایک زور نے اس پتھر کو اور آگے سرکا دیا اور راستہ صاف ہو گیا اور وہ باہر آ گئے۔ (صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء باب حدیث الغار حدیث 3465)

اب تین اشخاص نے تین قسم کے کام کئے تھے۔ کسی نے مزدور کی مزدوری میں امانت کا حق ادا کیا۔ انصاف پر قائم رہتے ہوئے بندوں کے حق کی ادائیگی کی۔ کسی نے والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمت کا حق ادا کیا۔ تیسرا زنا کے گناہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بچا اور اس حوالے سے دعا کی لیکن ان سب کی دعاؤں کا مقصد مشترکہ تھا کہ پتھر ہٹ جائے اور وہ پتھر ہٹ گیا۔ پس یہ انفرادی نیکیاں اور انفرادی نیکیوں کے حوالے سے کی گئی دعائیں اجتماعی قبولیت کا نظارہ دکھانے والی بن گئیں۔ پس اس حدیث سے

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جہاں اور بہت سے سبق ملتے ہیں وہاں ایک یہ بہت بڑا سبق ہے کہ افراد کی انفرادی نیکیاں اور دعائیں اجتماعی مصیبت کو دور کرنے کا باعث بنتی ہیں۔

پس جب ہم ایک جماعت میں پروئے جانے کا دعویٰ کرتے ہیں تو ہمیں خدا تعالیٰ سے اجتماعی تکالیف اور ابتلا کے دُور کرنے کے لئے دعائیں مانگنے کی ضرورت ہے۔صرف اپنی ذاتی مشکلات اور پریشانیوں کو اپنا سمجھتے ہوئے ان کے لئے دعاؤں میں ہی نہ ڈوبے رہیں بلکہ جماعتی دعاؤں میں بھی وہ اضطراب اور اضطرار پیدا کریں جو اپنی ذاتی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے ایک انسان میں پیدا ہوتا ہے۔ جماعت کی ترقی اور حالات کے بدلنے کے لئے جب دو نفل پڑھتے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ پڑھا کریں اور اکثریت مجھے لکھتی بھی ہے کہ ہم پڑھتے ہیں تو اس میں درد بھری دعائیں کریں۔ان غار میں پھنسے ہوئے لوگوں کی حالت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہر دنیاوی مدد سے مایوس ہو کر انہوں نے بیشک اپنی کسی نیکی جو خالص خدا تعالیٰ کے لئے انہوں نے کی تھی اس کا حوالہ دے کر دعا مانگی لیکن ان کی جو اس وقت اضطراری کیفیت ہو گی جو اضطراب ان میں پیدا ہوا ہو گا، ہر طرف سے مادی ذرائع سے جو مایوسی تھی اس سے جو اضطراب پیدا ہو سکتا ہے اس کا انسان اندازہ کر سکتا ہے۔

پس جہاں ہمیں اپنے عمل خدا تعالیٰ کے لئے خالص کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ اعمال قبولیت دعا میں بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں وہاں ہمیں جماعت کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے ہوئے بڑی تضرع اور عاجزی سے اسے دور کرنے کے لئے دعا کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:'' دعاؤں کی قبولیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرے۔اگر بدیوں سے نہیں بچ سکتا اور خدا تعالیٰ کی حدود کو توڑتا ہے تو دعاؤں میں کوئی اثر نہیں رہتا۔'' (ملفوظات جلد 7 صفحہ 27۔ایڈیشن 1984ء مطبوعہ برطانیہ)

پھر ایک جگہ ہمیں دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:'' اگر تم دوسرے لوگوں کی طرح بنو گے تو خدا تعالیٰ تم میں اور ان میں کچھ فرق نہ کرے گا۔اور تم خود اپنے اندر نمایاں فرق پیدا نہ کرو گے تو پھر خدا بھی تمہارے لیے کچھ فرق نہ رکھے گا۔عمدہ انسان وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق چلے۔ لیکن اگر ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور تو ایسا انسان منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے۔سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے۔ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اور قوت سے۔ ہمارا ہتھیار صرف دعا ہے اور دلوں کی پاکیزگی۔''

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 386۔ایڈیشن 1984ء مطبوعہ برطانیہ)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے منشاء کے مطابق اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اپنے سب کام خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق سرانجام دینے والے ہوں۔

اس کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہیں۔اس کے حضور متضرعانہ دعاؤں کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔اپنی دعاؤں میں جماعتی ترقی اور ابتلاؤں کے دور ہونے کے لئے وہی شدت پیدا کرنے والے ہوں جو اپنی ذاتی تکالیف میں ہم کرتے ہیں۔ جماعت کے لئے دعاؤں میں بھی وہ شدت ہم میں پیدا ہو جیسی ہم میں اپنی ذاتی تکالیف کے لئے پیدا ہوتی ہے۔ایک ہو کر ہم مخالفین کے شر سے بچنے کے لئے دعائیں کرنے والے ہوں۔ جیسا کہ مَیں نے شروع میں بھی کہا تھا کہ جب تک ہم خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے ان اجتماعی تکلیفوں کے دور کرنے کے لئے نہیں جھکیں گے ہم اپنے مقصد کو جلد حاصل نہیں کر سکیں گے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر ہماری مشترکہ دعائیں ہی ہماری انفرادی تکالیف کو بھی دور کر سکتی ہیں۔ جب انسان دوسرے کے لئے دعا کرتا ہے تو فرشتے بھی اس کے لئے دعا کر رہے ہوتے ہیں۔ غار سے پتھر اس وقت ہٹتے ہیں جب دعاؤں کا رخ اور مقصد مشترک ہو۔پس کسی فرد جماعت کو اس خود غرضی میں نہیں پڑنا چاہئے کہ میں ٹھیک ہوں تو بس سب ٹھیک ہے۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں بسنے والے احمدی کی تکلیف ہم سب کی مشترک تکلیف ہے۔اس کا احساس ہم میں پیدا ہونا چاہئے اور صرف احساس ہی پیدا نہ ہو اس کے لئے ہمیں دعاؤں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔اور یہی ہتھیار ہے جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یہ ہتھیار ہمیں ہماری فتوحات سے ہمکنار کرے گا۔

لیکن یہ بات بھی ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ جوش میں ہم دشمنوں کے بارے میں یا مخالفین کے بارے میں یہ دعا نہ کریں کہ خدا تعالیٰ ان پر وبال اور عذاب نازل کرے۔ بلکہ یہ دعا کریں کہ اے اللہ جب ہم اپنی کامیابیاں چاہتے ہیں۔ابتلا اور مشکلات کو دُور کرنے کے لئے تجھ سے دعا مانگتے ہیں۔مشکلات کے یہ دَور ختم ہونے کے لئے ہم دعا کرتے ہیں وہاں اے خدا ہم ان لوگوں کی بھی بہتری چاہتے ہیں تباہی نہیں چاہتے۔ہم کمزوروں کو تیرے فضلوں نے ڈھانپا ہوا ہے اور باوجود سخت ترین حالات کے ہم تیرے فضلوں کے نظارے پھر بھی دیکھتے رہتے ہیں۔

پس اگر تُو ان لوگوں کو بھی ڈھانپ لے اور ان کو ہدایت دے تو یہ ہماری بھی اور ان کی بھی بڑی خوش قسمتی ہے۔لیکن اگر تیری حکمت بعض کو اس کا اہل نہیں سمجھتی اور ان کو فنا کرنے میں ہی بہتری ہے تو ان کو ہمارے راستے سے اس طرح ہٹا دے کہ اسلام کی ترقی جو اَب تو نے احمدیت اور حقیقی اسلام سے وابستہ کی ہے اس میں ان کا وجود روک نہ بن سکے۔

پس جہاں یہ دعا بھی ہے تو وہاں اللہ تعالیٰ کی حکمت جہاں چاہتی ہے وہاں پر یہ بددعا بھی بن جائے گی۔ اس لحاظ سے ہمیں دعا کرنی چاہئے نہ کہ کھلی بددعا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دعاؤں کے حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

بینن کے شہر الاڈا میں تراجم قرآن کریم کی نمائش

مقامی ریڈیو اسٹیشنز پر نمائش کی تشہیر

رپورٹ: انصر عباس۔مبلغ سلسلہ بینن

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بینن کو مورخہ 26 تا 30 جون 2014ء پہلی مرتبہ الاڈا شہر میں قرآن کریم کی نمائش لگانے کی توفیق ملی۔قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ فرنچ، انگلش، عربی، اردو اور یوروبا زبان میں جماعتی لٹریچر بھی نمائش کی زینت رہا۔24 اور 25 جون کو ریڈیو Lamma اور C D Houon نے اِس نمائش کا اپنے اسٹیشنز پر اعلان کیا۔نیز افتتاحی تقریب اور نمائش کی رپورٹ بھی ان ریڈیو اسٹیشنز پر پانچوں روز فرنچ اور فوں زبان میں نشر ہوتی رہی۔

نمائش کا آغاز 26 جون 2014ء کو شام چار بجے ایک تقریب سے ہوا۔تلاوت قرآن کریم کے بعد فوں اور فرنچ زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔ بعد ازاں خاکسار نے قرآن کریم کی نمائش کے اغراض و مقاصد بیان کئے اور بتایا کہ دنیا کی اصلاح قرآن کریم سے وابستہ ہے اور اسی لئے جماعت احمدیہ قرآن کریم کی تعلیم کو دنیا میں عام کرنے میں مصروف ہے۔نیز جماعت احمدیہ ان نمائشوں کے ذریعہ سے اسلام کی پُر امن تعلیم کا چہرہ دنیا کو دکھا رہی ہے۔قرآن کریم کے فضائل بیان کرنے کے بعد سامعین کو جماعت احمدیہ کی کاوشوں سے بھی آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ 70 سے زائد زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کر چکی ہے اور مزید تراجم ہو رہے ہیں۔

تأثرات

امام آئیگوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ کی یہ کوشش نہایت قابل قدر ہے اور اسلام کا اصل چہرہ دنیا کو دکھانے کی ضرورت ہے۔

الاڈا کے سینٹرل امام نے کہا کہ: پہلے میں احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتا تھا اور اسی وجہ سے ان کی بہت مخالفت کرتا تھا لیکن جب ان کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا پایا تو میرے خیالات بدل گئے۔ جماعت احمدیہ کی اسلام کے لئے خدمت قابل رشک ہے۔ اور مَیں جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

نومبائع مسرور احمد نے بتایا کہ وہ مسیحی تھے اور اسلام سے نفرت کرتے تھے لیکن جماعت احمدیہ کے ذریعہ ان کو اسلام کا حقیقی تعارف ہوا اور وہ فوراً مسلمان ہو گئے۔

ایک غیر احمدی محمد ادریس صاحب نمائش دیکھنے آئے تھے۔انہوں نے کہا کہ وہ سینٹرل مسجد کے مؤذن ہیں۔اور وہ جماعت احمدیہ کی اس کوشش سے بہت خوش ہیں۔ احمدیت اسلام کی حقیقی خدمت کر رہی ہے۔ ہمارے مولویوں نے لوگوں کو اسلام سے متنفر کر دیا ہے۔اور ان کی اسلام سے کوئی غرض نہیں۔اگر خدا نے چاہا تو جلد ہی غیر احمدی افراد احمدیت کی آغوش میں آ جائیں گے۔انشاءاللہ۔

افتتاحی تقریب میں الاڈا شہر کے میئر کے نمائندے کے علاوہ Captain Gendarmerie، کمشنر پولیس، کمانڈنٹ بریگیڈ Gendarmerie آف زے، دو غیر احمدی امام اور دیگر احمدی اور غیر احمدی احباب نے شرکت کی۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقریباً 2500 افراد نمائش دیکھنے آئے تھے۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس نمائش کے بہترین نتائج پیدا کرے۔آمین

☆......☆......☆

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

28 مئی 2010ء کے واقعۂ لاہور کے نتائج

جمیل احمد بٹ۔ پاکستان

28 مئی 2010ء کو لاہور میں اللہ کے دو گھروں میں اس کی عبادت کے لئے جمع، اس کے فرمانبردار، نیک اور پُرامن بندوں پر قانون وانصاف کے نگہبانوں کی پشت پناہی کے ساتھ چند گمنام بزدل کٹھ پتلیوں نے حملہ آور ہو کر 86 جانوں کا خون ناحق اپنی گردنوں پر لیا۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں یہ جانیں دینے والے آج چار سال بعد بھی لکھوکھہا محبت کرنے والے دلوں کی دھڑکنوں میں زندہ ہیں۔ یہ زندگی اس حکم الٰہی کے تابع ہے: وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ۔ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَ۔(البقرة:155) ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

بَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ

ان جانے والوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جانیں نذر کی تھیں۔ یہ حقیقت اوّل گھڑی سے روشن تھی اور اسی لئے ان کے محبت کے مارے ہوئے ماں باپ، بیوی بچے، بہن بھائی اور دیگر قرابت داروں نے اور ان سب نے جو گو خونی رشتہ تو نہ رکھتے تھے لیکن رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ (الفتح:30) کی خوش خبری کے تحت باہمی محبت کی ڈور سے بندھے ہوئے تھے۔ صدمہ کی اس جان لیوا گھڑی میں کمال درجہ استقلال کے ساتھ بے مثل صبر کرنے اور زبانوں کو اس اظہار کا پابند رکھنے کی توفیق پائی کہ 'ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں' اور اپنے دلوں کی لگی اور آنکھوں کی جھڑی کو صرف اور صرف اپنے ربّ کے حضور پیش کیا۔ اور نتیجتاً وہ سب ایسے صابر ٹھہرے جن کے حق میں قرآن کریم میں یہ بشارتیں مقدر کی گئیں: اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَةٌ۔ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ۔(البقرة: 158) ترجمہ: یہی لوگ ہیں جن پر ان کے ربّ کی طرف سے برکتیں ہیں اور رحمت ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت پانے ولے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''صلوٰة کا تعلق روحانی انعامات سے ہوتا ہے اور رحمت کا تعلق ان مادی تعلقات سے ہوتا ہے جو ماحول سے تعلق رکھتے ہیں۔ پس بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ ابتلاؤں میں ثابت قدم رہنے والوں کو روحانی برکات سے بھی مستفیض کرتا ہے اور انہیں مادی فوائد اور ترقیات جو ماحول سے تعلق رکھتی ہیں وہ بھی عطا کرتا ہے''۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ نمبر 303-304)

آیت میں مذکور ہدایت کے مضمون کی وضاحت میں آپ نے فرمایا:

''غرض تین قسم کے انعامات کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے (1) اول ہدایت کی راہوں میں ترقی (2) دوم مشکلات میں صحیح راہنمائی (3) سوم خدا تعالیٰ کا دائمی وصال''۔(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ نمبر 304)

ان بشارتوں کے عین مطابق یہ قربانیاں اللہ کی راہ میں قبول ہوئیں اور پے درپے ہر قسم کے انعام نازل ہوئے۔ امام وقت نے آسمانی روشنی کے تحت جماعت کی ان مشکلات سے نجات کی طرف راہنمائی فرمائی۔ روحانی برکات کا مینہ چھاجوں برسا اور مادی ترقیات بھی بے حساب حاصل ہوئیں۔ ان سب کا کچھ ذکر درج ذیل ہے:

مشکل میں صحیح راہنمائی

مشکل کے اس وقت میں کہ جب شہداء اور زخمیوں سے متعلق ہزارہا افراد جماعت اس ذاتی نقصان پر دل گرفتہ تھے اور ان سے محبت کے رشتہ میں بندھی ساری جماعت دکھی۔ امام وقت نے الٰہی روشنی کے تابع جماعت کی بہترین راہنمائی فرمائی اور ان مشکلات سے نکلنے کے اصل اور ممکن طریق دعاؤں، نوافل اور نفلی روزہ کی طرف ہدایت فرمائی۔

i۔ دعائیں: اول راستہ اس بھاری غم سے دکھے دلوں کے نالوں اور درد سے بھری آنکھوں سے جاری آنسوؤں کو اللہ کے حضور پیش کرنا تھا کہ اللہ ہی صبر دینے والا اور مداوا کرنے والا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقعہ والے دن خطبہ جمعہ میں اس راستہ کی طرف راہنمائی کرتے ہوئے فرمایا:

''پس جب یہ دشمنیاں بڑھ رہی ہیں......

ہمیں دعاؤں کی طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے......احمدی اپنی دعاؤں میں مزید درد پیدا کریں''۔

(خطبہ فرمودہ 28 مئی 2010ء الفضل انٹرنیشنل 18 جون تا 24 جون 2010ء صفحہ نمبر 7)

اگلے خطبہ جمعہ میں معین دعاؤں کی یوں راہنمائی فرمائی:

''دعاؤں کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ کی دعا بہت پڑھیں۔ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ کی دعا ضرور پڑھیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت دعائیں کریں۔ ثبات قدم کے لئے دعائیں کریں۔ ان لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑائیں روئیں''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 جون 2010ء الفضل انٹرنیشنل 25 جون تا یکم جولائی 2010ء صفحہ نمبر 8)

نیز فرمایا: ''پس ہمارا رونا اور ہمارا غم خدا تعالیٰ کے حضور ہے اور اس میں ہمیں کبھی کمی نہیں ہونے دینی چاہیے''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 جون 2010ء الفضل انٹرنیشنل 25 جون تا یکم جولائی 2010ء صفحہ نمبر 7)

بعد ازاں 30 جولائی 2010ء کو جلسہ سالانہ کے افتتاحی خطاب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے پہلے بتائی گئی دو دعاؤں سمیت دس دعاؤں کو باقاعدہ کرتے رہنے کی تلقین فرمائی۔ ان دعاؤں میں قرآن کریم میں مذکور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ دعائیں شامل تھیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 20 اگست 2010ء)

آپ نے اپنے اس خطاب میں مجموعی طور پر ایمانی ترقی کی طرف بھی توجہ دلائی اور فرمایا:

''عبادتوں اور قربانیوں اور زہد اور تقویٰ کے معیار بہتر کرنے کی طرف توجہ کرتے جائیں''۔

دعاؤں اور ان کے عظیم الشان ممکنہ نتائج کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے 7 اکتوبر 2011ء کو ان الفاظ میں پھر توجہ دلائی:

''صبر کے جذبات کو نتیجہ خیز بنانے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے آگے جھک جائیں۔ دعاؤں سے اپنی سجدہ گاہیں تر کرلیں۔ اللہ تعالیٰ کے عرش کے پائے ہلانے کے لئے وہ حالت پیدا کرنے کی ضرورت ہے جس نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کے لئے فتوحات کے دروازے کھول دیئے تھے''۔

(الفضل انٹرنیشنل 28 اکتوبر تا 3 نومبر 2011ء صفحہ نمبر 6)

''تم میں سے ہر ایک خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جائے تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جو یقیناً ہمارے لئے جوش میں ہے پہلے سے بڑھ کر جوش میں آئے اور ہمیں ان ظالموں سے نجات دلوائے۔ اگر سو فیصد میں انقلاب پیدا نہیں ہوتا تو ہمارے میں سے اکثریت میں اگر یہ انقلاب پیدا ہو جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم پہلے سے بڑھ کر فتوحات کے نظارے دیکھیں گے''۔

(الفضل انٹرنیشنل 28 اکتوبر تا 3 نومبر 2011ء صفحہ نمبر 7)

ii۔ نوافل: 3 دسمبر 2010ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کے ساتھ دو نوافل روزانہ کی ادائیگی کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

''پس ان حالات میں دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو مَیں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف اور مشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ہر احمدی کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کے لئے ادا کریں جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کر دئے گئے ہیں۔ اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں''

(الفضل انٹرنیشنل 24 تا 31 دسمبر 2010ء صفحہ نمبر 6)

iii۔ نفلی روزہ: 7 اکتوبر 2011ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کے ساتھ ہفتہ وار نفلی روزہ رکھنے کی ان الفاظ میں تحریک فرمائی:

''پاکستان میں رہنے والے احمدیوں کو مَیں خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ دعاؤں کی طرف، صرف عام دعائیں نہیں بلکہ خاص دعاؤں کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ دیں بلکہ ان دعاؤں کے ساتھ ہفتہ میں ایک نفلی روزہ رکھنا شروع کر دیں۔''

(الفضل انٹرنیشنل 28 اکتوبر تا 3 نومبر 2011ء صفحہ نمبر 6)

ہدایت کی راہوں میں ترقی

ان قربانیوں کے نتیجہ میں قرآنی ارشاد کے مطابق جماعت نے ہدایت کی راہوں میں غیر معمولی ترقی کی۔ ایمانی ترقی کے ساتھ قربانیوں کے میدان میں بھی تیزی سے قدم بڑھایا۔ نہ صرف اموال کی قربانیوں میں بلکہ مزید جانوں کی قربانی میں بھی ترقی نمایاں ہے۔

ایمانی ترقی

اس واقعہ کے اولین متاثرین شہداء کے لواحقین تھے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے صبر کی دولت سے اتنا مالا مال کئے گئے کہ مثال بن گئے۔ جو بھی انہیں ملا اس غیر معمولی جذبہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے غیر ملکی احمدیوں کو ان کی تالیف قلوب کے لئے بھجوایا تو یہ لوگ خود ان آنے والوں کے لئے ایمان میں ترقی کا باعث ہوئے ایک وفد کے اراکین نے حضرت خلیفۃ المسیح کو رپورٹ دیتے ہوئے یہ الفاظ کہے:

''ان شہداء کے عزیزوں، والدین، بیوی بچوں سے مل کر ہمارے ایمان میں اضافہ ہوا''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 دسمبر 2010ء الفضل انٹرنیشنل 21 تا 27 جنوری 2011ء صفحہ نمبر 6)

اس واقعہ نے ہر احمدی کو اللہ سے قرب کی راہوں میں مزید پیش قدمی کی طرف متحرک کیا۔ نوافل اور نفلی روزوں کی برکت سے ایمانی ترقی اور قبولیت دعا کے نشان گھر گھر جاری ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کا ذکر کرتے ہوئے 7/ اکتوبر 2011ء کے اپنے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ دعائیں قبول فرما رہا ہے بلکہ ہماری معمولی دعاؤں کو، ہماری معمولی کوششوں کو اپنی رحمتِ خاص سے اتنے پھل لگا رہا ہے کہ انہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین بڑھتا ہے...... پھر پاکستان میں بھی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایمان میں ترقی کر رہی ہے اور ویسے بھی اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل ہیں جو وہ دیکھ رہی ہے اور پھر دنیا میں جس طرح اللہ تعالیٰ جماعت کو متعارف کروا رہا ہے اور ترقیات دکھا رہا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہماری معمولی کوششوں اور معمولی دعاؤں کے پھل ہیں''۔

(الفضل انٹرنیشنل 28 اکتوبر تا 3 نومبر 2011ء صفحہ نمبر 7)

مالی قربانی میں ترقی

اموال کی قربانی میں بھی اللہ تعالیٰ نے جماعت کی توفیق کو بڑھایا اور اس سال 31 اکتوبر کو ختم ہونے والے تحریک جدید کے مالی سال میں جماعت کو گذشتہ سال سے 5,24,000 پاؤنڈز زائد قربانی کی توفیق دی۔ اس قربانی میں لاہور کا بدستور اول نمبر پر رہنا یقیناً اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور اس شہر کے احمدیوں کی مالی قربانیوں کی قبولیت پر دال ہے، حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 5 نومبر 2010ء میں فرمایا:

''لاہور کی جماعت جہاں جانی قربانی میں بھی صف اول میں آگئی ہے وہاں انہوں نے تحریکات میں بھی، مالی قربانیوں میں بھی اپنا اعزاز قائم رکھا ہے اور تحریک جدید کی مالی قربانی میں بھی جیسا کہ میں نے بتایا اول نمبر لاہور کا ہے۔ لاہور کی جماعت کے شہداء کے جو غم تھے اس غم نے انہیں مایوس نہیں کیا، پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قربانی میں مزید تیزی پیدا ہوئی ہے''۔

(الفضل انٹرنیشنل 26 نومبر تا 2 دسمبر 2010ء صفحہ نمبر 8)

2013ء میں تحریک جدید کی یہ قربانی 78,69,100 پاؤنڈز کو پہنچ گئی۔

(الفضل انٹرنیشنل 29 نومبر تا 5 دسمبر 2013ء صفحہ نمبر 5)

یعنی 2010ء کی 54,68,500 پاؤنڈز قربانی پر ان تین سالوں میں 24,00,600 پاؤنڈز کا اضافہ ہوا ہے جو 44 فیصد بنتا ہے۔ یہ اللہ کے خاص فضل کا آئینہ دار ہے۔

اس سال وقف جدید کا مالی سال 31/ دسمبر کو ختم ہوا۔ اس موقع پر حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:

''الحمدللہ اس سال میں اللہ تعالیٰ کے بڑے فضل ہوئے اور وقف جدید میں جماعت کو انتالیس لاکھ تراسی ہزار پاؤنڈز سے اوپر کی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی اور گزشتہ سال کے مقابلہ میں یہ قربانی اللہ کے فضل سے چھ لاکھ چونسٹھ ہزار سے زائد ہے اور اس میں قربانی کے لحاظ سے حسب معمول اور حسب سابق پاکستان پہلے نمبر پر ہے ...... پاکستان کے جو نتائج ہیں اس کے لحاظ سے اول لاہور ہے...... اطفال میں اول لاہور''

(الفضل انٹرنیشنل 25 جنوری تا 3 فروری 2011ء صفحہ نمبر 6)

یہ اضافہ تقریباً 19 فیصد تھا۔ اور مئی کے واقعہ کے تناظر میں لاہور کا اپنی اولیت کا مقام برقرار رکھنے کی توفیق پانا ان قربانیوں کی قبولیت کا مظہر ہے۔

2013ء میں وقف جدید میں مالی قربانی چون لاکھ چوراسی ہزار پاؤنڈز تک پہنچ گئی

(الفضل انٹرنیشنل 24 تا 30 جنوری 2014ء صفحہ نمبر 9)

یوں بشمول 2010ء 19,65,000 پاؤنڈز کا اضافہ ہوا یعنی 2009ء کے مقابلہ میں تقریباً 56 فیصد زائد۔ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل پر شاہد ہے۔

وقت کی قربانی میں ترقی

وقت کی قربانی جماعت کا شعار ہے اور ہمیشہ سے جاری ہے۔ تاہم واقعہ لاہور کے بعد اس میں جو ایک نئی جہت کا اضافہ ہوا جس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا:

”جان، مال، وقت کی قربانی کا جو انہوں (لاہور کی جماعت) نے عہد کیا تھا اس کو نبھا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوب نبھا رہے ہیں۔ اسی طرح پاکستان کی دوسری جماعتیں بھی...... مئی کے واقعہ کے بعد سے مستقل طور پر نوجوان بھی اور ہمت مند انصار بھی اپنے وقت جماعت کو دے رہے ہیں۔ اور جو وقت کی قربانی کا عہد کیا تھا اس کو پورا کر رہے ہیں۔ اور پھر یہ کہ ایسی جگہوں پر ڈیوٹیاں دینے کے لئے حاضر ہوتے ہیں جہاں ہر وقت جان کا خطرہ ہے“ (الفضل انٹرنیشنل 26 نومبر تا 2 دسمبر 2010ء صفحہ نمبر 18)

مزید جانوں کی قربانی

مئی 2010ء میں 86 جانوں کی اللہ کی راہ میں اجتماعی قربانی ایک غیر معمولی واقعہ تھا جو تاریخ میں اپنی مثال آپ رہے گا۔ لیکن قربانیوں کا یہ سفر جاری رہا۔ عین اگلے دن 29 مئی 2010ء کو ناروال میں مکرم نعمت اللہ صاحب اور چوتھے سال کے اختتام پر 26 مئی 2014ء کو پاکستانی نژاد امریکن احمدی ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب کو ربوہ میں شہید کر دیا گیا اور یوں ان چار سالوں میں مزید 43 احمدیوں نے دلیرانہ اپنی جانیں قربان کر کے ہمیشہ کی زندگی پائی۔ ان شہداء میں نہ صرف پاکستان کے چاروں صوبوں سے تعلق رکھنے والے شہداء ہیں۔ بلکہ دور دراز واقع انڈونیشیا کے جزیرہ جاوا میں تشدد کے ساتھ شہید کئے جانے والے تین شہداء اور امریکہ سے پاکستان آ کر قربان ہونے والے دو شہید بھی شامل ہیں۔ گو کراچی بڑی قربانگاہ رہا جہاں 17 احمدی شہید کئے گئے۔

شہداء کی یہ بڑی تعداد اس قربانی کا تسلسل ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات میں افغانستان میں حضرت سید عبداللطیف شہیدؓ اور ان کے شاگرد حضرت مولوی عبدالرحمن صاحبؓ نے دی تھی اور جس کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں دی تھی:

”میں نے کشفی حالت میں...... دیکھا کہ ہمارے باغ میں سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی اور میں نے کہا اس شاخ کو زمین میں دوبارہ نصب کر دو تا وہ بڑھے اور پھولے“ اور فرمایا ”سو میں نے اس کی یہی تعبیر کی کہ خدا تعالیٰ بہت سے ان کے قائم مقام پیدا کر دے گا“۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ نمبر 75-76)

برکات اور رحمتوں کی بارش

واقعہ لاہور کے بعد گزرنے والے ان چار سالوں میں جماعت پر اللہ تعالیٰ نے برکات اور رحمتوں کی جو بارش برسائی اس کا شمار اور ذکر کسی کے بس میں نہیں۔ کہ یہ تو ہر روز بلکہ ہر گھڑی دنیا بھر میں بحیثیت مجموعی جماعت پر اور انفرادی طور پر ہر احمدی پر برس رہے ہیں۔ جماعت کے قدم ہر جگہ اور ہر لحاظ سے ترقی پذیر ہیں۔ ان ترقیات کا اس اجتماعی قربانی سے تعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یوں ذکر فرمایا:

”دنیا کی ترقیات میں پاکستان کے احمدیوں کی قربانیوں اور دعاؤں کا بہت بڑا حصہ ہے“۔

(الفضل انٹرنیشنل 28 اکتوبر تا 3 نومبر 2011ء صفحہ نمبر 7)

2010ء کے ختم ہونے پر حضور انور نے اس سال دی جانے والی اجتماعی قربانی کی قبولیت کے نتائج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے جس کثرت سے اس سال احمدیت کے خوبصورت پیغام کو دنیا کے امیر ملکوں میں بھی اور غریب ملکوں میں بھی متعارف کروانے کا سامان پیدا فرمایا ہے یہ خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور برکتوں کا ہی نظارہ ہے۔ اس سال ان شہداء کی قربانیوں نے جس طرح ہمیں اپنے جذبات پر کنٹرول رکھتے ہوئے اسلام کے خوبصورت اور پُرامن پیغام کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کا موقع دیا ہے اس کثرت سے جماعت کا تعارف اور اسلام کا پیغام پہلے کبھی نہیں پہنچا...... یقیناً یہ بات ان قربانیوں کی قبولیت کا ایک حصہ ہے، ایک جزو ہے۔ اور آئندہ دنیا کے افق پر جو فتوحات ابھر رہی ہیں وہ اس سے بڑھ کر انشاء اللہ تعالیٰ اس مہک کا نظارہ دکھانے والی ہیں“۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 دسمبر 2010ء الفضل انٹرنیشنل 21 جنوری تا 27 جنوری 2011ء صفحہ نمبر 6)

آئندہ فتوحات کی اس پیش خبری کے عین مطابق ان چار سالوں میں انعامات الٰہی مسلسل برسے۔ 2011ء، 2012ء، 2013ء کے برطانیہ کے جلسوں میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ایسے افضال میں سے چند درج ذیل ہیں۔

2010ء

تعداد نو مبائعین: 458,760
تعداد نئی جماعتیں: 742
نئی تعمیر ہونے والی مساجد: 115
تعداد بنی بنائی مساجد: 179
تعداد نئے مشن ہاؤسز: 87
تعداد نئے واقفین نو: 2139
تعداد تقسیم پمفلٹس و فولڈرز: 38 لاکھ 30 ہزار

2011ء

تعداد نو مبائعین: 480,000
تعداد نئی جماعتیں: 1018
نئی تعمیر ہونے والی مساجد: 121
تعداد بنی بنائی مساجد: 298
تعداد نئے مشن ہاؤسز: 121
تعداد نئے واقفین نو: 3176
تعداد تقسیم پمفلٹس و فولڈرز: 76 لاکھ 78 ہزار

2012ء

تعداد نو مبائعین: 512,352
تعداد نئی جماعتیں: 957
نئی تعمیر ہونے والی مساجد: 119
تعداد بنی بنائی مساجد: 219
تعداد نئے مشن ہاؤسز: 117
تعداد نئے واقفین نو: 3496
تعداد تقسیم پمفلٹس و فولڈرز: 52 لاکھ 74 ہزار

2013ء

تعداد نو مبائعین: 540,782
تعداد نئی جماعتیں: 1052
نئی تعمیر ہونے والی مساجد: 136
تعداد بنی بنائی مساجد: 258
تعداد نئے مشن ہاؤسز: 121
تعداد نئے واقفین نو: 2801
تعداد تقسیم پمفلٹس و فولڈرز: 57 لاکھ 10 ہزار

تین سالوں کا میزان

تعداد نو مبائعین: 1,533,134
تعداد نئی جماعتیں: 3027
نئی تعمیر ہونے والی مساجد: 376
تعداد بنی بنائی مساجد: 775
تعداد نئے مشن ہاؤسز: 359
تعداد نئے واقفین نو: 9473
تعداد تقسیم پمفلٹس و فولڈرز: ایک کروڑ 86 لاکھ 62 ہزار

اوسطاً فی سال

تعداد نو مبائعین: 511,045
تعداد نئی جماعتیں: 1,009
نئی تعمیر ہونے والی مساجد: 125
تعداد بنی بنائی مساجد: 258
تعداد نئے مشن ہاؤسز: 120
تعداد نئے واقفین نو: 3,157
تعداد تقسیم پمفلٹس و فولڈرز: 62 لاکھ 21 ہزار

آخری کالم میں دی گئی ان تین سالوں کی مجموعی افضال کی سالانہ اوسط کا 2010ء کے مقابلہ میں غیر معمولی زیادہ ہونا ظاہر ہے۔

سال 2014ء کا ابھی ذکر باقی ہے۔ تاہم ہوا کے رخ کا اندازہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے 2013ء کے امریکہ اور کینیڈا کے دورہ کی ایک اس بات سے ہو سکتا ہے:

”اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دورہ سے محتاط اندازہ کے مطابق بیس ملین سے زیادہ لوگوں تک پیغام پہنچا...... اتنی بڑی تعداد میں پیغام پہنچانا اور پھر لوگوں کی آوازیں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام اور جماعت کے حق میں اٹھنا، یہ انسانی کوشش سے یقیناً نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی چلائی ہوئی ہوا ہے“۔

(الفضل انٹرنیشنل 21 جون 2013ء)

فلائرز

2011ء میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فلائرز کی تقسیم کے ذریعہ جماعت کو متعارف کروانے کا ارشاد فرمایا۔ اس بابرکت تحریک کے نتیجہ میں دنیا کے بیشتر ممالک میں ان تین سالوں میں جو فلائرز تقسیم ہوئے ان کی تعداد 2 کروڑ 15 لاکھ 92 ہزار ہے۔ اگر ایک فلائر کو اوسطاً پانچ افراد نے پڑھا ہو تو اس طریق سے جماعت کا پیغام 100 ملین (دس کروڑ) لوگوں تک پہنچا۔

MTA میں ترقی

MTA اللہ کے ایک عظیم فضل کا نام ہے جو خلافت رابعہ میں جماعت کو عطا ہوا۔ اس گزرتے وقت کے ساتھ اس میں کئی جہتوں سے ترقی ہوتی رہی۔ ان تین سالوں میں اس ادارہ میں درج ذیل ترقیات ہوئیں۔

2010ء کے آخری خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے اس سال ہمیں یہ بھی ایک فضل عطا فرمایا کہ رشین ڈیسک کے ذریعہ سے ایم ٹی اے پر رشین پروگرام بھی اب جاری ہیں۔ خطبات کا ترجمہ بھی اور ویب سائٹ بھی شروع ہو گئی ہے۔ پہلے کہیں اکا دکا مجھے رشین احمدیوں کے خطوط آیا کرتے تھے اور وہ تھے بھی چند ایک۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی تعداد سینکڑوں میں ہو گئی ہے“۔

(خطبہ فرمودہ 31 دسمبر 2010ء الفضل انٹرنیشنل 21 جنوری تا 27 جنوری 2011ء صفحہ نمبر 8)

ii۔ 2011ء میں تراجم کی Streaming اور موبائل فون Streams کا اجراء ہوا۔

iii۔ 2013ء میں MTA پر Video On Demand کا اجراء ہوا۔

اس کے علاوہ Alislam ویب سائٹ پر روحانی خزائن کے لئے ایک Search Engine ڈالا گیا ہے“۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 دسمبر 2010ء الفضل انٹرنیشنل 21 جنوری تا 27 جنوری 2011ء صفحہ نمبر 8)

جامعات میں ترقی

اس عرصہ میں 26 اگست 2012ء کو انٹرنیشنل جامعۃ المبشرین غانا کا آغاز ہوا۔ اور یوں بیرون ملک جامعات میں ایک اہم اضافہ ہوا۔ 21 اکتوبر 2012ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ برطانیہ کی نئی عمارت کا افتتاح فرمایا۔ اس کے علاوہ حضور انور نے 16 دسمبر 2012ء کو جرمنی کی جامعہ کی نئی عمارت کا افتتاح بھی فرمایا۔ (الفضل انٹرنیشنل یکم مارچ 2013ء)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک سے افتتاح کردہ مساجد

ان تین سالوں میں امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، اسپین، جرمنی اور برطانیہ میں اللہ کے 29 گھروں کا افتتاح اور آئرلینڈ، بیلجیم، جرمنی اور برطانیہ میں 10 نئی مساجد کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک اور دعاؤں سے ہوا۔ ان مساجد کے قطعات کا مجموعی رقبہ 78.453 ایکڑ ہے یعنی اوسطاً 2705 مربع میٹر فی مسجد۔

جون 2010ء سے قبل خریدے جانے والے قطعات کی قیمت کو چھوڑ کر اس عرصہ میں مساجد کے لئے زمین کی خرید اور تعمیر پر جو رقم خرچ ہوئی وہ کم از کم (کیونکہ شائع شدہ رپورٹس میں 11 مساجد کے اخراجات کا ذکر نہیں ہے) 34 لاکھ 73 ہزار پاؤنڈز، 59 لاکھ 15 ہزار ڈالر، ایک کروڑ 58 لاکھ 20 ہزار یورو، 104 ملین کرونا، 85 لاکھ کینیڈین ڈالر، 45 لاکھ آسٹریلین ڈالر اور 3 لاکھ 50 ہزار نیوزی لینڈ ڈالر ہیں۔

یہ رقوم ان تحائف کے علاوہ ہیں جو مخلصین نے اللہ کے ان گھروں کی تزئین و آرائش کے لئے اشیاء کی شکل میں پیش کئے اور ان میں اس بیش قیمت وقت کی قربانی کی کوئی قیمت بھی شامل نہیں جو ان مساجد کی تعمیر میں افراد جماعت نے وقار عمل کر کے دی۔ وقت کی اس قربانی کی کمیّت کا اندازہ

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف جرمنی میں Florsheim کے مقام پر تعمیر ہونے والی مسجد بیت العطاء کے لئے جوانوں کے ساتھ بچوں، بوڑھوں اور خواتین نے بھی حصہ لیا اور 7 ہزار گھنٹے وقار عمل کیا۔
(الفضل انٹرنیشنل 21 اگست 2013ء)

مساجد کی افتتاحی تقریبات میں ارباب اقتدار کی شرکت

اس عرصہ میں یہ امر بھی بہت نمایاں طور پر ظاہر ہوا کہ ان مساجد کی افتتاحی تقاریب میں بیشتر جگہ مقامی اور صوبائی انتظامیہ اور بعض جگہ مرکزی عہدیدار حکومت بھی شریک ہوئے اور ان مساجد کے قیام پر خوشی کا اظہار کیا۔ تقاریر کیں اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات اور تقریب پر اپنی خوشنودی کا برملا اظہار کیا۔ پھر پریس اور TV پر ان تقریبات کی غیر معمولی تشہیر ہوئی اور جماعت کا پیغام کروڑہا افراد تک پہنچا۔

الفضل انٹرنیشنل میں شائع شدہ رپورٹس کی ایسی چند سرخیاں نمونتاً درج ذیل ہیں:

i۔ تقریب بحوالہ سنگ بنیاد مسجد مریم آئرلینڈ میں ممتاز شخصیات کی شرکت، میئر، اراکین پارلیمنٹ کا خطاب، صدر مملکت آئرلینڈ کا خصوصی پیغام
(الفضل انٹرنیشنل 29 اکتوبر 2010ء)

ii۔ بیت الرحمٰن ویلنسیا اسپین کے افتتاح کی تقریب میں ممبران پارلیمنٹ، میئر صاحبان اور متعدد سیاسی اور سماجی شخصیات کی شمولیت۔ (الفضل انٹرنیشنل 3 مئی 2013ء)

iii۔ بیت الرحمٰن وینکوور کینیڈا کے افتتاح کے موقع پر وزیر اعظم کینیڈا اور مختلف سیاسی و سماجی لیڈروں اور ممبران پارلیمنٹ کی طرف سے نیک جذبات کا اظہار اور تہنیتی پیغامات۔ (الفضل انٹرنیشنل 12 جولائی 2013ء)

vi۔ بیت الرحمٰن وینکوور کے افتتاح کے موقع پر کینیڈا کے 15 شہروں کے حکام کی طرف سے Proclamation۔ 18 مئی کا دن Ahmadiyya Day کے طور پر منایا گیا۔ (الفضل انٹرنیشنل 26 جولائی 2013ء)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے غیر ملکی دوروں میں اعلیٰ Protocol اور پذیرائی

اس عرصہ میں ایک اور پہلو جو نمایاں طور پر سامنے آیا وہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیرونی دوروں میں حکومتی سطح پر اعلیٰ Protocol کا مہیا کیا جانا تھا۔ ان دوروں میں اعلیٰ حکام اور دانشوروں کا اکثر جگہ حضور سے ملاقات کے لئے مساجد اور سنٹرز میں آنا رپورٹ ہوا۔ اسی طرح پریس اور میڈیا کی غیر معمولی توجہ ہوئی۔ نہ صرف ان تقریبات کی رپورٹس میڈیا اور اخبارات میں شائع ہوئیں بلکہ بڑی اشاعت والے اخبارات کے نمائندہ حضور سے انٹرویو کے لئے آئے اور حضور کی تصاویر کے ساتھ یہ انٹرویو اپنے اخبارات میں نمایاں طور پر شائع کئے۔ ایسے چند واقعات درج ذیل ہیں:

جرمنی کی نیشنل اسمبلی میں حکومتی پارٹی کے ڈپٹی لیڈر بیت السبوح میں حضور سے ملاقات کے لئے آئے۔ یہ اقتصادی امور کے ماہر ہیں اور حضور سے گفتگو کا موضوع جرمنی اور یورپ کی موجودہ اقتصادی صورتحال اور یورو کا بحران تھا۔ (الفضل انٹرنیشنل 30 جولائی 2010ء)

جرمن پارلیمنٹ کے ممبر کی بیت الرشید میں آمد اور حضور سے ملاقات۔ (الفضل انٹرنیشنل 15 جولائی 2011ء)

ناروے کی وزیر دفاع کی بیت النصر میں حضور انور سے ملاقات اور مسرور ہال میں خطاب۔
(الفضل انٹرنیشنل 16 ستمبر 2011ء)

جرمنی کے وفاقی ممبر پارلیمنٹ کی بیت الرشید میں آمد اور حضور سے ملاقات۔
(الفضل انٹرنیشنل 30 ستمبر 2011ء)

ناروے کی حکومت کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد پر ایک خصوصی انتظام کے تحت وہ تمام سہولیات اور سیکیورٹی مہیا کی تھی جو کسی بھی ملک کے سربراہ، صدر کو مہیا کی جاتی ہے۔
(الفضل انٹرنیشنل 25 نومبر تا یکم دسمبر 2011ء صفحہ نمبر 2)

حضور کا ایک ممبر پارلیمنٹ کی دعوت پر ناروے پارلیمنٹ کا Visit۔ پارلیمنٹ کے پریذیڈنٹ (اسپیکر) کی خواہش پر حضور کی ان سے ملاقات، ممبر پارلیمنٹ کے اہتمام کے تحت حضور کے اعزاز میں ایک استقبالیہ اور Address۔ حضور کا جوابی خطاب اور ممبران پارلیمنٹ سے گفتگو۔ ایک ممبر کا یہ اظہار کہ 'اس وزٹ نے پارلیمنٹ کی تاریخ میں ایک نیا اضافہ کر دیا ہے۔'
(الفضل انٹرنیشنل 25 نومبر تا یکم دسمبر 2011ء صفحہ نمبر 2)

بیت الرشید ہمبرگ میں میناروں کی تعمیر پر خصوصی تقریب میں صوبائی نیشنل پارلیمنٹ کے ممبران کی شرکت۔
(الفضل 11 جنوری 2013ء)

جرمنی کے صوبہ ہیسن کے صوبائی اسمبلی کے اپوزیشن لیڈر کی دعوت پر حضور کا پارلیمنٹ کا وزٹ، ممبران پارلیمنٹ کی حضور سے ملاقات۔
(الفضل انٹرنیشنل یکم فروری 2013ء)

فرینکفرٹ کے لارڈ میئر کی حضور انور سے ملاقات۔
(الفضل انٹرنیشنل یکم فروری 2013ء)

بیت الرحمٰن ویلنسیا سپین کی افتتاحی تقریب میں ممبران پارلیمنٹ، میئر اور اہم شخصیات کی شرکت۔
(الفضل انٹرنیشنل 3 مئی 2013ء)

اخبارات Los Angles Times اور Wall Street Journal کا حضور سے انٹرویو۔
(الفضل انٹرنیشنل 7 جون، 14 جولائی 2013ء)

کینیڈا کے نیشنل CBC TV کو انٹرویو۔
(الفضل انٹرنیشنل 23 اگست 2013ء)

کینیڈا کی فیڈرل پارلیمنٹ کے ممبر کی حضور سے ملاقات۔
(الفضل انٹرنیشنل 13 ستمبر 2013ء)

سنگاپور میں انڈونیشیا کے سب سے بڑے روزنامہ اخبار Komas اور ہفت روزہ میگزین Tempo کے صحافیوں کا حضور سے انٹرویو۔ (الفضل انٹرنیشنل 18 اکتوبر 2013ء)

جماعت احمدیہ کے برطانیہ میں قیام پر ایک سو سال مکمل ہونے کے موقع پر گلڈ ہال لندن میں مذاہب عالم کانفرنس کا انعقاد۔ مختلف مذاہب کے راہنماؤں، سیاسی لیڈروں، حکومتی اور سفارتی اہلکاروں، علمی اور ادبی حلقوں اور میڈیا سے تعلق رکھنے والوں کی شرکت۔
(الفضل انٹرنیشنل 18 اپریل 2014ء)

برطانوی پارلیمنٹ میں جماعت احمدیہ انگلستان کی صد سالہ جوبلی کی مناسبت سے تقریب کا انعقاد۔ 8 وزراء، 30 ممبران پارلیمنٹ، 12 ممبران ہاؤس آف لارڈز اور مختلف اخبارات اور TV کے نمائندگان کی شرکت، نائب وزیر اعظم، وزیر داخلہ کا خطاب۔
(الفضل انٹرنیشنل 30 اگست تا 6 ستمبر 2013ء)

نیوزی لینڈ میں Maori بادشاہ کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب۔ (الفضل انٹرنیشنل 27 دسمبر 2013ء)

اس سب پذیرائی کو بہر حال حضرت خلیفۃ المسیح کی اس ہدایت کی روشنی میں دیکھنا چاہیے:

''پس ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ نہ ہم نے کسی دنیاوی آدمی اور لیڈر سے کچھ لینا ہے، نہ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ ہمارا انحصار خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے۔ وہی ہمارا مولیٰ ہے اور وہی ہمارا مددگار ہے جو جماعت کی ترقی کے غیر معمولی نظارے ہمیں دکھا رہا ہے''۔ (خطبہ فرمودہ 3 جنوری 2014ء۔ الفضل انٹرنیشنل 24 تا 30 جنوری 2014ء صفحہ نمبر 7)

حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے دنیا کے ایوانوں کا کھلنا

اگرچہ 2008ء میں برطانیہ کی پارلیمنٹ کو یہ سعادت مل چکی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس سے خطاب فرمائیں تاہم اس عرصہ میں نمایاں طور پر دنیا کے دیگر معتبر ایوانوں کو بھی یہ اعزاز حاصل ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ارباب حل و عقد کے سامنے دین اسلام کی خوبیاں اور قرآن کریم کی امن کی تعلیم کو دہرائیں اور انہیں قیام امن کے لئے اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ کریں۔ MTA پر ان تقریبات کی ریکارڈنگ ہر دیکھنے والے کو غیر معمولی طور پر متاثر کرتی ہے۔ ایک غیر سیاسی شخصیت ہوتے ہوئے حضور کو اوّل بار ان مواقع کا ملنا جماعت کے بڑھتے ہوئے نفوذ اور اثر کا آئینہ دار ہے۔ ایسے چند واقعات ترتیب وار درج ذیل ہیں:

1۔ 14 جون 2011ء کو جرمنی کی گرین پارٹی کی طرف سے پارلیمنٹ ہاؤس کے ایک ہال میں حضور کے اعزاز میں ایک تقریب جس میں نیشنل پارلیمنٹ، صوبائی پارلیمنٹ، کونسل کے ممبران، ایڈیٹرز، پروفیسرز اور وکلاء پر مشتمل 52 افراد کی شرکت۔
(الفضل انٹرنیشنل 22 جولائی 2011ء صفحہ نمبر 21)

2۔ 27 دسمبر 2011ء کو ناروے پارلیمنٹ میں حضور کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب کا انعقاد۔ پارلیمنٹ ہاؤس کا وزٹ اور پارلیمنٹ کے پریذیڈنٹ سے ملاقات۔
(الفضل انٹرنیشنل 25 نومبر 2011ء)

3۔ 30 مئی 2012ء کو جرمنی کے شہر Koblenz میں واقع ملٹری ہیڈکوارٹرز میں حضور کا 'اسلام میں اپنے وطن سے محبت اور وفاداری' کے موضوع پر خطاب۔ کانفرنس ہال میں آرمی، فضائیہ اور نیوی کے مختلف Ranks کے افسر موجود تھے۔ (الفضل انٹرنیشنل 10 اگست 2012ء)

4۔ 27 جون 2012ء کو Capitol Hill واشنگٹن امریکہ میں حضور کا خطاب۔ 119 حاضرین میں ایوان نمائندگان میں ڈیموکریٹک پارٹی کی لیڈر، 29 ممبران کانگریس اور سینیٹرز۔ سفراء۔ وائٹ ہاؤس اور امریکن اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے اسٹاف ممبرز شامل تھے۔ مکمل فہرست کے لئے ملاحظہ ہو World Crisis and the Pathway to Peace، صفحہ نمبر 68 تا 76، اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز 2012ء۔

5۔ 4 دسمبر 2012ء کو برسلز میں واقع European Parliament میں حضور کا خطاب۔ 30 یورپین ممالک کے 280 سے زائد حکومتی اور دیگر نمائندگان کی شرکت۔

6۔ 4 نومبر 2013ء کو نیوزی لینڈ کی نیشنل پارلیمنٹ کے Grand Hall میں حضور انور کے اعزاز میں تقریب، ممبران پارلیمنٹ، مختلف ممالک کے سفراء، یونیورسٹی کے پروفیسرز اور دیگر اہم شخصیات کی شرکت۔
(الفضل انٹرنیشنل 17 جنوری 2014ء)

عالمی امن اور انصاف کے قیام کے لئے اعلیٰ سطحی مساعی کا موقع

ملک شام میں بگڑتی ہوئی صورتحال سے امن عالم کے لئے پیدا ہونے والے خطرات کو محسوس کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مناسب جانا کہ متعلقہ ذمہ داروں کو اس حوالے سے مثبت کوشش کی طرف توجہ دلائی جائے۔ چنانچہ آپ نے 31 اکتوبر 2011ء سے 14 مئی 2012ء کے درمیان درج ذیل بارہ سربراہان کو خطوط ارسال فرمائے:

1۔ پوپ بینیڈکٹ۔ 2۔ وزیر اعظم اسرائیل۔ 3۔ صدر اسلامی جمہوریہ ایران۔ 4۔ صدر ریاست ہائے متحدہ امریکہ۔ 5۔ وزیر اعظم کینیڈا۔ 6۔ بادشاہ سعودی عرب۔ 7۔ وزیر اعظم چین۔ 8۔ وزیر اعظم برطانیہ۔ 9۔ چانسلر جرمنی۔ 10۔ صدر فرانس۔ 11۔ ملکہ برطانیہ۔ 12۔ ایران کے سپریم روحانی لیڈر۔

ان خطوط کے مکمل متن کے لئے ملاحظہ ہو کتاب World Crisis and the Pathway to Peace۔

غالباً حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس پُر اثر تخاطب کے زیر اثر ہی جلد Capitol Hill اور European Parliament میں اہم عالمی لیڈر حضور کو براہ راست سننے کے لئے جمع ہوئے۔ ان مواقع پر کئے گئے خطابات اور بڑے امریکی اخبارات کو دیئے گئے انٹرویوز میں حضور نے اسلام کی امن و انصاف کی اعلیٰ تعلیم کے حوالے سے ارباب اقتدار کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا۔ اس اظہار کی شوکت کا کسی قدر اندازہ درج ذیل اقتباسات سے ہوتا ہے:

جون 2012ء میں Capitol Hill میں خطاب کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمایا:

''یاد رکھیں ناانصافی ہمیشہ بدامنی کا باعث بنتی ہے۔ امن و انصاف لازم و ملزوم ہیں۔ اسلام ہمیں ہر معاملہ میں غیر مشروط عدل اور برابری کی تعلیم دیتا ہے۔ طاقتور اور دولت مند ممالک کو اپنے حقوق محفوظ کرنے کی کوشش میں غریب اور کمزور ممالک کے حقوق غصب نہیں کرنے چاہئیں اور نہ ہی غریب اقوام کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک کرنا چاہئے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو دنیا کے طاقتور ترین ملک ہونے کے اعتبار سے حقیقی انصاف اور نیک نیتی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا''۔
(الفضل انٹرنیشنل 24 اگست 2012ء)

دسمبر 2012ء میں یورپین یونین پارلیمنٹ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''درحقیقت اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ تمام دنیا باہم ایک ہو جائے۔ کرنسی کے معاملہ پر ساری دنیا کو متحد ہونا چاہئے۔ فری بزنس اور ٹریڈ میں بھی تمام دنیا کو متحد ہونا چاہئے۔ اور

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

اور امیگریشن کے Freedom of Movement متعلق ٹھوس اور قابلِ عمل پالیسیاں بنانی چاہئیں تا کہ دنیا باہم متحد ہوجائے۔ امن قائم کرنے کی کوشش میں یہ ضروری ہے کہ کوئی فریق کسی بھی طور پر فخر اور تکبر کے جذبات کا اظہار ہرگز نہ کرے۔ اگر ترقی یافتہ قومیں دیگر کم ترقی یافتہ ممالک کا استحصال کریں اور ان قوموں کے زرخیز ذہنوں کو ترقی کے مواقع فراہم نہ کریں تو پھر اس میں کوئی شک نہیں کہ اضطراب پھیلے گا اور بے چینی عالمی امن اور تحفظ پر غالب آجائے گی...... ویٹو پاور کا اختیار کسی بھی صورت امن قائم نہیں کر سکتا کیونکہ اس کے مطابق واضح طور پر تمام ممالک برابر اور ایک سطح پر نہیں ہیں۔ امن صرف اسی صورت میں قائم ہوسکتا ہے کہ ظالم اور مظلوم دونوں کو اس طریق پر مدد دی جائے کہ جس میں کسی فریق کی طرفداری نہ ہو، کوئی مذموم مقصد نہ ہو اور ہر قسم کی دشمنی سے پاک ہو۔ امن تب قائم ہوتا ہے جب تمام فریقوں کو یکساں مواقع فراہم کئے جائیں۔ اسلام اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ دوسروں کی دولت اور ذرائع پر حاسدانہ نظر نہ رکھی جائے۔ ہمیں دوسروں کی املاک کی حرص نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ بھی امن کی تباہی کا باعث ہے۔ یقیناً جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ اسلام کی حقیقی تعلیم کی عکاسی کرتا ہے'۔

(الفضل انٹرنیشنل 4 جنوری 2013ء)

مئی 2013ء میں Los Angeles Times کو انٹرویو میں فرمایا:

'' پہلے ان عرب حکومتوں کو جو ہٹائی گئی ہیں مغربی طاقتیں ہی سپورٹ (Support) کرتی تھیں اور اب عرب ملکوں کی ان تحریکات میں مغربی طاقتیں باغیوں کی حمایت کر رہی ہیں...... اگر آپ ان ممالک کی کوئی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہمسایہ ممالک کے ذریعہ ہو''

(الفضل انٹرنیشنل 14 جون 2013ء)

مئی 2013ء میں Wall Street Journal کو انٹرویو میں فرمایا:

'میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ دنیا میں امن قائم ہو جائے۔ لوگ ایسے پروگرام بنائیں اور ایسے اقدام کریں جس سے امن قائم ہو اور دنیا کو تیسری جنگ سے بچایا جاسکے۔ اس وقت جو سیاسی حالات ہیں اگر کنٹرول نہ کئے گئے تو تیسری جنگ عظیم شروع ہوسکتی ہے'

'اسلام یہ کہتا ہے کہ جنگ کے دوران معصوم لوگوں کو نہ مارا جائے، عورتوں، بوڑھوں اور بچوں پر حملہ نہ کیا جائے۔ لیکن یہاں ڈرون حملوں میں یہ سب معصوم مارے جارہے ہیں اور مغربی ممالک اپنے ان حملوں کے ذریعہ لوگوں کو بلا امتیاز قتل کر رہے ہیں۔ اس وجہ سے مغربی ممالک کی مخالفت بڑھ رہی ہے'۔ (الفضل انٹرنیشنل 28 جون 2013ء)

☆☆☆

دوسرے رُخ کے نتائج

28 مئی 2010ء کو لاہور میں 86 بے گناہ احمدیوں کے خون بہائے جانے کے اس واقعہ کا دوسرا فریق وہ سب لوگ ہیں جنہوں نے اس میں عملی طور پر حصہ لیا یا اس کی حمایت کی یا خاموش رہ کر اس کی تائید کی۔

احمدیوں نے تو اپنے امام کے 27 جون 2010ء کے اس حکم پر دل و جان سے عمل کیا کہ:

'' ان ظالموں کا معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔ ظالموں کو اللہ تعالیٰ پکڑے گا اور ضرور پکڑے گا۔ ہمارا کام خدا کے حضور جھکنا اور اس کی رحمت کو جذب کرنا ہے''۔

(الفضل انٹرنیشنل 30 جولائی 2010ء)

اللہ کی یقینی پکڑ ہونے کا پہلا اظہار واقعہ والے دن آپ نے یوں فرمایا تھا:

'' مخالفین نے جو یہ اجتماعی نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ یقیناً اس کا بدلہ لینے پر قادر ہے۔ کس ذریعہ سے اس نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھانا ہے، کس طرح اس نے ان فساد اور ظلم بجالانے والوں کو پکڑنا ہے یہ وہ بہتر جانتا ہے''۔ (خطبہ فرمودہ 28 مئی 2010ء الفضل انٹرنیشنل 18 جون تا 28 جون 2010ء صفحہ نمبر 5)

سیلاب بلا

گرفت کا یہ سامان دو ماہ بعد 28 جولائی 2010ء کو اس سیلاب بلا کی شکل میں ہوا جسے گزشتہ 80 سالوں کا بدترین سیلاب کہا گیا اور جس کے متاثرین کی تعداد 2004ء کے بحر ہند کے سونامی، 2005ء کے کشمیر اور 2010ء کے ہیٹی کے زلزلوں کی مجموعی تعداد سے زیادہ رہی۔ اس سیلاب سے پاکستان کے کل رقبہ کا تقریباً پانچواں حصہ زیر آب آگیا۔ چاروں صوبے، آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کے دو کروڑ افراد متاثر ہوئے۔ اور تقریباً دو ہزار اموات ہوئیں۔ (www.paknet.com.pk)

اس سیلاب کو عذاب الٰہی اور 'قیامت صغریٰ' کہا گیا۔

طاہر القادری صاحب نے کہا: 'پاکستان کے بدترین سیلاب کی تباہ کاریوں نے لاکھوں گھروں کو ملیا میٹ کر دیا ہے...... قدرتی آفات، ناگہانی اموات، ٹارگٹ کلنگ اور دہشتگردی کے واقعات اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا نتیجہ ہیں'۔

(روزنامہ پاکستان لاہور 5 اگست 2010ء)

جماعت اسلامی صوبہ پنجاب کے امیر نے کہا: 'سیلاب کی شکل میں ملک پر خدا کا عذاب نازل ہوا ہے پوری قوم اور حکومتی عہدیداران کو اللہ سے توبہ استغفار کرنی چاہئے'۔ (روزنامہ دن لاہور 16 اگست 2010ء)

'مولانا فضل الرحمن نے ملک بھر میں سیلاب کا سبب اللہ تعالیٰ کے احکامات سے منہ موڑنے کو قرار دیا ہے'۔

(روزنامہ پاکستان لاہور 5 اگست 2010ء)

مزید سیلاب

تب سے پانی کا یہ عذاب سال بہ سال جاری ہے۔

2011ء میں سندھ میں سیلاب آیا جس میں 89 لاکھ افراد متاثر ہوئے۔ 15 لاکھ سے زائد گھر تباہ ہوئے اور 434 افراد ہلاک۔ (www.paknet.com.pk)

2012ء کے سیلاب سے سندھ اور بلوچستان میں لاکھوں افراد بے گھر ہوئے۔ لاکھوں ایکڑ فصلیں تباہ، 10 ہزار جانور بہہ گئے۔ 225 افراد ہلاک ہوئے۔

(Express Tribune 15 ستمبر 2012ء)

2013ء میں پھر یہی ہوا۔ سیلاب سے 15 لاکھ افراد متاثر ہوئے، 20 ہزار سے زائد مکان تباہ، 128 افراد کی ہلاکت ہوئی۔

(Express Tribune 25 اگست 2013ء)

دہشت گردی سے اموات

گو دہشتگردی سے ہلاکتوں کا سلسلہ 2003ء سے جاری ہے لیکن ان ہلاکتوں میں جون 2010ء سے غیر معمولی اضافہ ہوا۔ درج ذیل اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ گزشتہ ساڑھے سات سالوں کی ہلاکتوں کی سالانہ اوسط ان چار سالوں میں دوگنی سے بھی زیادہ ہوگئی:

2003ء تا مئی 2010ء کے

عرصہ: ساڑھے 7 سالوں میں

فوجی: 3,081

شہری: 8,394

کل: 11,475

سالانہ اوسط: 1530

جون 2010ء تا 18 مئی 2014ء کے

عرصہ: 4 سالوں میں

فوجی: 2,640

شہری: 10,504

کل: 13,144

سالانہ اوسط: 3286

(بحوالہ Institute of Conflict Managemnet Website)

خوف اور بدامنی کے سائے

قرآن کریم مومنوں کے خوف کو امن سے بدلنے کی بشارت دیتا ہے لیکن اس کے برعکس ملک بھر میں خوف اور بدامنی کا دَور دورہ ہے اور اس کے پھیلے ہوئے تاریک سائے ہر شخص محسوس کرتا ہے۔ لُٹ جانے، دہشتگردی کا شکار ہوجانے یا ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بن جانے کا خوف ہر جگہ ہر شخص کو دامن گیر ہے۔ صبح کا گیا اگر شام کو بخیر لوٹ آئے تو خوش بختی گنی جاتی ہے۔ صاحبان اقتدار بھی اسی طرح خود کو غیر محفوظ جانتے ہیں اور سینکڑوں پہریداروں کے ساتھ ہی گھر سے باہر نکلنے کی جرأت کرتے ہیں۔ دُور دراز واقع جگہوں پر ترقیاتی اسکیموں کے سنگ بنیاد یا افتتاح کی تقریبات دارالحکومت کے محفوظ ایوانوں میں کی جاتی ہیں۔ اور ہر طرح کی عبادتگاہوں میں عبادتگزار بھی مسلح پہرے کے ساتھ ہی جمع ہو پاتے ہیں۔

پھر کرپشن، مہنگائی اور نا اہلیت کا عفریت اس پر مستزاد ہے جس نے ہر پاکستانی کی زندگی عذاب کی ہوئی ہے۔ اخبارات اور میڈیا جرائم کی خبروں سے بھرے ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر بیشتر اشاریوں میں مقابلہ میں پاکستان آخری سطح پر روانڈا، کانگو، صومالیہ، سوڈان اور افغانستان کے ہم پلہ ٹھہرتا ہے۔ 30 جون کے اخبار میں یہ خبر چھپی ہے:

'The Fund for Peace - a Washington-based research organisation has put Pakistan at tenth place just above Zimbabwe and Iraq on its annual failed states index.'(The News, Karachi, June 30, 2014)

ترجمہ: واشنگٹن میں قائم شدہ 'فنڈ برائے امن' نامی ایک تحقیقاتی ادارہ نے ناکام ریاستوں کے اپنے سالانہ اشاریہ میں پاکستان کو دسویں نمبر پر رکھا ہے جبکہ اس سے بالکل پہلے زمبابوے اور عراق ہیں۔

غرضیکہ عذاب اپنی بے شمار جہتوں سے پاکستان پر مسلّط ہے اور سب گویا بند گلی میں ہیں نکلنے کا کوئی راستہ ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ یہ راستہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں جو امام وقت پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ:

ے صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد نمبر 21 صفحہ نمبر 145)

اگر یہ راہ نہ اختیار کی گئی اور موجودہ حالت کو نہ بدلا گیا جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے الفاظ میں یوں ہے:

'' یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ساتھ خدا تعالیٰ کے سلوک کو نہیں دیکھا کہ خدا تعالیٰ ان سے کیا کر رہا ہے۔ جن آفات نے انہیں گھیرا ہے اس سے عبرت حاصل نہیں کی بلکہ اس کا بھی الٹا اثر ہو رہا ہے۔ اور ان کی حالت قرآن کریم میں جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ (الانعام 44) والی ہے۔ ان کے دل ان چیزوں کو دیکھ کر اور بھی سخت ہوگئے ہیں اور شیطنیت میں بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ وَ زَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطٰنُ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (الانعام 44) اور شیطان نے جو وہ کرتے تھے انہیں اور بھی خوبصورت کر کے دکھایا۔ یہ لوگ اس چیز کا مصداق بن رہے ہیں'۔ (خطبہ فرمودہ 31 دسمبر 2010ء الفضل انٹرنیشنل 21 جنوری تا 27 جنوری 2011ء صفحہ نمبر 5-6)

تو حضرت مسیح موعود کی فرمودہ مستقبل کی یہ خبریں بھی اپنے وقت پر اور بھی شدت سے ظاہر ہوتی جائیں گی:

'' سورۃ فاتحہ میں اس امت کو یہ دعا سکھلائی گئی کہ خدایا ایسا کر کہ وہ یہی یہودی ہم نہ بن جائیں۔ یہ ایک پیشگوئی تھی جس کا یہ مطلب تھا کہ جب اس امت میں مسیح مبعوث ہوگا کہ اس کے مقابل پر وہ یہود بھی پیدا ہوجائیں گے جن پر اسی دنیا میں خدا کا غضب نازل ہوگا''۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 16)

دنیا میں عذاب کی اس مار کی تفصیل آپ علیہ السلام نے یہ بیان فرمائی:

'' اوّل سخت طاعون سے وہ ہلاک کئے گئے تھے اور پھر جو باقی رہ گئے تھے وہ طیطوس رومی کے ہاتھوں سخت عذاب کے ساتھ ملک سے منتشر کئے گئے تھے''۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 16)

آخری نتیجہ

انجام کار آخری نتیجہ کیا ہونا ہے؟ اس کی خبر اس جواب سے ملتی ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 19 مئی 2013ء کو کینیڈا میں منعقدہ مجلس سوال و جواب میں ایک طالبہ کے اس سوال پر کہ 'پاکستان میں جو احمدیوں پر ظلم ہو رہا ہے کیا یہ کبھی ختم ہوگا اور کیسے ہوگا؟' ان الفاظ میں ارشاد فرمایا:

'' یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے لیکن ہوگا۔ انشاء اللہ ضرور ختم ہوگا...... اللہ تعالیٰ کی تقدیر جب چلتی ہے تو فیصلے ہوتے ہیں۔ انشاء اللہ ہوگا۔ لیکن کب اور کیسے ہوگا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے بَغۡتَةً استعمال کیا ہے...... انقلاب جب آتا ہے تو اچانک آتا ہے''۔

(الفضل انٹرنیشنل 9 اگست تا 15 اگست 2013ء صفحہ نمبر 12)

بقیہ: خلفاء مسیح موعود علیہ السلام کے بیرون ممالک دوروں کی برکات ......از صفحہ نمبر 18

ہیں۔ اگرچہ یہ کسی ملک کے لحاظ سے مختصر ہوتے ہیں لیکن اس تھوڑے سے عرصہ میں اس ملک میں ایک ہیجان اور انقلاب برپا کر جاتے ہیں اور تا دیر اس کی ارتعاش (vibrations) محسوس ہوتی رہتی ہیں۔ مقامی احمدی اپنے خلیفہ سے مل کر خلافت کے بندھن میں مضبوطی سے بندھ جاتے ہیں۔ بچے بھی خلافت کے خوبصورت تصور اور ایمانی جذبے کے ساتھ پروان چڑھتے ہیں اور حضور ایدہ اللہ کے اگلے دورہ کی امید لیے اپنی حسین یادوں کی جگالی کرتے رہتے ہیں۔ خلیفۃ المسیح کی طرف سے مقامی انتظامی معاملات میں کمزوریوں کی نشاندہی کر کے بہتری پیدا کرنے کے طریق سمجھائے جاتے ہیں اور اس طرح پوری دنیا میں نظام جماعت نہ صرف فعّال رہتا ہے بلکہ اس میں یکسانیت قائم رہتی ہے اور وہ شاہراہ غلبۂ اسلام پر تیزی سے گامزن رہتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو صحت و عافیت والی زندگی عطا فرمائے اور ہم اپنی جان سے پیارے امام سے بار بار مل کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کی برکات سے وافر حصّہ عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

خطبہ جمعہ

خدا کی محبت ہی وہ مقام ہے جس سے روحانی حیات ملتی ہے۔ حقیقی روحانی زندگی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبّیک کہنا ضروری ہے۔

دنیا کو روحانی زندگی بخشنے کے لئے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور پیروی میں بھیجا ہے۔

آپ کا یہ دعویٰ کہ میں دنیا کو زندگی دینے آیا ہوں بڑی شان سے پورا ہوا اور ہو رہا ہے۔
لوگوں کو روحانی زندگی اب آپ کے ذریعہ سے ہی مل رہی ہے اور مل سکتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا یہی وعدہ ہے کہ آپ غالب آئیں گے۔ آپ کے ماننے والے ترقی کرتے چلے جائیں گے انشاء اللہ۔
خلافت کا نظام آپ کے بعد آپ کے کام کو جاری رکھنے کے لئے چلتا چلا جائے گا۔ کوئی اور نظام اگر اس کے مقابل پر اٹھے گا تو ناکام و نامراد ہوگا۔

خلافت وہ انعام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ چھین کر نہیں لیا جاتا۔ ظلم کرکے نہیں حاصل کیا جاتا۔ معصوموں کو زندہ درگور کرکے نہیں حاصل کیا جاتا۔
ظالمانہ طریقے پر قتل کرکے اس نظام پر قبضہ نہیں کیا جاتا۔ یہ تو زندگیاں دینے کا ذریعہ ہے نہ کہ زندگیاں لینے کا۔ جو خدا تعالیٰ کی تائید اور مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

دنیا کے مختلف ممالک میں ایسے لوگ ہیں جو احمدیت اور حقیقی اسلام کے پیغام کو سمجھ کر اپنی روحانی زندگی کا سامان کر رہے ہیں۔ یہ کام سوائے اللہ تعالیٰ کی مدد کے ہو ہی نہیں سکتا۔

دائمی روحانی زندگی کے لئے قربانیاں تو ساتھ ساتھ چلتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بعض دفعہ ہر قربانی کے لئے تیار رہنے والوں کو بغیر قربانی کے ہی اس قدر نواز دیتا ہے کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔

غلبہ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا مقدر ہے اور بحیثیت فرد جماعت اس بات کو ہر ایک سمجھے کہ اس غلبے میں مَیں نے بھی حصہ ڈالنا ہے۔ دنیا کی نجات میرے ذریعہ سے ہونی ہے اور اس کے لئے میں نے اپنا کردار ادا کرنا ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 15 ر اگست 2014ء بمطابق 15 ظہور 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ(انفال:25) کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ اور رسول کی بات پر لبّیک کہو۔ جب وہ تمہیں بلائے تاکہ تمہیں زندہ کرے۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو زندگی دینے کے لئے بھیجتا ہے۔ ان یعنی مومنوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کی موت کو زندگی عطا کرنے کے لئے بھیجتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کے ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ یہ زندگی روحانی زندگی ہے نہ کہ ظاہری موت سے زندگی۔ یہاں ایک صداقت کا بھی اظہار ہے کہ مومن کو ہمیشہ نبی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی اصلاح کے سامان کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہماری زندگی کے سامان کئے اور ایک کامل اور مکمل شریعت قرآن کریم کی صورت میں نازل فرمائی۔ اور اس پر عمل کرنے کا کامل نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہنے والوں نے محسوس کیا اور محسوس کرتے تھے۔ جو جتنا زیادہ آپ کے قریب تھا اتنا ہی زیادہ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نمونے کا حسن نکھر کر واضح ہوتا تھا اور آپ کی بیویاں آپ کے اس حسن عمل کی سب سے زیادہ گواہ ہو سکتی تھیں اور تھیں۔ تبھی تو جب سوال کرنے والے نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے؟ آپ کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کَانَ خُلُقُهٗ الْقُرْاٰن۔ آپ کا خُلق قرآن تھا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 144 حدیث عائشة رضی الله عنها حدیث نمبر 25108 عالم الکتب بیروت 1998ء)

جو کچھ اس میں یعنی قرآن کریم میں ہے اس کا عملی نمونہ آپ تھے۔

پس انبیاء کا وجود دنیا میں نمونہ ہوتا ہے۔ یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان کے وجود یا ان کے نمونے سے کسی کو ٹھوکر لگے۔ یہاں اس آیت میں اللہ اور رسول کو اکٹھا کرکے اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ جو اللہ کہتا ہے وہی اس کے رسول کہتے اور کرتے ہیں۔ پس اگر روحانی زندگی چاہتے ہو تو آنکھیں بند کرکے رسول کے پیچھے چل پڑو۔ اس کی اتباع کرو۔ اس کے حکموں پر عمل کرو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو یہ بھی فرمایا کہ اگر تم خدا تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ضروری ہے اور خدا کی محبت ہی وہ مقام ہے جس سے روحانی حیات ملتی ہے، روحانی زندگی ملتی ہے۔ پس حقیقی روحانی زندگی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبّیک کہنا ضروری ہے۔ اور جب تک ایک مسلمان کہلانے والا حقیقی رنگ میں اس بات کو نہیں مانتا جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان الفاظ میں اعلان کروائی کہ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ(آل عمران:32)۔ پس میری اتباع کرو تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ اس وقت تک ایک مسلمان کہلانے والا حقیقی متبع اور مومن نہیں کہلا سکتا۔ اور آپ کی اتباع کے لئے آپ کے نمونے کی لکھی ہوئی تفصیل جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا قرآن کریم کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ یہ قرآن کریم ہی ہے جو کہتا ہے کہ کسی قوم کی دشمنی بھی تمہیں ناانصافی پر مجبور نہ کرے۔ یہ قرآن کریم ہی ہے جو کہتا ہے کہ بلاوجہ کسی کا خون نہ بہاؤ۔ یہ قرآن کریم ہی ہے جو کہتا ہے مخلوق کے حقوق ادا کرو۔ یہ قرآن

کریم ہی ہے جو کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃٌ للعالمین ہیں جو بلا تخصیص مذہب وملّت ہر ایک کے لئے رحمت ہیں۔ رحمانیت اس بات کا ہی تقاضا کرتی ہے کہ وہ بلا تخصیص ہو۔

غرض کہ جیسے جیسے قرآن کریم کو پڑھتے جائیں اس میں ہر قسم کی رہنمائی اور ہدایت ملتی چلی جاتی ہے۔ پس قرآن کریم تو ہر اس شخص کے اعتراض کو ردّ کرتا ہے جو آجکل کے مسلمانوں کے غلط عمل دیکھ کر غیر مسلم یا معترضین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام پر کرتے ہیں کہ یہ زندگی ہے؟ تم کہتے ہو کہ رسول زندگی دینے والا ہے لیکن کیا یہ زندگی ہے جو دینے کے لئے تمہارا رسول اور تمہارا دین آیا ہے؟ انبیاء تو زندگیاں دیتے ہیں لیکن مسلمانوں کے تو عمل بھی مردہ ہیں اور عملاً بھی انسانی زندگی کے خاتمے میں یہ پڑے ہوئے ہیں۔ معصوموں بیواؤں کے قتل ہو رہے ہیں۔

مجھ سے اگر کوئی پوچھے، کئی دفعہ لوگ مجھ سے سوال کرتے ہیں۔ احمدیوں سے بھی پوچھتے ہیں تو مَیں یہی کہا کرتا ہوں کہ تمہارے اس اعتراض کا جواب تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول چودہ سو سال پہلے اسلام کے ابتدا میں ہی قرآن کریم میں سورۃ جمعہ کی ان آیات میں دے چکے ہیں کہ هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْاعَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ۔وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ(الجمعة:3-4) کہ وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی اسے مبعوث کیا ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا اور صاحب حکمت ہے۔

پس یہ جہالت اور گمراہی جو اس وقت کے مسلمانوں کے عمل سے ظاہر ہو رہی ہے وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی اور اس کے دُور کرنے کے لئے اور اصل زندگی بخش پیغام دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تھا اور اب یہ زندگی بخش پیغام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے اس کو پھیلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آکر جماعت احمدیہ مسلمہ یہ پیغام پہنچا رہی ہے اور اس کی ذمہ داری ہے کہ یہ پہنچائے۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان حالات کے بارے میں، ان لوگوں کے بارے میں، ان علماء کے بارے میں جو آجکل یہ حرکتیں کر رہے ہیں واضح فرمادیا کہ یہ لوگ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہیں جو علماء بنے پھرتے ہیں۔ فتنوں کی اور فسادوں کی یہ لوگ آماجگاہ بن جائیں گے

(الجامع لشعب الایمان للبیہقی جلد سوم صفحہ 317 فصل قال وینبغی لطالب العلم......باب نشر العلم والا یمنعہ اھلہ...... حدیث نمبر 1763)

اور اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کا نزول ہوگا جو زندگی بخشے گا۔

پس ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے یہ دعویٰ کیا کہ میں زندگی بخشنے آیا ہوں اور آپ کے ماننے والوں نے یہ زندگی پائی۔ پس یہ اعتراض کہ کیا یہ رسول ہے جو زندگی دینے والا ہے؟ یہ ختم ہو جاتا ہے کیونکہ آپ نے اور اللہ نے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ یہ حالات ہوں گے۔ یہ پیغام تو زندگی بخش ہے اور رہے گا۔ یہ رسول تو زندگی بخش ہے اور ہمیشہ تا قیامت رہے گا لیکن اس پر عمل کرنے والے اس کی پیروی کرنے والے نہیں ہوں گے اور ایسے حالات میں پھر اللہ تعالیٰ آپ کی کامل اتباع اور پیروی میں مسیح موعود کو بھیجے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ اِس آیت کے معنی یہ ہیں کہ کمال ضلالت کے بعد ہدایت اور حکمت پانے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور برکات کو مشاہدہ کرنے والے صرف دو ہی گروہ ہیں۔ اوّل صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے سخت تاریکی میں مبتلا تھے اور پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے زمانہ نبوی پایا اور معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے اور پیشگوئیوں کا مشاہدہ کیا اور یقین نے ان میں ایک ایسی تبدیلی پیدا کی کہ گویا صرف ایک روح رہ گئے۔ دوسرا گروہ جو بموجب آیت موصوفہ بالا صحابہ کی مانند ہیں مسیح موعود کا گروہ ہے۔ کیونکہ یہ گروہ بھی صحابہ کی مانند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو دیکھنے والا ہے اور تاریکی اور ضلالت کے بعد ہدایت پانے والا۔ اور آیت اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ میں جو اس گروہ کو مِنْهُمْ کی دولت سے یعنی صحابہ سے مشابہ ہونے کی نعمت سے حصہ دیا گیا ہے۔ یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے یعنی جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھے اور پیشگوئیاں مشاہدہ کیں ایسا ہی وہ بھی مشاہدہ کریں گے اور درمیانی زمانہ کو اس نعمت سے کامل طور پر حصہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ آج کل ایسا ہی ہوا کہ تیرہ سو برس بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا دروازہ کھل گیا اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا......"۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

"......طاعون کا پھیلنا اور حج سے روکے جانا بھی سب نے بچشم خود ملاحظہ کر لیا۔ ملک میں ریل کا تیار ہونا اونٹوں کا بیکار ہونا یہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تھے جو اس زمانے میں اس طرح دیکھے گئے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے معجزات کو دیکھا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ جل شانہ نے اس آخری گروہ کو مِنْهُمْ کے لفظ سے پکارا تا یہ اشارہ کرے کہ معائنہ معجزات میں وہ بھی صحابہ کے رنگ میں ہی ہیں۔ سوچ کر دیکھو کہ تیرہ سو برس میں ایسا زمانہ منہاج نبوۃ کا اور کس نے پایا۔ اس زمانے میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے کئی وجوہ سے اس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے دیکھا۔ وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نور اور یقین پاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے پایا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دلآزاری اور بدزبانی اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہ نے اٹھایا۔ وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور آسمانی مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے حاصل کی۔ بہتیرے ان میں سے ایسے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے"۔ (ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 305-306)

پس آپ کا یہ دعویٰ کہ میں دنیا کو زندگی دینے آیا ہوں بڑی شان سے پورا ہوا اور ہو رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے بھی دنیا کو زندگی بخش رہا ہے۔ اب خدا تعالیٰ کے کلام کو سمجھنا آپ کے ذریعہ سے ہی ممکن ہے۔ اس کے بغیر ناممکن ہے۔ قرآن کریم کے معارف و حقائق بتانا آپ کا ہی کام ہے۔ لوگوں کو روحانی زندگی اب آپ کے ذریعہ سے ہی مل رہی ہے اور مل سکتی ہے۔ چودہ سو سال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور محبت میں فنا ہو کر کامل عملی نمونہ آپ نے ہی پیش فرمایا۔ پس یہ عملی اور اخلاقی زندگی بخشنے کا فیضان آج بھی جاری ہے۔ لیکن اسلام پر اعتراض کرنے والے اس طرف نظر نہیں کرتے۔ اگر مسلمانوں کے غلط عمل دیکھتے ہیں تو ضرورت سے زیادہ پراپیگنڈا کرتے ہیں۔ اعتراضوں کی بھرمار شروع ہو جاتی ہے۔

گزشتہ دنوں مجھے کسی نے لکھا کہ ایک پڑھے لکھے عیسائی سے اسلام کی خوبصورت تعلیم پر بات ہو رہی تھی اور خلافت کے جاری نظام اور جماعت دنیا میں کیا خدمات انجام دے رہی ہے اس بارے میں احمدی نے بتایا تو وہ کہنے لگا کہ میڈیا کو کیوں نہیں بتاتے۔ یہ دنیا کو کیوں نہیں پتا لگتا۔ اخباروں میں یہ کیوں نہیں آتا۔ اس دوست نے کہا کہ ہم تو بتاتے ہیں۔ ہماری تبلیغ بھی ہے، لیف لٹس کی تقسیم بھی ہے۔ اب تو تقسیم لاکھوں کروڑوں میں چلی گئی ہے۔ بسوں میں اشتہار ہیں اور ذریعے ہیں اشتہار کے۔ مختلف پروگرام ہیں۔ خبریں بھی دینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن میڈیا اس کو اتنی کوریج نہیں دیتا جتنی وہ منفی خبروں کو دیتا ہے۔ تو عیسائی دوست خود ہی کہنے لگے کہ ہر چیز ہی کمرشلائز ہو چکی ہے میڈیا کو بھی جس طرف رجحان زیادہ ہو لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے چٹ پٹی خبروں کی ضرورت ہے تاکہ لوگ ان کو سنیں اور دیکھیں اور مسلمانوں کے خلاف کیونکہ آجکل رجحان ہے اس لئے ان کے خلاف خبریں لگانے میں یہ تیزی دکھاتے ہیں۔ خود ہی کہنے لگا کہ میڈیا والے انصاف سے کام نہیں لیتے اور حقائق سے گریز کرتے ہیں۔ بہر حال یہ ان کا کام ہے لیکن بعض اب ایسے بھی ہیں جو کچھ نہ کچھ حق میں کہنے یا بولنے لگ گئے ہیں۔

گزشتہ دنوں مَیں نے ذکر کیا تھا کہ بی بی سی کے نمائندے نے مجھ سے انٹرویو لیا تھا۔ کافی لمبا تھا۔ اس کے کچھ حصے کو انہوں نے اپنی ایک ڈاکومنٹری میں بھی سنایا ہے جو کل ایک دفعہ دکھایا جا چکا ہے۔ بی بی سی ایشیا پر اور جو بی بی سی ورلڈ ریڈیو سروس ہے اس میں شاید ہفتے سے دکھائیں گے یا ہفتے سے شروع کریں گے یا صرف ہفتے والے دن انہوں نے دکھانا ہے۔ بہر حال اس دن انہوں نے کہا کہ ہم یہ سنائیں گے۔ (دکھائیں گے نہیں سنائیں گے کیونکہ ریڈیو سروس ہے۔) اس میں میری یہ بات بھی انہوں نے شامل کی ہے کہ جماعت جو خوبصورت تعلیم دیتی ہے وہ اسلام کی حقیقی تعلیم ہے اور اسی وجہ سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہر سال جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ پوری بات تو نہیں لیکن بہر حال انہوں نے کافی حد تک بتائی، کچھ کچھ الفاظ بھی بیچ میں سنائے ہیں کہ جو لوگ شامل ہوتے ہیں وہ اس لئے شامل ہوتے ہیں کہ اسلام کی حقیقی تعلیم ان کو پتا لگتی ہے اور اسلام کے اس زندگی بخش پیغام کو سن کر وہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ پس اسلام کی تعلیم میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے میں کوئی کمی نہیں ہے بلکہ ایک کامل اور مکمل نمونہ اور تعلیم ہے۔ اگر خرابی ہے تو ان علماء اور لوگوں میں جو ان کی غلط رہنمائی کرتے ہیں اور جو غلط طریقے پر ان علماء کے پیچھے چلتے ہیں۔

اگر یہ بات نہ ہو کہ انبیاء زندگی بخشتے ہیں جس کا سب نبیوں نے دعویٰ کیا تو خدا تعالیٰ کی ذات پر بھی اعتماد اٹھ جائے۔ وہ مردہ مذاہب جو صرف دعویٰ کرتے ہیں اور اب زندگی بخشنے والی بات ان میں کوئی نہیں رہی۔ اس لئے لوگ ان مذاہب کو چھوڑ رہے ہیں۔ ان مذاہب کے ساتھ رسمی تعلق تو ہے لیکن ایمان کی حالت نہیں۔ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا احسان ہے کہ اس نے اس زمانے میں بھی اپنا رسول بھیج کر اپنی تعلیم کو تازہ کر کے ہمارے سامنے پیش فرمایا تاکہ ہم روحانی زندگی کو حاصل کرتے چلے جائیں۔

اللہ تعالیٰ کے مامور اللہ تعالیٰ سے یہ وعدہ لے کر آتے ہیں کہ جو قوم ان کے ساتھ شامل ہوگی، حقیقی پیروی کرے گی وہ اسے کامیابی تک پہنچائیں گے۔ انہیں روحانی زندگی عطا ہوگی اور باقی لوگ ناکام اور ذلیل ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا یہی وعدہ ہے کہ آپ غالب آئیں گے۔ آپ کے ماننے والے ترقی کرتے چلے جائیں گے انشاء اللہ۔ خلافت کا نظام آپ کے بعد آپ کے کام کو جاری رکھنے کے لئے چلتا چلا جائے گا۔ کوئی اور نظام اگر اس کے مقابل پر اٹھے گا تو ناکام و نامراد ہوگا۔ خلافت وہ انعام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ چھین کر نہیں لیا جاتا۔ ظلم کر کے نہیں حاصل کیا جاتا۔ معصوموں کو زندہ درگور کر کے نہیں حاصل کیا جاتا۔ ظالمانہ طریقے پر قتل کر کے اس نظام پر قبضہ نہیں کیا جاتا۔ یہ تو زندگیاں دینے کا ذریعہ ہے نہ کہ زندگیاں لینے کا۔ جو خدا تعالیٰ کی تائید اور مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ پس کوئی اور نظام بھی جو چھین کر لیا جائے وہ خدا تعالیٰ کا تائید یافتہ نہیں ہوسکتا اور نہ کبھی ہوا ہے۔

یہاں ایک چیز یہ بھی یاد رکھنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے مامور کو ماننے والے، زندگی حاصل کرنے والے اور زندگیاں دینے والوں کو قربانیاں بھی دینی پڑتی ہیں اور مامور کے ساتھ شامل ہونے والے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہوجاتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کی قربانیاں ضائع نہیں ہوں گی۔ ان کو قربانیوں کی اہمیت کا پتا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بعض دفعہ اپنی اس ظاہری زندگی کو روحانی زندگی کے لئے قربان کر دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں بھی ایسے تھے جنہوں نے اپنے خاندان، رشتے دار، مال، کاروبار حتی کہ جان تک کی قربانی دی۔ ماننے والوں کو جذبات کی، رشتے داروں کی، مالوں کی تو اکثر قربانی دینی پڑتی ہے لیکن جان کی قربانیاں دینے والے بھی ہوتے ہیں۔ تو ان میں ایسے تھے جنہوں نے یہ سب کچھ قربان کیا لیکن اپنی روحانی زندگی پر موت نہیں آنے دی۔ اور آج بھی سینکڑوں ہزاروں ایسے ہیں جو قربانیاں دیتے ہیں۔ جذبات کی قربانی ہے، مال کی قربانی ہے، رشتوں کی قربانی ہے۔ یہ سب قربانیاں وہ خوشی سے دے رہے ہیں اور جان کی قربانیاں بھی بعض جگہوں پہ دے رہے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو احمدیت قبول کرتے ہیں، اسلام کے حقیقی زندگی بخش پیغام کو قبول کرتے ہیں تو ساتھ ہی ان کے لئے مشکلات اور مصائب کا دَور شروع ہوجاتا ہے لیکن وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ روحانی زندگی کو ظاہری زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ لوگ مختلف تکالیف میں سے گزرتے ہیں، بہت تنگ کیا جاتا ہے لیکن پرواہ نہیں کرتے۔ ایسی مشکلات سے گزرنے والوں کی اب تو جماعت کی تاریخ میں بے شمار مثالیں ہیں۔ چند ایک کی مثالیں مَیں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں جنہوں نے اگرچہ جان کی قربانی تو نہیں دی لیکن احمدیت قبول کی تو جذبات کی قربانی، معاشرے کی مشکلات اور مصائب کا ان کو سامنا کرنا پڑا۔ معاشرے میں احمدیت قبول کرنے کے ساتھ ہی ان پر دباؤ پڑنے شروع ہوگئے۔

ایک صاحب حسام الدین صاحب تھے۔ عرب ہیں۔ انہوں نے ہمارے عکرمہ صاحب کے لئے ایک دفعہ ایک پیغام چھوڑا کہ کچھ عرصہ قبل میں نے بیعت کی تھی اور اب بڑے مشکل حالات کا سامنا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو تسلی دلائی۔ حالات پوچھے کیا وجہ ہوگئی۔ تو انہوں نے کہا کہ میں اور میری بیوی تبلیغی جماعت سے منسلک تھے اور تبلیغی دوروں پر جایا کرتے تھے۔ پھر جب ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام پر مَیں ایمان لے آیا۔ مجھے سچا لگا، زندگی بخش لگا۔ میری بیوی نے بڑی شدید مخالفت کی اور میرے گھر والوں کو میرے خلاف بھڑکایا۔ تو کہتے ہیں مولویوں کو بھی میرے خلاف کیا۔ مولویوں کے کہنے پر میری بیوی الازہر سے میری تکفیر کا فتویٰ بھی لے آئی اور ہماری علیحدگی ہوگئی۔ نکاح ختم ہوگیا جو مولویوں کا طریق ہے۔ اس کے بعد کہتے ہیں گھر والوں نے مجھ پر بہت پریشر ڈالا کہ جماعت کو چھوڑ دوں لیکن میں نے کسی کی پرواہ نہیں کی۔ اس بیوی سے میرے چار بچے بھی ہیں لیکن سب کچھ چھوڑنے کے باوجود میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایمان پر قائم ہوں۔ بیعت کے بعد مجھے اجنبیت کی حقیقت معلوم ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سمجھ آیا کہ ''اسلام اجنبی ہونے کی حالت میں شروع ہوا اور آخر کار پھر اجنبی ہوجائے گا۔ پس اجنبیوں کو مبارک ہو۔'' کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے خود مجھے پناہ دی اور میرا کفیل ہوا ہے۔ اللہ کرے کہ میں کبھی نہ پھسلوں۔ میں پھسلنے والا نہیں اور ثابت قدم رہوں گا انشاء اللہ۔

اسی طرح مختلف علاقے ہیں۔ اب یہ ایسٹ افریقہ ہے جہاں تنزانیہ سے ہمارے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں شیانگا ریجن کے بعض علاقوں میں ایک تبلیغی پروگرام کا موقع ملا۔ کئی جگہ سے نئی بیعتیں آئیں۔ ان میں ایک گاؤں سونگا میلے ہے۔ وہاں غیر احمدیوں کی مسجد بھی ہے۔ اس مسجد میں نماز پڑھنے والوں میں سے تقریباً نوّے فیصد مسلمانوں نے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کر لی اور اس کے بعد پھر تنزانیہ میں غیر احمدیوں کی مسلمانوں کی تنظیم بکواٹا (Bakwata) ہے جو کہ مسلمانوں کی ایک نمائندہ جماعت سمجھی جاتی ہے، اس نے شدید مخالفت شروع کر دی۔ پہلے انہوں نے احمدیوں کو ڈرانے دھمکانے کی کوششیں کیں اور کیونکہ انہوں نے یہاں فوری طور پر معلم بھی بھیج دیا تھا تا کہ تربیت شروع ہوجائے اور اس نے تربیت شروع کر دی تھی۔ اس لئے ان کے ایمان میں مضبوطی پیدا ہوتی رہی۔ اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ان کو ہوگیا۔ انہوں نے کسی کے ڈرانے دھمکانے کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ آخر انہوں نے اپنی مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا۔ انہوں نے نماز پڑھنے کے لئے ایک متبادل جگہ بنالی اور انہوں نے مسجد کی تعمیر کا فیصلہ کیا تو پھر انہوں نے نیا رخ اختیار کیا اور جو ضلعی انتظامیہ تھی اور جو پولیس تھی اس کا افسر جو کہ خود سنی مسلمان تھا اس نے بھی بکواٹا کی ضلعی تنظیم کے ساتھ مل کے گاؤں کے نو احمدیوں کو تنگ کرنا شروع کیا۔ معلم صاحب سمیت دو آدمیوں کو گرفتار کرلیا۔ پھر کچھ وقفے کے بعد چھوڑ بھی دیا اور پھر دوبارہ چند دنوں کے بعد معلم کو بھی اور ہمارے تین چار احمدیوں کو بھی گرفتار کرلیا اور یہی اصرار تھا کہ مقدمہ کریں گے۔ مختلف قسم کے الزامات احمدیوں پر لگاتے رہے کہ احمدی ہماری مسجد کو آگ لگانے آئے ہیں۔ اس لئے اپنی الگ مسجد بنا رہے ہیں۔ انتشار پیدا کررہے ہیں۔ ہمارا امن وسکون برباد کر دیا ہے۔ جو باتیں یہ خود کرتے ہیں وہ سب الزامات احمدیوں پر لگاتے چلے گئے۔ لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور یہ سب لوگ اپنے ایمان پر قائم رہے اور انہوں نے کسی قسم کی پرواہ نہیں کی۔ یہ بڑی مشکلات میں سے گزرے ہیں۔

اب ایک اور تیسری مثال دیتا ہوں۔ پہلے ایسٹ افریقہ تھا۔ یہ ویسٹ افریقہ ہے۔ بورکینا فاسو۔ فرنچ علاقہ ہے۔ یہاں بھی گان زُور گُو (Ganzourgou) ایک جگہ ہے۔ وہاں پچھلے سال کی بات ہے کہ پانچ سو بیعتیں ہوئیں جس میں گاؤں کا چیف اور امام بھی بیعت میں شامل ہوگئے۔ آخر ان کے جو دوسرے گاؤں کے علاقے کے قریبی رشتے دار تھے انہوں نے مخالفت شروع کر دی۔ سوشل بائیکاٹ ہوگیا۔ سلام کرنا، میل جول، لین دین یہ سب ختم کر دیا۔ وہاں اس علاقے میں، قصبے میں یا گاؤں میں ایک چھوٹی سی جگہ تھی، جہاں نماز پڑھا کرتے تھے وہاں نماز پڑھنے پر پابندی لگا دی اور مخالفت بڑھتی چلی گئی لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے، اب یہ جو دور دراز علاقے میں رہنے والے لوگ ہیں اور بظاہر اَن پڑھ کہلاتے ہیں، انہوں نے کسی مخالفت کی پرواہ نہیں کی اور اپنے ایمان کو سلامت رکھا اور قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اب حالات بہتر کر دیئے ہیں۔ تو ان مخالفتوں میں سے ہر ایک کو گزرنا پڑتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے پرانے لوگوں کی مثالیں نہیں دی ہیں۔ بے شمار ایسی مثالیں ہیں۔

یہ تازہ مثالیں اس لئے دی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح تیزی سے اپنے فضل سے دلوں میں ایمان بھرتا ہے اور دلوں میں ایمان بھر رہا ہے اور پھر اس کے بعد یہ ہر قربانی کے لئے تیار ہوجاتے ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں ایسے لوگ ہیں جو احمدیت اور حقیقی اسلام کے پیغام کو سمجھ کر اپنی روحانی زندگی کا سامان کر رہے ہیں۔ یہ کام سوائے اللہ تعالیٰ کی مدد کے ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیشہ اپنے ماموروں کے شامل حال ہوتی ہے تو یہ کام ہوتے ہیں۔ مامور کی نہ اپنی ہمت سے ہوسکتا ہے۔ نہ ہی ہمارے مبلغین یا بعد کا نظام جو ہے وہ یہ کرسکتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی تائیدات شامل حال نہ ہوں۔ اور یہ تائیدات ہی ہیں جو قربانی کے لئے تیار کرتی ہیں اور استقامت عطا کرتی ہیں۔ کئی پاکستانی بھی ہیں جو احمدیت قبول کرتے ہیں۔ بعض دفعہ ان سے مختلف جگہوں پر مختلف ملکوں میں ملاقات بھی ہوئی تو جب بھی میں نے ان سے کہا کہ بعض مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا، سختیاں جھیلنی پڑیں گے، پاکستان نہیں جا سکتے یا جاؤ گے، جیسا کہ بعض جاتے بھی ہیں تو مشکلات ہوں گی۔ تو انہوں نے کہا ہم نے بڑی سوچ سمجھ کے قبول کیا ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ ثابت قدم رہیں گے۔

یہ تو دنیا کا بھی طریق ہے اور اسی اصل پر دنیا چلتی ہے کہ کسی بھی مقصد کے حصول کے لئے محنت بھی کرنی پڑتی ہے، قربانی بھی دینی پڑتی ہے اور بڑے مقاصد کے حصول کے لئے بڑی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ پس دائمی روحانی زندگی کے لئے قربانیاں تو ساتھ ساتھ چلتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بعض دفعہ ہر قربانی کے لئے تیار رہنے والوں کو بغیر قربانی کے ہی اس قدر نواز دیتا ہے کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ اگر انسان جو بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا اپنی استعداد کے مطابق معمولی نمونہ دکھانے کی کوشش کرتا ہے اور اپنا معمولی نمونہ دکھا کر دوسرے انسانوں کو نواز سکتا ہے تو خدا تعالیٰ جو بڑا دیالو ہے، جو نیتوں کے بھی بیشمار پھل لگاتا ہے اس کے نوازنے کی تو انتہا ہی نہیں ہے۔ انسان کی قربانی اور اس پر انعام کی ایک دنیاوی مثال ہم پیش کرتے ہیں۔ بہت سارے لوگوں نے سنی ہوگی۔

کہاوت ہے کہ ایران کا ایک بادشاہ تھا۔ وہ اپنے وزیر کے ساتھ ایک کسان کے پاس سے گزرا جو درخت لگا رہا تھا۔ عمر کے لحاظ سے وہ ایسے حصے میں تھا جہاں ان درختوں کے پھلوں سے اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ تو بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تمہیں اس درخت لگانے سے کیا فائدہ ہوگا۔ اس نے جواب دیا کہ پہلوں نے جو درخت لگائے تھے، جو قربانیاں کی تھیں ان کو ہم کھا رہے ہیں اور جو ہم لگائیں گے ان کو آئندہ نسلیں کھائیں گی۔ بادشاہ کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی اچھی بات لگتی تو خوش ہو کر وہ زِہٖ کہتا تھا۔ جس کا مطلب وزیر کے لئے یہ اشارہ ہوتا تھا کہ اس کو انعام دے دو۔ کسان کی یہ بات سن کر بادشاہ خوش ہوا اور اس نے زِہٖ کہا تو وزیر نے اس کو اشرفیوں کی ایک تھیلی دے دی۔ یہ تھیلی لے کر کسان نے کہا کہ اس درخت نے تو لگاتے لگاتے ہی پھل دے دیا۔ اس کا تو ابھی فائدہ شروع ہوگیا۔ یہ بات پھر بادشاہ کو اچھی لگی۔ اس نے یہ

سن کر پھر زِہْ کہہ دیا۔ وزیر نے پھر ایک تھیلی دے دی۔ اس پر اس نے کہا کہ درخت تو کئی سالوں میں تیار ہوتا ہے اور پھر ایک دفعہ پھل دیتا ہے۔ میرے درخت نے تو لگاتے لگاتے دو پھل دے دیئے۔ اس پر بادشاہ نے پھر زِہْ کہا اور کہا کہ اب چلو یہاں سے۔ نہیں تو بوڑھا ہمیں لوٹ لے گا۔ تو یہ تو دنیاوی بادشاہوں کا حال ہے جہاں انعاموں سے نوازتے ہیں وہاں خزانے خالی ہونے کا بھی ان کو ڈر رہتا ہے۔ لیکن ہمارا خدا تو وہ انعام دیتا ہے اور دیتا چلا جاتا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتے اور روحانی زندگی دینے کے بعد پھر دائمی زندگی دیتا ہے اور اس اخروی زندگی میں بھی انعام دیتا چلا جاتا ہے اور بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ لیکن اس کے حصول کے لئے جیسا کہ یہ بوڑھا کسان قربانی کر رہا تھا قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ ایسی قربانیاں جن کا فوری فائدہ نظر نہیں آتا مگر اس کے پیچھے بہت عظیم الشان فوائد ہوتے ہیں۔ انبیاء کے متبعین بھی اسی اصول کے تحت قربانیاں کرتے ہیں اور وہ اور ان کی جماعت دنیا میں پھر کامیاب ہوتے جاتے ہیں۔ اور باقیوں کو خدا تعالیٰ ذلیل ورسوا کر دیتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں پر کیا کیا ظلم نہیں کئے گئے۔ تقریباً تین صدیوں تک ان پر سخت مظالم ڈھائے گئے مگر وہ صبر سے مظالم برداشت کرتے رہے اور قربانی کرتے چلے گئے حتی کہ تیسری صدی میں جب روما کے بادشاہ نے عیسائیت قبول کی تو پھر ان کو آزادی حاصل ہوئی۔ انہوں نے اس مشکلات کے دور میں غاروں میں چھپ کر بھی گزارا کیا۔ پس جس طرح عیسائیوں نے پہاڑوں کے غاروں میں چھپ کر اپنے ایمانوں کو سلامت رکھا۔ اپنی روحانی زندگی کو بچانے کے لئے چٹانوں کے پیچھے چلے گئے۔ اس لئے کہ انہیں یقین تھا کہ ایک دن ان کو آزادی ملنی ہے۔ اسی طرح آج مسیح محمدی کے غلاموں کو ان سے زیادہ یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا یہ غلبہ ہونا ہے۔ پس ہم نے بھی جہاں جہاں مشکلات کے دَور ہیں اپنے ایمانوں کی حفاظت کرنی ہے۔ جو زندگی کا پانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں پلایا اس سے فیض پاتے چلے جانا ہے۔ عیسائیوں نے تو چٹانوں کے پیچھے چھپ کر اپنے ایمانوں کی حفاظت کی اور قربانیاں دیں۔ ہم نے اپنے ایمانوں کو پتھر کی چٹان کی طرح مضبوط کرنا ہے اور یہ ثابت کر کے دکھانا ہے تا کہ وہ انعام اور وہ فیض ہمیشہ جاری رہے۔ کچے ایمان تو پہلے بھی تھے اور بہت سوں میں ہیں۔ ہم نے اس بات کو ثابت کرنا ہے کہ مامور کا کام نئی زندگی پیدا کرنا ہوتا ہے اور ایمانوں کو مضبوط کرنا ہوتا ہے اور وہ حالت بہرحال ہم نے انشاء اللہ تعالیٰ اپنے اندر پیدا کرنی ہے اور اس حالت کا اظہار اس وقت ہو سکتا ہے جب ہم اس بات پر کامل یقین رکھتے ہوں کہ غلبہ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا مقدر ہے اور بحیثیت فرد جماعت اس بات کو ہر ایک سمجھے کہ اس غلبے میں مَیں نے بھی حصہ ڈالنا ہے۔ دنیا کی نجات میرے ذریعہ سے ہونی ہے اور اس کے لئے میں نے اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ تمام مشکلات کے باوجود میں نے اپنی زندگی کے بھی سامان کرنے ہیں اور دنیا کی زندگی کے بھی سامان کرنے ہیں کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں جو دنیا کو زندگی دے سکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی فتوحات اور غلبے کا کئی جگہ ذکر فرمایا ہے۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا‘‘ (اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھیل رہی ہے) ’’اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَا حَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ (یٰس:31) پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے‘‘ (جیسا کہ غیر احمدیوں کا نظریہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں ناں کہ آسمان سے اترنا ہے) ’’اور فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں اس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اَب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبے کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدے سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔‘‘ انشاء اللہ (تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 66,67)

آج ہی مَیں ڈاک میں دیکھ رہا تھا کہ ایک جگہ ہمارے لڑکے لیف لٹ تقسیم کرنے گئے۔ غالباً جرمنی کی یا کسی اور ملک کی بات ہے۔ ذہن میں مستحضر نہیں۔ انہی یورپی ملکوں میں سے تھا۔ بہرحال ایک جگہ لیف لٹ تقسیم کر رہے تھے کہ عیسیٰ مسیح آ گیا۔ تو وہاں دو آدمی اپنے گھر کے باہر بیٹھے ہوئے تھے وہ کہنے لگے ہم ابھی اسی بات پر ڈسکس (Discuss) کر رہے تھے کہ اگر عیسیٰ نے آنا تھا تو آسمان سے اب تک کیوں نہیں اترا۔ اور اگر نہیں آنا تو پھر کب آئے گا؟ اور اگر زمین سے آنا ہے تو کون آئے گا؟ اور اسی ڈسکشن کے دوران ہی تم یہ لیف لٹ لے آئے کہ عیسیٰ علیہ السلام آ چکے ہیں۔ مسیح موعود علیہ السلام آ چکے ہیں۔ اور تمہارا یہ پروگرام ہے، نمائش بھی ہے۔ ہمیں یہ دعوت نامہ مل گیا ہم ضرور آئیں گے۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ نئے نئے راستے کھول رہا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں خود ڈال رہا ہے کہ وہ اس بات کو سوچیں۔ اللہ کرے کہ ہم ہمیشہ اس پھلنے پھولنے والے درخت کا حصہ بنے رہیں اور ہمارے ایمان مضبوط چٹان کی طرح قائم رہنے والے ہوں اور ہم اپنی ذمہ داریاں ہمیشہ ادا کرتے چلے جانے والے رہیں۔

الفضل انٹرنیشنل کے اس شمارہ کے ساتھ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک تصویر بھی شامل اشاعت ہے جو خریداران کو بھجوائی جا رہی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ادارہ کی درخواست کو قبول فرماتے ہوئے ازراہ شفقت اپنے مبارک دستخطوں کے ساتھ قارئین الفضل کے لئے یہ تحفہ عطا فرمایا ہے۔ اس کے لئے ادارہ الفضل اور تمام قارئین حضور انور کے ممنون ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو صحت و سلامتی والی فعال لمبی زندگی عطا فرمائے اور آپ کی عظیم الشان قیادت میں جماعت احمدیہ عالمگیر تمام مہمات دینیہ عالیہ کو کامیابیوں اور کامرانیوں کے ساتھ طے کرتے ہوئے شاہراہ غلبۂ اسلام پر تیزی سے آگے ہی آگے بڑھتی چلی جائے۔ آمین۔ (ادارہ)

بقیہ: عالمگیر غلبۂ اسلام کی عظیم الشان آسمانی مہم

از صفحہ 24

قریب یعنی 1308 ہجری میں دعویٰ فرمایا ہے۔ اور سات یا آٹھ سال ایسا چھوٹا دہا کہ ہے کہ تیرہ صدیوں کے ذکر میں ان کو شمار ہی نہ سمجھا جائے گا۔

پھر اگر ہم ایک اور لحاظ سے دیکھیں تو اس سے براہین احمدیہ کی پیشگوئی نکل آتی ہے۔ براہین احمدیہ 1300ھ میں لکھی گئی اور 1302 ہجری میں شائع ہوئی ہے اور یہ وہی سال ہے جس میں قرآنی پیشگوئی کے مطابق فجر کا طلوع مقدر تھا۔

گویا شمسی اور قمری دونوں لحاظ سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور رات کی تاریکیوں کو دُور کرنے کے لئے اُفقِ آسمان سے الطارق کا ظہور ہو گیا۔

یہ کتنی زبردست پیشگوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے طلوعِ فجر کی تاریخیں تک بتا دی گئیں اور سینکڑوں سال پہلے اُن کا ذکر کر دیا گیا اور پھر اُس کے مصداق کو عین اُنہی تاریخوں میں اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی ہدایت کے لئے کھڑا کیا جو قرآن اور احادیث میں اُس کے ظہور کے لئے مقرر کی گئی تھیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایسا عظیم الشان نشان ہے جس پر غور کرنے سے اس کی ہستی اور قدرت پر زندہ ایمان پیدا ہوتا ہے اور ہر شخص جو تعصّب سے خالی ہو اُسے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اسلام خدا تعالیٰ کا سچّا مذہب ہے۔

(باقی آئندہ)

R & R
CAR SERVICES LTD
Abdul Rashid
Diesel & Petrol Car Specialist
Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

supersale LTD
CARPET

CARPETS AND RUGS STOCK AVAILABLE
Tel: 02087671111
mob: 07903840006
3 bedroom from £749
2 bedroom from £599
1 bedroom from £479
Free underlay + fitting
Free underlay + fitting
Free underlay + fitting
Based in Tooting
Contact: Tahir Ahmad (07903840006)
164-A, Mitcham Road
Tooting, SW17 9NJ
order online
www.supersalecarpets.co.uk
supersalecarpet@gmail.com

تعارف کتاب

(ناصر محمود پاشا)

نام کتاب: ’’نمی کا عکس‘‘

مصنفہ: امۃ الباری ناصر صاحبہ

ناشر: لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی

آج ہمارے پیشِ نظر ایک ایسی شاعرہ کی کتاب ہے جس کے بارہ میں یہ حکایت صادق آتی ہے کہ جوہر کی قدر جوہری ہی جانتا ہے۔ چنانچہ معروف شاعرہ محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ بھی اُن چند خوش نصیب افراد میں سے ہیں جن کی سخنوری اور فکری بالیدگی نے دربارِ خلافت سے ایسی داد سمیٹی جو محض چند خوش قسمت شعراء کے حصے میں ہی آسکی ہے۔ بلاشبہ اپنے زمانہ کے عظیم سخن شناس (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) ایسے جوہر شناس تھے جو سونے کو کندن بنانے کے عمل سے بخوبی آشنا تھے اور کتاب ’’نمی کا عکس‘‘ کا مطالعہ اس امر کا ثبوت ہے کہ ؎

اِک خاک کے ذرّے پہ عنایات کا عالم

کچھ اس طرح سے ہوا کہ جس نے اس ذرّہ خاک کو نمو کے مراحل سے گزار کر ایک گوہر بنانے میں اپنی دعاؤں اور راہنمائی کو یکجا کردیا۔ یقیناً یہ سعادت اپنے زورِ بازو سے حاصل نہیں کی جاسکتی۔

’’نمی کا عکس‘‘ 416 صفحات پر مشتمل ایک ایسی کتاب ہے جو اپنے ظاہری حسن (دیدہ زیب سرورق، نفیس کتابت، عمدہ طباعت اور ڈیزائننگ) کے ساتھ ساتھ باطنی حسن کا بھی مرقّع ہے۔ اس میں گہرے معانی اور عرفان کے حامل مضامین بھی کثرت سے ملتے ہیں اور سادہ انداز میں کہی جانے والی پُراثر نظموں کی بھی خاصی تعداد موجود ہے۔ مزاحیہ نظموں میں بیان شدہ دُوررَس نکات بھی پڑھنے والے کے لبوں پر تبسم بکھیر دیتے ہیں۔ بے تکلّفی اور سادگی کے باوجود جگہ جگہ ایسے استعارے اور تشبیہات ملتی ہیں جو نہایت خوبصورتی سے اُن لطیف جذبات کو قاری میں منتقل کردیتی ہیں جسے کئی پردوں میں چھپا کر شاعر نے پیش کیا ہو۔ اس مجموعۂ کلام میں بلاشبہ بے شمار ایسی نظمیں ہیں جو نظروں کے راستے حساس دلوں میں اُتر جائیں اور اپنے ماحول میں رہتے ہوئے بھی قاری کو اُس سے بے نیاز کردیں۔ امرِ واقعہ یہی ہے کہ موصوف شاعرہ کے کلام پر اظہار خیال گویا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ پس بہتر یہی ہے کہ اس خوبصورت کلام سے کچھ انتخاب قارئین کی نذر کرکے اس لطف و جمال میں اُنہیں بھی شریک کرلیا جائے جس نے ہمیں بھی اپنے سحر میں گرفتار کر رکھا ہے۔

سب سے پہلے اُس نظم سے انتخاب پیش ہے جو اس کتاب کی وجہ تسمیہ بنی:

ہوا ہے صبر کا پیمانہ لبریز
الٰہی اذن ہو اب واپسی کا
جلو میں لاتا ہے سیلابِ رحمت
ذرا سا عکس آنکھوں میں نمی کا
جو چاہی کرب نے صورت بنالی
مرے بس کا نہیں فن شاعری کا

....

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مدح میں کہی جانے والی ایک خوبصورت نظم کا شعر ہے:

سلام ان نیم وا آنکھوں پہ رحمت بار نظروں پر
کبھی دل کو کریں گھائل کبھی تحلیل جاں کردیں

....

’’اکرام کی بارش‘‘ کے عنوان سے ایک نظم میں شاعرہ موصوف نے خلفائے احمدیت کے بارہ میں اپنے تأثرات قلمبند کئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے کہتی ہیں:

مولا نے دیا ہے ہمیں پانچواں مظہر
دل کو مرے خود ان کی محبت سے بھرا ہے
وہ نُور ہے چہرے پہ نگاہیں نہیں ٹکتیں
یہ کیوں نہ ہو اللہ تو خود ساتھ کھڑا ہے

....

ایک بہت خوبصورت غزل کے دو اشعار ملاحظہ فرمائیں:

دلِ مضطر نے بتایا ہے دُعا کا اسلوب
ہم سے سیکھیں جہاں والے وفا کا اسلوب
سامنے سب کے نکل آئیں نہ گھر سے باہر
ہم نے اشکوں کو سکھایا ہے حیا کا اسلوب

....

اور ’’ایم ٹی اے‘‘ کے بارہ میں اپنے دلی جذبات اور اس کے عالمگیر اثرات کا اظہار کس قدر دلوں کو گرما دینے والا ہے۔ کہتی ہیں:

ایم ٹی اے ہم جان سے پیارا رکھتے ہیں
کس کو خبر ہم کس عالم میں رہتے ہیں
چشمِ فلک نے پہلی بار یہ دیکھا ہے
لاکھوں ہاتھ اک ساتھ دعا کو اٹھتے ہیں
ایک مسیحا ہاتھ ہے سب کی نبضوں پر
ایک اشارے پر سب بیٹھتے اٹھتے ہیں
ایک ہی تال پہ رقص کناں ہیں لاکھوں دل
لاکھوں پریمی ایک پیا پہ مرتے ہیں
اس کنبے میں سب کی خوشیاں سانجھی ہیں
ایک ہو خوش تو لاکھوں چہرے کھلتے ہیں
بانٹتے ہیں ہم سارے غم اک دوجے کے
ایک کو دکھ ہو لاکھوں کے دل دکھتے ہیں
پیار بھرا اک ہاتھ ہمارے سر پر ہے
اس کے میٹھے سائے میں ہم رہتے ہیں
دنیا کا ہر گوشہ اپنا مسکن ہے
کہیں بھی ہوں ہم ایک ہی گھر میں رہتے ہیں

....

ایم ٹی اے کے عالمی اثرات کا ذکر کرتے ہوئے اپنی ایک دوسری نظم میں کہتی ہیں:

ہر سمت جائے گی صدا ہے سارا آسماں کھلا
ڈر ہے نہ احتیاط ہے اک عالم نشاط ہے
حاصل اب اُن کی دید ہے ہر روز روزِ عید ہے
ہر شب شبِ برات ہے اک عالم نشاط ہے

....

ایک غزل کے چند اشعار جو کسی گہرے احساس کے غمّاز ہیں:

غلط ہے آسماں سوکھا پڑا ہے
زمیں کی کوکھ بنجر ہوگئی ہے
وہ تنہا شخص طوفاں بن کے پھیلا
وہ اک ندی سمندر ہوگئی ہے
تصوّر ایک گل چہرے کا باندھا
فضا ساری معطّر ہوگئی ہے

....

خلافت احمدیہ کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے فیوض و انوار اور خلیفۂ وقت کے حسن و احسان کا ذکر کرتے ہوئے آپ ایک نظم میں کہتی ہیں:

فیض میں آفتاب لگتا ہے
حسن میں ماہتاب لگتا ہے
دیکھئے جس بھی زاویئے سے اُسے
پور پور انتخاب لگتا ہے
بات میں رنگ اور خوشبو ہے
لہجہ بالکل گلاب لگتا ہے
روز دیکھے ہیں خواب ملنے کے
جب سے دیکھا ہے خواب لگتا ہے

....

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی یاد میں کہی گئی ایک دلگداز نظم کی ہر سطر سے ’نمی کا عکس‘ آنکھ سے ٹپکتا دکھائی دیتا ہے۔ اس طویل نظم کے دو بند ملاحظہ فرمائیں:

اِک فقط مَیں ہی جدائی پہ نہیں ہوں دلگیر
اِک دنیا ہے ترے حسن کی احساں کی اسیر
لوگ یوں تڑپے ہیں، روئے ہیں، نہیں جس کی نظیر
سب کو جو اُن سے تعلق تھا وہ سب یاد آئے
مَیں بہت روئی مجھے آپ بہت یاد آئے

ہر گھڑی جنگ کڑی اُس نے لڑی ہے مولا
زندگی دعوتِ دیں میں ہی کٹی ہے مولا
تا دمِ واپسیں خدمت ہی رہی ہے مولا
پُرسکوں سوئے ہوئے آپ بہت یاد آئے
مَیں بہت روئی مجھے آپ بہت یاد آئے

●◆●◆●◆●◆●◆●◆●◆●◆●

بقیہ رپورٹ: کونگو کنشا سا کے مشرقی صوبہ Maniema کا پہلا جلسہ سالانہ

از صفحہ نمبر 20

تقسیم پمفلٹ

اس دورے کے دوران دس ہزار کی تعداد میں سواحیلی زبان میں پمفلٹس تقسیم ہوئے۔ اتھارٹیز کو دی جانے والی کتب اس کے علاوہ ہیں۔ علاقے کی ضرورت کے پیش نظر مزید دس ہزار پمفلٹس دورے کے بعد ارسال کردیئے گئے ہیں۔ مزید پرنٹنگ جاری ہے۔

بیعتیں

اس دورے کے دوران سو سے زائد بیعتیں ہوئیں۔ تاہم دورے کے بعد دور و نزدیک سے بیعتوں کی خبریں آرہی ہیں۔ بعض ایسی جگہوں سے رابطے کے لئے فون آرہے ہیں جہاں ہم جا تو نہیں سکے لیکن پمفلٹس، پریس کے ذریعہ اور زبانی پیغام ان تک پہنچ گیا ہے۔ اب لوکل مبلغ، معلمین اور مقامی داعیان وہاں پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

صوبہ مانی ایما میں امسال سنّی مسلمانوں کے صوبائی امام اور ان کی عاملہ کو فارغ کرکے نیا تقرر کیا گیا ہے۔ لیکن اس تقرری سے ناخوش گروپ نے ایسا ماننے سے انکار کردیا ہے۔ اس وقت مسلمانوں کے آپس میں شدید اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اس صورت حال میں سعید فطرت لوگ جماعت کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔

☆ 30 جون 2014ء کو کونگو کے جشن آزادی کے موقع پر KINDU شہر میں جماعت کو ہدایت کی گئی کہ وہ جشن آزادی کی سرکاری تقریبات میں باقاعدہ شامل ہوں۔ چنانچہ وزارت داخلہ میں جماعتی وفد کی رجسٹریشن کی گئی۔ اور تین رکنی وفد کو گورنر، وزراء اور سرکاری افسران کے ساتھ بیٹھنے کے لئے پوڈیم کے ٹکٹ جاری کئے گئے۔ جماعتی وفد نے پورے اعزاز کے ساتھ اس تقریب میں شرکت کی۔ تاہم سنّی مسلمانوں کا وفد جب وزارت داخلہ میں رجسٹریشن کروانے گیا تو ان کی رجسٹریشن نہیں کی گئی۔ اور یہ کہہ کر نکال دیا گیا کہ پہلے اپنے جھگڑے ختم کریں پھر آئیں۔

☆ واپسی پر جہاز میں ساتھ والے مسافر سے تعارف ہوا تو پتا چلا مسلمان ہے اور کندو سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ایک سرکاری محکمہ میں افسر ہے۔ جب جماعت کے بارے میں تعارف ہوا تو کہنے لگا میں مسلمانوں کے جھگڑوں سے بہت تنگ تھا اور کوئی راستہ نہ پاتا تھا۔ آج خدا نے آپ سے ملاقات کروادی اور میری تڑپ سن لی ہے۔

☆ wamaza کے مسلمانوں کے ایک گروپ نے باقاعدہ لکھ کر اپنے صوبائی امام کو اطلاع دی ہے کہ ان کا اب اہل سنّت جماعت سے کوئی تعلق نہیں رہا اور وہ سب بخوشی جماعت احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس خط کی کاپیاں انہوں نے گورنر اور سرکاری محکمہ کو بھی ارسال کی ہیں۔

☆ جلسہ کے اگلے روز تمام حاضر جماعتوں کے صدران اور سیکرٹریان کے ساتھ تفصیلی اجلاس منعقد کیا گیا۔ اس میں نظام جماعت، چندہ جات، تبلیغی سرگرمیوں، تقسیم لٹریچر کے ساتھ تربیتی اور تبلیغی امور پر بات ہوئی۔ نئے پروگرام بنے۔ مجالس عاملہ کی نوٹیفکیشن دی گئی۔

☆ جلسہ کے بعد تمام ناظمین جلسہ کا تفصیلی اجلاس منعقد کیا گیا۔ جلسہ میں رہ جانے والی خامیوں کا جائزہ لیا۔ آئندہ بہتر انتظامات کے لئے ہدایات دیں۔ اور اگلے جلسے کی تاریخ مقرر کی۔

☆ اس دورہ کے دوران میں اسپیکر آف صوبائی اسمبلی کا بہت تعاون رہا۔ کندو شہر کے میئر سے دو بار ملاقات ان کے دفتر میں ہوئی۔ ان کو جماعتی کتب دیں۔ صوبائی ڈائریکٹر آف انٹیلی جنس سے ملاقات کی۔ اور جماعتی کتب ان کو دیں جماعت کا تفصیلی تعارف ان اتھارٹیز کو ہوا۔

☆ جب ہم دورہ کرکے واپس کندو شہر پہنچے تو شام کے سوا سات بج چکے تھے۔ اب دریا کونگو عبور کرکے مین شہر میں آنا تھا۔ حکومتی آرڈر کے مطابق دریا میں آخری کشتی شام سات بجے تک چلائی جاتی ہے اور اس کے بعد کسی کو دریا عبور کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ تاہم ہمارے رابطہ کرنے پر صوبائی وزیر ٹرانسپورٹ نے اسپیشل اجازت دی اور ایک کشتی ہمارے لئے بھجوائی۔ اس وقت ساٹھ کے قریب اور لوگ بھی دریا عبور کرنے کے خواہشمند تھے تاہم یہ اسپیشل اجازت صرف ہمارے وفد کے لئے تھی۔ اس لئے کسی اور کو دریا عبور کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ ہم نے رات آٹھ بجے دریا عبور کیا۔ الحمد للہ۔

قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کو غیر معمولی ترقی و استحکام عطا فرمائے اور سعید فطرت لوگ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ ہوکر اسلام کے امن و عافیت کے حصار میں داخل ہوں۔ آمین

☆......☆......☆

خلفاءِ مسیح موعود علیہ السلام کے بیرون ممالک دَوروں کی برکات

(مبارک احمد خان ۔ نیوزی لینڈ)

خلفاء کا وجود خصوصی برکات کا حامل ہوتا ہے۔ جب یہ مبارک وجود بیرون ممالک اپنوں اور غیروں کے درمیان سفر کرتا ہے تو دیکھنے والی آنکھیں اس وجود سے نکلنے والے نور اور اس وجود سے پیدا ہونے والے معجزانہ تغیرات سے مسحور ہو جاتی ہیں۔ ان دوروں سے سالوں کی پیاسی، دلوں کی صحرا نما بنجر زمینیں شاداب کھیتیوں میں تبدیل ہونے لگتی ہیں۔ بے جان روحوں میں پھر سے تازگی آتی ہے اور ایک نیا ولولہ اور دین کی خاطر کچھ کر گزرنے کی تڑپ پیدا ہو جاتی ہے۔

خلفاء کے دورے لاکھوں چہروں پر نئی رونق اور بشاشت لاتے ہیں۔ خلافت سے تعلق براہ راست ذاتی قرب اور صحبت کی وجہ سے مضبوط ہوتا ہے اور ہم جیسے ہزاروں میل دور رہنے والے اَن گنت روحانی مشاہدات کے قصے اپنی آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کر لیتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دورۂ یورپ کی برکات کے قصے آج بھی ہم بزرگوں سے سنتے ہیں۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے افریقہ اور یورپ کے دورے سے جو دُور رس فوائد حاصل ہوئے وہ بھی ہماری یادوں کا حصہ ہیں۔

اس عاجز کا خلفاء احمدیت سے تعلق بچپن ہی سے اپنے والد مکرم محبوب احمد صاحب مرحوم (سابق باڈی گارڈ) کی وجہ سے بہت قریبی رہا ہے۔ لیکن خلافت کی اہمیت کا احساس اس وقت کچھ زیادہ ہوا جب میں ملازمت کے سلسلہ میں بیرون ملک چلا گیا۔ ربوہ میں تو ہر روز نمازوں میں خلیفۃ المسیح کا دیدار ہو جاتا تھا یا پھر جب چاہا ذاتی ملاقات کر لی اور اب غیر ملک میں یہ پیاس کلّی طور پر خطوط سے بجھانا ناممکن تھا۔ ایک تڑپ تھی جو ہر نماز میں خلیفہ کے وجود سے معانقہ کے لئے دعا بن جاتی۔ اس کمی کا احساس آج کل اہل ربوہ کو بھی خصوصاً ہو رہا ہے۔ یا ایسے ممالک کے احمدیوں کو جہاں کے مخدوش و نامساعد حالات کی وجہ سے خلیفۃ المسیح وہاں کا سفر نہیں کر سکتے۔

فجی مشرق بعید میں واقع ہے اور دنیا کا مشرقی کنارہ سمجھا جاتا ہے۔ یہاں کے ایسے احمدی احباب جن کو خلیفۃ المسیح کی ملاقات زندگی میں کبھی نصیب ہی نہ ہوئی تھی ایک بے رونق وجود کی طرح تھے۔ مَیں اکثر دعا کرتا کہ یا اللہ خلافت کے بادل اس زمین پر بھی برسا اور اس کو بھی شاداب کرتا کہ ان کو بھی خلافت کا عرفان عطا ہو اور اس سے اُنس اور محبت ہو جائے۔ ستمبر 1983ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی فجی میں تشریف آوری سے اس جماعت کی کایا ہی پلٹ گئی۔ مَیں نے بڑے سخت دل لوگوں کو حضورؒ کے آگے اس طرح روتے دیکھا جیسے ایک بچہ اپنی ماں کے آگے روتا ہے۔ وہ لوگ جو ہمیشہ حکم چلانے اور مطالبات منوانے کے عادی تھے حضورؒ کے آگے سر جھکائے حکم کے منتظر دیکھے۔ لاہوری جماعت کے کئی سرکردہ پتھر دل لوگ ایک رات میں موم ہو کر جماعت مبایعین میں شامل ہوگئے۔ اس طرح احمدی علماء کی وہ کوششیں جو بیس سالوں میں پھل نہ دے سکیں وہ حضرت خلیفۃ المسیح کی چند لمحوں کی ملاقات اور گفتگو سے بار آور ہو گئیں۔ یہ غیر مبایعین نہ صرف جماعت میں شامل ہوگئے بلکہ جماعت کے بہت مخلص کام کرنے والے سلطان نصیر بن گئے۔

ایک طرف جہاں احمدی احباب اپنے امام کی راہ ہموار کرنے کے لئے بچھے جاتے تھے وہاں مخالفین مشکلات پیدا کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ فجی میں نامور سیاسی طاقتیں پہاڑ بن کر کھڑی ہو گئیں۔ ان کا ارادہ تھا کہ حضور رحمہ اللہ کی پبلک میں تقاریر کو بند کروایا جائے یا پھر تقریر کے دوران ہلڑ بازی کروائی جائے۔ جیسے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ہوائی جہاز سے قدم باہر رکھا مخالفین کے سب منصوبے ایک ایک کر کے ٹوٹنے لگے۔ ایئرپورٹ پر وی آئی پی لاؤنج میں حضور کے اعزاز میں پریس کانفرنس باوجود انتہائی مخالفت کے کامیابی کے ساتھ ہوئی۔ فجی کے چیف جسٹس، جن کو وہاں بٹھا دیا گیا تھا، نے خود حضور رحمہ اللہ کو اندر آنے کی دعوت دی اور پوری پریس کانفرنس کے دوران خود کھڑے رہ کر حضورؒ کی پریس کانفرنس میں حصہ لیا۔ اسی طرح ناندی ٹاؤن سینٹر اور صووا یونیورسٹی جیسے پبلک مقامات پر تقاریر کو روکنے کا جو گورنمنٹ آرڈر جاری کروایا گیا تھا وہ بھی ختم ہو گیا اور حضور رحمہ اللہ کے دونوں لیکچر بڑی کامیابی سے ہوئے۔ مخالفین جو شرارت کی غرض سے وہاں اکٹھے ہوئے تھے حضور کے جلال کے سامنے نہ رک سکے۔ جیسے ہی حضورؒ نے تلاوت شروع کی مخالفین شیطان کی طرح یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ جو شخص اتنی اچھی تلاوت کرتا ہے وہ تو ہمارے چھکے چھڑا دے گا۔

ان دور دراز علاقوں میں کسی خلیفۃ المسیح کا یہ پہلا دورہ تھا۔ یہ چند دنوں کا دورہ وہ کام کر گیا جو کئی سالوں کی تبلیغ اور تربیت سے بھی بالا تھا۔ مخالفین کی ناکامی اور جماعت کا بڑھتا ہوا اخلاص میرے لئے بہت ایمان افروز تھا۔ دل خدا تعالیٰ کی حمد سے بھر گیا۔ فجی کے احباب میں اپنے خلیفہ اور نظام خلافت کے لیے بیحد محبت پیدا ہو گئی۔ ہر چھوٹا بڑا حضورؒ کی محبت اور اپنائیت کے قصّے سناتا نظر آتا تھا۔

خلفاء کے دوروں کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ علاقے کی ضروریات کو دیکھ کر تائید الٰہی کے تحت ان ممالک میں اشاعت و تمکنت اسلام کے لئے خصوصی سکیمیں بناتے ہیں اور مناسب لوگوں کو اس کے لئے تحریک فرماتے ہیں۔ چنانچہ آپؒ نے اس ملک اور اردگرد کے جزائر کی ضروریات کو دیکھتے ہوئے ایک تبلیغی سکیم بھی جاری کی۔ آپؒ نے فرمایا کہ مجھے ایسے احباب کی ضرورت ہے جو اپنے خرچ پر قریبی جزائر میں تبلیغ کے لئے یا تو خود جائیں یا پھر کسی کو بھیجیں۔ خاکسار نے آپؒ کی اس تحریک پر لبّیک کہا اور خود کو وقف کے لئے پیش کر دیا۔ حضورؒ کے حکم سے خاکسار ایک آنریری واقف کے طور پر 1984ء میں ساموا (Samoa) چلا گیا۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اس تحریک کے تحت خلفاء کی خصوصی توجہ اور راہنمائی سے بحرالکاہل کے کافی جزائر میں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے۔

خاکسار نے 1987ء میں حضورؒ کی اجازت اور راہنمائی سے نیوزی لینڈ میں جماعت کا قیام کیا۔ حضورؒ کی نیوزی لینڈ کے مقامی ماؤری (Maori) لوگوں میں خاص دلچسپی تھی۔ چنانچہ جب آپ نے 1989ء میں دوسری بار مشرق بعید کا دورہ کرنے کا ارادہ کیا تو نیوزی لینڈ کو بھی اپنے دورہ میں شامل کر لیا حالانکہ اس وقت نیوزی لینڈ میں مرد و زن ملا کر تیس سے بھی کم احمدی تھے۔ حضور رحمہ اللہ کا اس وقت کا دورہ الٰہی منشاء معلوم ہوتا ہے۔ حضورؒ کی ماؤری چیفوں سے ملاقات، ان کو لندن جلسہ پر آنے کی دعوت اور پھر ماؤری زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ وغیرہ ایسے فیصلے تھے جن کا عام فہم انسان کو کوئی فائدہ نظر نہیں آتا تھا کیونکہ ماؤری زبان اس وقت خود ماؤریوں کے اپنے خیال کے مطابق مردہ ہو چکی تھی اور شاذ ہی کوئی ماؤری اسے اچھی طرح بول پاتا تھا۔ لیکن آج جب ہم حضورؒ کی دور اندیشی اور منشاء الٰہی کے تحت کئے گئے فیصلوں پر نظر کرتے ہیں تو کس قدر صحیح پاتے ہیں۔ ماؤری زبان آج سکولوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ قرآن کریم کے ترجمہ سے ماؤری قوم جماعت احمدیہ کے ممنون احسان ہے اور وہ جماعت کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اسی عزت اور قدر کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے نیوزی لینڈ کے 2013ء کے دورہ میں ماؤری بادشاہ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنے مارائے میں دعوت دی اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک کسی ملک کے راہنما کی طرح استقبال کیا اور جماعت کے اس احسان کا شکریہ ادا کیا جو جماعت احمدیہ نے ماؤری زبان کی قدر کر کے ماؤری قوم پر کیا ہے۔

اس کے علاوہ خلیفۃ المسیح نے نیوزی لینڈ جماعت کو گویا اس کی پیدائش کے ساتھ ہی پہلے دورہ میں صحیح راستہ پر گامزن کر دیا۔ آپ کی ذاتی توجہ اور راہنمائی سے اس جماعت نے بہت جلد انٹرنیشنل شہرت حاصل کر لی اور بڑی جماعتوں کے شانہ بشانہ دوڑنا شروع کر دیا۔

خلیفہ کے وجود کی قدر اور اس کے دیدار کی پیاس مرکز سے دُور رہنے والے احمدیوں میں جس طرح نظر آتی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے اپنی ماؤں کو چھوڑ کر خلیفہ کی طرف یوں بھاگتے ہیں جیسے ان کی اصل ماں خلیفہ ہی ہے۔ یہی حال ماؤں کا ہوتا ہے کہ وہ بچوں سے بے خبر حضور کے دیدار کے لئے لپکتی ہیں۔ چاہے یہ لوگ افریقہ کے ہوں یا دنیا کے کسی اور ملک کے، خلیفہ کی جھلک پاتے ہی وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر پوری توجہ سے اس وجود میں سما جاتے ہیں۔ مجال ہے کہ کسی قیمت پر بھی وہ اپنی نظر اس مبارک وجود سے ہٹانے کے لئے مان جائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نیوزی لینڈ کے حالیہ دورہ میں حضور کے استقبال کے لئے بڑے چھوٹے سب قطاروں میں منتظر تھے کہ اچانک بارش آ گئی۔ مَیں نے دیکھا کہ چھوٹی چھوٹی ناصرات اپنی جگہ پر اس طرح جمی رہیں جیسے وہ مجسّمے ہوں اور ان پر بارش کا کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا۔ یہ بارش بھی شاید ایک ہلکی سی آزمائش تھی کیونکہ جیسے ہی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے بارش رک گئی۔

ایک اور نظارہ جو خلافت کے وجود سے تعلق رکھتا ہے اور دیکھنے میں آیا وہ یہ کہ بڑے احباب کی آنکھوں میں اکثر ایسے اوقات میں جذبات کے باعث آنسو آ ہی جاتے ہیں لیکن جب پانچ چھ سال کی بچیوں کی آنکھوں میں بھی آنسوؤں کی جھڑی لگ جائے تو ایسا محبت کا رشتہ ناقابل بیان ہو جاتا ہے۔ ایک باڈی گارڈ کی نظر جب اس روتی ہوئی بچی پر پڑی اور اس نے استفسار کیا تو بچی کہنے لگی کہ میں نے حضور کو پہلی بار دیکھا ہے۔ کیا ایسے نظارے دنیا میں کہیں اور نظر آ سکتے ہیں۔ یہی وہ حبل اللہ ہے جس سے احمدی چمٹے ہوئے ہیں اور کسی قیمت پر بھی علیحدہ نہیں ہونا چاہتے۔ خلیفہ کے افراد جماعت کی طرف اٹھے ہوئے اور ملتے ہوئے ہاتھ دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے وہ پوری جماعت کو اپنے اندر سمیٹ لینے کے لئے بیتابی سے بڑھ رہے ہوں۔ جس طرف بھی خلیفۃ المسیح بڑھتے ہیں احمدی، چھوٹے بڑے، ایک لہر کی طرح اس طرف دوڑ پڑتے ہیں۔

اس مبارک وجود سے غیر بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ وہ لوگ جو کسی کے لئے اٹھنا پسند نہیں کرتے وہ بھی حضور کو دیکھتے ہی بے اختیار اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسے مشاہدات آجکل ہم اکثر ایم ٹی اے پر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر Capitol Hill یا پھر یورپی یونین پارلیمنٹ ہاؤس میں بڑی بڑی ہستیوں کا حضور ایدہ اللہ کے احترام کے لئے اٹھنا۔ مختلف غیر مسلم لوگ حضور ایدہ اللہ سے ملنے کے بعد اپنے احساسات کا ذکر ہمیشہ انتہائی عزت سے کرتے ہیں۔

مَیں ایک ایمان افروز واقعہ بیان کرتا ہوں۔ 1989ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نیوزی لینڈ تشریف لائے تو ان کا ایئرپورٹ پر استقبال موری چیف مورس ولسن نے کیا (اس نے جلسہ سالانہ یوکے 1989ء میں تقریر کی تھی)۔ اس نے بعد میں مجھے بتایا کہ جب ہم نے حضورؒ کو دیکھا تو ہمارے پورے استقبالیہ گروپ کو ایسا لگا جیسے ہمارے اندر کوئی چیز داخل ہوئی ہے اور ہمیں ایسا لگا جیسے حضور ہمارے بھی اعلیٰ چیف ہیں اور ہم نے ان کا اسی طرح احترام کیا۔ استقبال کے بعد ہم سب نے جب اس حیرت انگیز واقعہ کا آپس میں ذکر کیا تو سب نے ہی حضور کی روحانی شخصیت کا اعتراف کیا کہ ہر ایک کے دل میں وہ گھر کر گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے دوروں میں ہم دیکھتے ہیں کہ غیر مسلم اعلیٰ شخصیات حضور ایدہ اللہ سے ملنے کے بعد آپ کی شخصیت سے کافی مرعوب نظر آتی ہیں۔ حضور کے ماؤری استقبال کے وقت خاکسار نے چند ماؤری افراد سے حضور کی شخصیت کے بارہ میں پوچھا تو ان کا یہ کہنا تھا کہ حضور میں ایک خاص کشش ہے۔ جہاں ایک طرف وہ معصوم سے نظر آتے ہیں وہاں ان میں ایک جلال بھی جھلکتا ہے جو دیکھنے والے کو مرعوب کرتا ہے اور آپ کی شخصیت ایک قابل راہنما کی معلوم ہوتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دور شروع ہوتے ہی جماعت احمدیہ نے ہر قسم کے میڈیا میں غیر معمولی ترقی کی ہے۔ حضور ایدہ اللہ کی امن کے قیام اور جنگ کی روک تھام کے سلسلہ میں حالیہ تحریک میں نہ صرف پرنٹ میڈیا نے دلچسپی لی ہے بلکہ visual media یعنی ٹی وی وغیرہ نے بھی غیر معمولی دلچسپی لے کر حضور کے پیغام کو دنیا بھر میں پہنچایا ہے۔ اس سے حضور ایدہ اللہ کے عالمی دوروں سے مختلف ممالک کے میڈیا کے ذریعہ سے جہاں ایک طرف جماعت احمدیہ پُر امن جماعت کے طور پر دیکھی جانے لگی ہے تو دوسری طرف جماعت کا تبلیغی پیغام عام آدمی تک کثرت سے پہنچا ہے۔

حضور ایدہ اللہ کے پچھلے چند سالوں کے دوروں کو ہی لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہر حکومت اور ہر سیاسی لیڈر آپ کے مشوروں اور نصائح کو بہت اہمیت دیتا ہے اور مستقبل کے سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ سے مشورہ مانگا جانے لگا ہے۔ یہ خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے کثرت سے غیر ملکی دوروں کی برکت ہے کہ ایک طرف عوام حضور ایدہ اللہ کا محبت اور احترام سے استقبال کرتے ہیں تو دوسری طرف حکومتیں اپنی پارلیمنٹ میں حضور ایدہ اللہ کو لیکچر کے لیے مدعو کرتی ہیں۔ اکثر بڑے سیاسی اور غیر سیاسی افراد حضور ایدہ اللہ کے لیکچر کو سننے کے بعد یک زبان یہی کہتے سنے جاتے ہیں کہ حضور ایدہ اللہ کا پیغام ان کے دل کی آواز ہے اور ہر لفظ دل و دماغ میں گھر کر جاتا ہے۔ یہ دلی محبت اور تڑپ سے دیا ہو پیغام یقیناً دنیا میں تبدیلی لائے گا۔ انشاء اللہ۔

خلفاء سلسلہ کے دورے غیر معمولی اہمیت کے حامل

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

کونگو کنشاسا کے مشرقی صوبہ Maniema کے پہلے جلسہ سالانہ کا کامیاب اور بابرکت انعقاد

نہایت مشکل اور دشوار راستوں سے گزر کر مسیح پاک علیہ السلام کے پروانوں کی جلسہ میں شرکت۔ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے ایمان افروز مناظر۔ ریڈیو واخبارات کے ذریعہ وسیع پیمانے پر اسلام احمدیت کے پیغام کی تشہیر

(رپورٹ: نعیم احمد باجوہ۔ امیر جماعت احمدیہ کونگو، کنشاسا)

صوبہ Maniema (مانی ایما) کونگو کے دارالحکومت کنشاسا سے مشرق کی طرف کم وبیش دو ہزار کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس صوبے کا رقبہ 13252 مربع کلومیٹر ہے۔ سرکاری زبان فرنچ کے ساتھ یہاں عام طور پر سواحیلی زبان ہی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ یہ علاقہ عرب مسلمانوں اور غلاموں کی تجارت کی وجہ سے بھی مشہور ہے۔ اس کی تحصیل Kasongo کے علاقے میں مقامی مسلمان بڑی تعداد میں ہیں۔ کونگو کے کسی اور ریجن میں مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد کہیں اور نہیں ہے۔ کونگو میں اسلام کا ابتدائی سنٹر Kasongo کو ہی کہا جاتا ہے۔

اس علاقے میں احمدیت کا آغاز

اس علاقے کے لوگوں کا تجارت کی غرض سے کینیا اور تنزانیہ جانے اور اسی طرح کینیا اور تنزانیہ سے آنے والے اخبارات و رسائل کے ذریعہ احمدیت کا پیغام 1945ء اور 1950ء کے عرصے میں اس علاقے میں پہنچ گیا تھا۔ تاہم اس میں 1970ء اور 1980ء کی دہائی میں تیزی آئی۔ خاص طور پر جب اسی علاقے کے ایک گاؤں Karomo کے ایک فرد مکرم حسن MWINYI SEFU صاحب نے احمدیت قبول کی۔ یہ صاحب پہلے جماعت کے مخالف تھے لیکن جب احمدیت میں داخل ہوئے تو پھر بہت قربانی کر کے جماعت کا پیغام پھیلایا۔

اس علاقے کے بعض گاؤں کا ایک دورہ 2005ء میں ہوا تھا۔ لیکن بعد میں پھر رابطہ منقطع ہو گیا۔ 2010ء میں سیکرٹری اشاعت اور 2011ء میں نائب امیر صاحب کے ذریعہ اس علاقے کے بعض حصوں کا دورہ کروایا گیا۔ بعد ازاں 2012ء میں اور پھر جنوری 2013ء میں مکرم ایدی بخاری صاحب لوکل معلم کو اس علاقے میں بھجوایا گیا۔ ان کے دورے سے راستے کھلے۔ جون 2013ء میں عاجز نے اس علاقے کا دورہ کیا۔ اور ان علاقوں میں جانے کا موقع ملا جہاں اس سے قبل کوئی مرکزی مبلغ نہیں پہنچا تھا۔ دورے کے بعد گزشتہ سال اس علاقے میں دو ہزار بیعتیں ہوئیں۔ اور کل دس جماعتیں قائم ہو گئیں۔ الحمدللہ۔ گزشتہ سال ہی اگلے دورے کے ساتھ پہلے جلسہ سالانہ کا پروگرام بھی دے دیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے حسب پروگرام امسال 14 جون تا 26 جون 2014ء اس علاقے کے دورہ پر جانے کی توفیق عطا ہوئی اور علاقہ کا پہلا جلسہ بھی منعقد ہوا۔

14 جون 2014ء کو صوبائی دارالحکومت KINDU پہنچا۔ گزشتہ سال تک KINDU شہر میں احمدیوں کو تلاش کرنا ایک کام تھا۔ الحمدللہ اب اس شہر میں جماعت مضبوط ہو رہی ہے۔ جوش و جذبہ بڑھ رہا ہے۔ اس بار بہتر انتظامات کے ساتھ KINDU شہر کے احمدی احباب ائیرپورٹ پر آئے تھے۔ ائیرپورٹ امیگریشن ڈائریکٹر نے خود ساری کارروائی کروائی۔ ائیرپورٹ پر RTNC نیشنل ٹی وی اور ریڈیو کی ٹیم پہنچی ہوئی تھی انہوں نے انٹرویو لیا۔ یہ انٹرویو اسی روز نیشنل ٹی وی کی لوکل برانچ نے خبروں میں نشر کیا۔ KINDU شہر دریائے کونگو پر واقع ہے۔ دریا کے دونوں اطراف آبادی ہے۔ تاہم دورے پر جانے کے لئے ہمیں گاڑی سمیت دریا Ship کے ذریعہ عبور کرنا تھا۔ لیکن Ship کے خراب ہونے کی وجہ سے تین دن انتظار کرنا پڑا۔ چوتھے دن بھی جب Ship نے کام نہیں کیا تو گاڑی کو دریا عبور کرانے کے لئے چھوٹی کشتیوں کو آپس میں باندھ کر اور ان کے اوپر لکڑی کے تختے رکھ کر گاڑی کو دریا کے دوسری طرف لے گئے۔ پھر ایک لمبا سفر شروع ہوا۔

300 صد کلومیٹر کا سفر 28 گھنٹوں میں

کندو شہر سے جلسہ کے مقام WAMAZA تک کا سفر تین صد کلومیٹر ہے۔ یہ راستہ کچا ہے۔ تیس کے قریب چھوٹے

بڑے پل ہیں۔ یہ پل دریاؤں ندی نالوں اور چشموں کی گزرگاہوں پر ہیں۔ اکثر پل مقامی طور پر رکھی گئی لکڑیوں کو استعمال کر کے بنائے گئے ہیں۔ ان پلوں پر سے گاڑی گزارنا خاص مہارت چاہتا ہے۔ کئی دفعہ گاڑی الٹنے کا خدشہ پیدا ہوا۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ اکثر ایسے مشکل مقامات سے تمام مسافروں کو گاڑی سے اتار کر آگے گزارا جاتا ہے۔

اس سفر کے لئے کندو شہر سے گاڑی کرائے پر لی گئی تھی۔ دریا عبور کر کے جب سفر شروع کرنا تھا تو ڈرائیور نے جانے سے صاف انکار کر دیا۔ وجہ یہ معلوم ہوئی کہ مالک نے ہم سے تو رقم لے لی تھی لیکن ڈرائیور کو کچھ نہیں دیا تھا۔ لہٰذا وہ جانے سے انکاری ہے۔ مالک کو فون کرنا شروع کیا لیکن رابطہ ندارد۔ چنانچہ حل یہ نکالا کہ ہم ایک رقم ڈرائیور کو دے کر راضی کریں تاکہ وہ سفر کے لئے تیار ہو اور واپس آ کر مالک سے حساب کر لیں گے۔ لیکن واپسی پر مالک نے اس کی اجازت کے بغیر ڈرائیور کو دی جانے والی رقم منہا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

KINDU شہر سے دریا عبور کر کے تمام کارروائی کرتے شام ہو گئی اور شام ساڑھے چار بجے سفر شروع ہوا۔ ابھی چالیس کلومیٹر ہی گئے تھے کہ گاڑی کا انجن گرم ہو گیا۔ پانی وغیرہ ڈالا اور چل پڑے لیکن اب تو گاڑی نے عادت ہی پکڑ لی اور تھوڑی دیر بعد پھر وہی مسئلہ سامنے تھا۔ گاڑی کو گرم ہونے سے بچانے کے لئے جو بھی حیلہ کیا جا سکتا تھا وہ بروئے کار لائے لیکن بے سود۔ اب اگلا سارا سفر ہم نے ایسے ہی طے کرنا تھا۔ چنانچہ ہر پانچ کلومیٹر کے بعد گاڑی میں پانی ڈالتے اسے ٹھنڈا کرتے اور آگے چلتے۔ یہ سلسلہ سارے سفر کے دوران میں جاری رہا۔ چنانچہ آنے جانے کا ساڑھے چھ سو کلومیٹر کا فاصلہ اسی طرح طے ہوا۔ ہر چشمہ، ندی نالے اور دریا سے پانی بھرتے رہے۔

WAMAZA

صوبائی دارالحکومت KINDU سے تین صد کلومیٹر دور اس قصبہ تک پہنچنے کے لئے ہمیں اٹھائیس گھنٹے لگے۔ اسی جگہ جلسہ کا پروگرام تھا۔ جب ہم اس قصبہ میں پہنچے تو گویا سارا قصبہ ہی اُمڈ آیا تھا۔ تین میگا فون پر نعرہ ہائے تکبیر اور لاالہ الا اللہ کی صداؤں نے پورے ماحول کو اپنے سحر میں لے لیا۔ لوگوں کا جذبہ دیدنی تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے۔ جس جگہ وفد کے استقبال کا انتظام کیا گیا تھا وہ چھوٹی پڑ گئی۔ چنانچہ باہر کھلی جگہ پر کھڑے ہو کر لوگوں سے مخاطب ہوئے۔ اس موقع پر مختصر تقریب ہوئی۔

پہلا جلسہ سالانہ صوبہ مانی ایما (MANIEMA)

جمعۃ المبارک 20 جون 2014ء

دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر اور درس کے بعد جلسہ کے منتظمین کو ہدایات دیں۔ ان کے لئے ہر بات ہی نئی تھی۔ تاہم کوشش کی گئی کہ جتنی بات ان کو سمجھ آجائے اس کے مطابق بہتر طور پر کام سرانجام دینے کی کوشش کریں۔ بعد ازاں دعا سے اس تقریب کا اختتام ہوا۔

یہاں جماعت نے گاؤں کے چیف سے جماعت کے لئے ساٹھ ہزار مربع میٹر رقبہ حاصل کیا ہے اور اس کی قیمت مقامی احمدیوں نے خود ادا کی ہے۔ اس رقبہ پر پختہ

مسجد تعمیر کے مراحل میں ہے۔ اسی رقبہ پر جلسہ منعقد ہونا تھا۔ جلسہ گاہ کھلی جگہ پر مقامی طور پر چھپر ڈال کر بنائی گئی تھی۔ جلسہ گاہ میں انتظامات کا جائزہ لیا۔ اینٹوں سے سٹیج تیار کیا گیا۔ لوائے احمدیت لہرانے کی جگہ عمدہ طور پر تیار کی گئی تھی۔

آج جماعت کی تاریخ میں پہلی دفعہ اس علاقے میں لوائے احمدیت لہرایا جانا تھا۔ یہاں کے احمدیوں نے اس سے قبل کبھی لوائے احمدیت دیکھا بھی نہ تھا۔ اس وقت لوگوں کا جوش وجذبہ اور ولولہ غیر معمولی تھا۔ ایک بجے دوپہر نعرہ ہائے تکبیر اور دعاؤں کے ساتھ لوائے احمدیت لہرایا گیا۔ لوائے احمدیت عاجز (نعیم احمد باجوہ۔ امیر جماعت کونگو) نے لہرایا جبکہ کونگو کا قومی پرچم صوبائی مشنری مکرم ایدی بخاری صاحب نے لہرایا۔ عاجز نے دعا کروائی۔

بعد ازاں نماز جمعہ ادا کی گئی۔ خطبہ جمعہ میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مہمانوں اور میزبانوں کے حقوق و فرائض کے واقعات بیان کئے۔ اور جلسہ پر آنے والے مہمانوں کا ہر طرح سے خیال رکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔

جلسہ کا پہلا سیشن

تین بجے سہ پہر جلسہ کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم EMEDI Hassani Saidi صاحب صدر جماعت LIBUTU نے کی اور سواحیلی ترجمہ پیش کیا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے قصیدہ کے چند اشعار مکرم مصطفیٰ محمود صاحب لوکل مبلغ نے پیش کئے۔ گاؤں کے چیف نے اس موقع پر استقبالی کلمات کہے اور اس کے گاؤں میں جلسہ کے انعقاد پر جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں عاجز نے افتتاحی تقریر کی اور دعا کروائی۔

افتتاحی تقریر میں عاجز نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی آمد کا مقصد، دنیا میں جماعت کے ذریعہ ہونے والی تبدیلیاں اور روشن مستقبل کے حوالے سے حالات و واقعات احباب کے سامنے رکھے۔ سواحیلی زبان میں تقریر کا ترجمہ کیا گیا۔ افتتاحی تقریر کے بعد مندرجہ ذیل تقاریر ہوئیں۔

(1) آمد حضرت مسیح موعودؑ از روئے قرآن وحدیث (از مکرم ایدی بخاری صاحب)

(2) مالی قربانی کی اہمیت (از مکرم اسماعیل KAIKO صاحب لوکل معلم)

نومبائعین کے تاثرات:

بعض احمدیوں کو جماعت کے بارے میں اپنے تاثرات پیش کرنے کا موقع دیا گیا:

❁ **مکرم عثمان بن امان نے اپنا بیان یوں دیا:** ”میں ایک ہٹ دھرم اور متکبر انسان تھا۔ اپنی من مرضی کرتا اور کسی کی نہ سنتا تھا۔ گو مسلمان تھا لیکن قرآنی احکامات کو تحقیر کی نظر سے دیکھتا۔ اپنے علاقے میں چور اور ڈاکو کے نام سے جانا جاتا۔ ایک ماہ باہر نہ گزرتا کہ میں پھر جیل پہنچ جاتا۔ جب احمدیت کا پیغام ملا تو قبول کرنے کی توفیق ملی۔ احمدی ہو کر قرآن کی تفسیر سمجھ آئی۔ تمام برے کام چھوٹ گئے۔ جن غلط فہمیوں کی وجہ سے قرآنی احکامات کی تحقیر کرتا تھا وہ دور ہوئیں۔“

الحمدللہ آج یہی عثمان صاحب کئی گاؤں میں اسلام کا پیغام دینے کا باعث بن رہے ہیں۔ آج ان کی زبان پر درود و سلام اور تسبیحات جاری ہیں۔

❁ **یحیٰ بن راشدی صاحب نے کہا:** ”میں مسلمان تھا۔ لیکن قرآن کریم نہ جانتا تھا۔ نیروبی سے آنے والے اخبار کے ذریعہ جماعت کا پیغام ملا۔ بعد ازاں نیروبی کا سفر اختیار کیا۔ احمدیت کا مطالعہ کیا قرآن پڑھا۔ قرآن مجید کے سواحیلی ترجمہ نے کایا پلٹ دی۔ احمدیت کی بدولت خدا تعالیٰ کے بہت احسانات دیکھے۔ ایک کا تذکرہ کرتا ہوں۔ میری بیوی حاملہ تھی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور اس کا نام مرزا غلام احمد ہے۔ جب پیدائش ہوئی تو واقعی لڑکا پیدا ہوا تھا۔ چنانچہ میں

نے اس کا نام مرزا غلام احمد رکھا۔لیکن پیدائش کے بعد زچہ کے پیٹ سے گندگی پوری طرح نہ نکلی اور خطرہ پیدا ہوگیا کہ کہیں جان لیوا ثابت نہ ہو۔ چنانچہ میں مسجد گیا اور جا کر دعا کرنا شروع کی۔ سجدہ میں ہی تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو دیکھا۔ آپؑ نے فرمایا گھر جا کر اپنی بیوی کو ہاتھ لگا ؤ ساری گندگی نکل جائے گی۔ چنانچہ میں گھر آیا اور آ کر بیوی کے سر پر ہاتھ رکھا۔اسی وقت زچگی کی ساری گندگی فوراً نکل گئی۔اب وہ لڑکا نوجوان اور صحتمند ہے۔''

❁......**رمضان رجب نے بتایا:** ''میں سنّی مسلمان تھا۔ 1998ء میں احمدی ہوا۔آج میں اپنی بیوی اور چھوٹے بچے کے ساتھ تین صد کلومیٹر کا سفر طے کر کے جلسہ میں شرکت کے لئے آیا ہوں۔ جلسہ میں شامل ہوکر میرے ایمان کو تقویت ملی ہے۔سفر کی تکان بھول گئی ہے۔لگتا ہے گویا میں آج احمدی ہوا ہوں۔''

گاؤں کے چیف کے تأثرات

''میں جماعت کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو کچھ میں نے جلسہ میں سنا اور دیکھا ہے اس سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ آج احمدیت کے بارے میں حقیقی علم ہوا ہے۔ میں خوش ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے جماعت کو زمین دینے کا موقع عطا کیا۔آج اسی زمین پر جماعت کا جلسہ ہو رہا ہے اور امیر جماعت بھی موجود ہیں۔ میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔اللہ آپ کی مدد کرے۔''

جلسہ کے اگلے روز چیف صاحب نے جماعت کی زمین کے متعلق ایک تحریر پھر لکھ کر دی اور اپنے پہلے فیصلہ کی توثیق کی۔ ان کی طرف سے ایسا کرنا گویا اس بات کا اظہار تھا کہ جماعت کے جلسہ میں شرکت کرنے اور سب دیکھنے کے بعد وہ پھر اس بات کی تصدیق اور توثیق کرتے ہیں کہ یہ زمین اچھے اور ذمہ دار لوگوں کو دی گئی ہے۔

مجلس سوال و جواب

پہلے روز کے اختتام سے قبل مجلس سوال و جواب کا انعقاد کیا گیا۔ غیر از جماعت مہمانوں اور احمدی احباب نے اس میں حصہ لیا۔

ہفتہ 21 جون 2014ء

ہفتہ کے روز دوسرے اجلاس کی کارروائی مکرم ایدی بخاری صاحب کی زیر صدارت صبح ساڑھے دس بجے شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید مکرم مصطفیٰ محمود صاحب اور نظم مکرم رمضان ذکوان صاحب نے پیش کی۔ مندرجہ ذیل تقاریر سواحیلی زبان میں ہوئیں:

(1) سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ازمکرم Emedi Hassan صاحب)
(2) برکات خلافت (ازمکرم AMISI Stock صاحب)
(3) محاسن قرآن (ازمکرم اسماعیل KAIKO صاحب)
(4) شرائط بیعت (ازمکرم عثمان صاحب)

نماز ظہر وعصر کے بعد سہ پہر دو بجے جلسہ کا آخری اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت خاکسار نے کی۔ تلاوت مکرم AMISI Stock صاحب نے کی۔نظم مکرم Hassani Saidi صاحب نے پیش کی۔ مندرجہ ذیل تقاریر ہوئیں:

(1) ہم مسلمان ہیں۔(ازمکرم موسیٰ AMISI صاحب)
(2) اسلام میں انسانی حقوق (ازمکرم اسماعیل Kaiko صاحب)
(3) صوبہ MANIEMA میں جماعت کا آغاز، تکالیف اور اظہار تشکر (ازمکرم یحییٰ راشدی صاحب)

عاجز نے جلسہ کے اختتام پر اسلام کی پر امن تعلیمات بیان کیں۔ اس موقع پر ایک مختصر مجلس سوال و جواب بھی منعقد ہوئی۔ دعا سے جلسہ کا اختتام ہوا۔ اختتامی اجلاس کے بعد حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

سٹی ناظم کا قومی پرچم دینے سے انکار

جلسہ پر لوائے احمدیت اور کونگو کا قومی پرچم لہرانے کا پروگرام تھا۔ مقامی جماعت نے سٹی ناظم سے قومی پرچم کے حصول کے لئے رابطہ کیا تو انہوں نے حامی بھر لی لیکن جب پرچم لینے گئے تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں بوڑھا ہوگیا ہوں ساری عمر میں آج تک میں نے سنا اور نہ دیکھا کہ کسی مذہبی جماعت نے اپنے کسی پروگرام میں قومی پرچم لہرایا ہو اس لئے میں آپ کو پرچم نہیں دوں گا۔ چنانچہ پرچم کا انتظام دوسرے ذرائع سے کر لیا گیا۔ جب جلسہ میں دونوں پرچم پورے ادب اور احترام کے ساتھ لہرائے گئے تو لوگوں نے اسے بہت پسند کیا۔ خدام نے مسلسل حفاظت کی ڈیوٹی دے کر اپنے ایمان اور حب الوطنی کا عملی ثبوت بھی دیا۔ لوگوں نے دیکھا اور برملا اس بات کا اظہار کیا کہ یہ لوگ اور یہ جماعت واقعی سنجیدہ ہے۔

جلسہ کے لئے پیدل سفر

اس جلسہ میں شمولیت کے لئے احباب نے دور و نزدیک سے پیدل سفر اختیار کیا۔ ان میں سے بعض ستّر اسّی کلومیٹر کا سفر پیدل طے کر کے آئے۔ ایک احمدی دوست چھ سو کلومیٹر دور سے آئے۔ انہوں نے تین صد کلومیٹر کشتی کے ذریعہ طے کیا جبکہ خشکی کا تین صد کلومیٹر ایک جاننے والے سے سائیکل ادھاری لے کر کیا۔ خشکی کا یہ تین صد کلومیٹر سفر اگر ہم نے گاڑی پر اٹھائیس گھنٹوں میں طے کیا تو ایک ٹوٹی سائیکل پر یہ سفر کتنا اذیتناک ہوگا اس کا تصور بھی انسان کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ اگر اس سائیکل کی حالت دیکھی جائے تو یقین کرنا مشکل ہے کہ کس طرح اس ٹوٹی پھوٹی سائیکل پر اتنا لمبا سفر اختیار کرنے کا کوئی ارادہ بھی باندھ سکتا ہے۔ لیکن سلام ہے ان باہمت لوگوں کو جو آج واقعی ہر مشکل عبور کر کے ہر تکلیف برداشت کر کے محض للہ سفر اختیار کرتے ہوئے اپنے ایمان و یقین کے بل بوتے پر ناممکن کو ممکن بنا رہے ہیں۔

قیام وطعام

اللہ کے فضل سے اس علاقے کی جماعت نے اپنے پہلے جلسہ سے ہی ایک خوبصورت آغاز کیا ہے۔ اور مہمانوں کے قیام اور طعام کا انتظام اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ باہر کی جماعتوں سے آنے والے مہمانوں کو ٹھہرانے کے لئے کوئی الگ جماعتی انتظام نہیں کرنا پڑا بلکہ Wamaza کے احمدیوں نے اپنے گھروں کے دروازے ان پر کھول دیئے اور اپنے گھروں میں مسیح پاک کے مہمانوں کو ٹھہرایا۔ عام طور پر جلسہ کے کھانے کے اخراجات نیشنل ہیڈ کوارٹرز برداشت کرتا ہے۔ تاہم اس علاقے کی جماعت کو گزشتہ سال تحریک کی گئی تھی کہ وہ جلسہ کے لئے کھانے کا انتظام خود کریں۔ چنانچہ جماعتوں نے جلسہ کے لئے راشن اکٹھا کیا۔ جلسہ کے موقع پر ایک ہی لنگر خانہ مرکزی انتظام کے تحت چلایا گیا۔ تاہم مرکز کو اس میں بہت تھوڑا خرچ کرنا پڑا۔ امید ہے اگلے سال مزید بہتری آئے گی اور یہ جماعت جلد اپنے جلسے کے لنگر کا خرچ اٹھانے کے قابل ہوجائے گی۔

جلسہ کے متعلق احمدیوں کے تأثرات:

جلسہ کے اگلے روز ایک اجلاس میں موجود احباب سے جلسہ کے متعلق تأثرات پوچھے گئے تو سب نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔ ان کی گفتگو کا بہت مختصر خلاصہ یہ ہے:

''جلسہ کی برکت سے ہمارے علم میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ ایمان نے ترقی کی ہے۔ اس طرح جلسہ ہوتا رہا تو انشاء اللہ جماعت بہت ترقی کر جائے گی۔ ہم میں سے بعض نے جلسہ کا سنا تھا لیکن کبھی جلسہ دیکھا نہ تھا۔ آج جلسہ کی برکات ہمارے گھروں تک آ گئی ہیں۔ ہم لوگ جماعت سے کٹے ہوئے تھے آج اکٹھے ہوگئے ہیں۔ آج ہماری نئی پیدائش ہوئی ہے۔ لوگ ہماری بے عزتی کرتے تھے۔ ہم سے تمسخر کرتے تھے۔ ہمیں حقیر جانتے اور جیلوں میں ڈالتے تھے لیکن آج ہماری عزت بڑھی ہے۔ آج جلسہ نے پورے علاقے کو امن کا پیغام دیا ہے۔ جماعت کا وقار بڑھا ہے۔ علاقے میں اسلام کو نئی پہچان ملی ہے۔ ہمیں وہ نور ملا جس سے دوسرے محروم ہیں۔ ہماری آپس کی محبت بڑھی ہے۔ جلسہ کی بدولت ہم ایک دوسرے کے قریب آ گئے ہیں۔ جو بات ہمارے آباؤ اجداد نے کبھی نہ دیکھی تھی آج ہم نے جلسہ کی صورت میں دیکھی ہے۔ لوگ ہمیں کہتے تھے تمہارا کوئی نگران اور وارث نہیں لیکن آج جلسے میں سب کو اکٹھے دیکھ کر مخالفین کے منہ بند ہوگئے ہیں۔ آج لوگوں نے دیکھ لیا کہ احمدی ایک خاندان کی طرح ہیں۔ ہماری بہت غلط فہمیاں دُور ہوئی ہیں۔ جلسہ نے ان قبائل کے لوگوں کو بھی اکٹھا کر دیا جو آپس میں مخالف تھے۔ اللہ ہماری خطائیں معاف فرمائے۔ آج امن کا جلسہ ہوا ہے۔

ایک بوڑھے آدمی نے کہا: میں آج جلسہ کی بدولت پہلی دفعہ اس قصبہ میں آیا ہوں۔ بہت نظم وضبط کے ساتھ جلسہ ہوا ہے۔ جہاں نظم وضبط ہوگا وہاں خدا ہوگا۔ ہمارا خیال تھا جلسہ نہیں ہو سکے گا کیونکہ ابھی ہم لوگ تھوڑے ہیں لیکن آپ نے کر دکھایا۔ ہمارے پاس آپ کو دینے کے لئے کچھ نہیں ہے ہم آپ کو اجر نہیں دے سکتے اللہ ہی آپ کو اس کی جزائے خیر دے''۔

غیروں کے تأثرات

ایک احمدی نوجوان نے بیان کیا: ''میرے ایک انکل یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں وہ جلسہ میں شامل تھے میں نے ان سے جلسہ کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے۔ ''چپ رہو۔ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں وہ میری سمجھ سے بالا ہے۔ اب کوئی جائے فرار نہیں''۔

دراصل ہمارا جلسہ اسلام کے خلاف پیدا کردہ اثر کو زائل کرنے والا اور لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے والا ہے۔ اس لئے مخالفین ششدر ہیں۔

ایک احمدی نے بیان کیا۔ میری والدہ نے جو سنّی مسلمان ہیں کہا: ''ہم تو حیات مسیح کا عقیدہ مان کر عیسائیوں کے ہم عقیدہ ہو گئے ہیں۔ تم احمدیوں نے حقیقت بیان کی ہے۔ میں بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں''۔

اس علاقے میں ایک شدید مخالف احمدیت جس کا نام KIZENGA ہے۔ اس نے جلسہ کے بعد اپنے قبیلہ کے ایک احمدی سے کہا۔ ''سچائی آپ لوگوں کے ساتھ ہے۔ اگر آپ نے دو تین بار اور جلسہ کر لیا تو میں آپ کے ساتھ آملوں گا۔ سرعام اور کھل کر آپ کے ساتھ کھڑا ہو جاؤں گا۔''

ایک احمدی نوجوان مسعود نے بیان کیا کہ جلسہ کے بعد وہ بازار میں ایک دکان پر کھڑا تھا۔ وہاں عیسائی اور سنّی مسلمان یوں بات کر رہے تھے۔

دکان کا مسلمان مالک: ''میں تو احمدیوں کے ساتھ متفق ہوں۔ اسلام کا دفاع کرنے والے آ گئے ہیں۔ اب تم عیسائیوں کے لئے کوئی راستہ نہیں رہا سوائے اس کے کہ مسلمان ہو جاؤ''۔

عیسائی گاہک دکان والے سے: ''اب تم سنّیوں کے لئے بھی کوئی چارہ نہیں رہا۔ اب تم بھی احمدی ہو جاؤ''۔

حاضری جلسہ

عام طور پر پہلا جلسہ ایک دن کا کیا جاتا ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور اس جماعت کے پرجوش احمدی احباب کی محنت سے پہلا جلسہ ہی دو دن کا منعقد ہوا ہے۔ انشاء اللہ یہ جلسہ مزید ترقیات کی منازل طے کرے گا۔ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کی حاضری ایک ہزار تیس افراد رہی۔

درود وسلام:

کندو سے وامازا تک تین سو کلومیٹر کا سارا راستہ لاؤڈ اسپیکر پر، جو گاڑی کے اوپر لگایا گیا تھا، لاالہ اِلّاالـلّٰہ، نعرہ ہائے تکبیر اور درود وسلام کا ورد کرتے ہوئے سفر کیا۔ اس طرح پورے علاقے میں جماعت کا نام اور پیغام پہنچا۔

اسپیکر صاحب صوبائی اسمبلی کا تعاون

اس دورے کے دوران صوبہ مانی ایما کے اسپیکر صوبائی اسمبلی آنریبل جناب KISHABONGO RADJABU KINDANDA کا بہت تعاون رہا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزا دے۔ انہوں نے بتایا کہ گزشتہ سال میرے دورے کے بعد سنّی مسلمانوں کا ایک وفد ان سے ملنے آیا اور جماعت کے خلاف باتیں کرنے کی کوشش کی۔ تاہم میں نے ان کو یہ کہہ کر اٹھا دیا کہ میں جماعت احمدیہ اور امیر جماعت کو بھی جانتا ہوں۔ وہ میرا بھائی ہے۔ خبردار اگر ان کے خلاف کوئی سازش یا کوشش کی۔

کندو سے wamaza جاتے ہوئے آنریبل اسپیکر اسمبلی صاحب کے علاقے میں ان کے ایک بھائی جو پیشہ کے لحاظ سے ڈاکٹر ہیں اور سرکاری ہسپتال میں میڈیکل آفیسر ہیں۔ ان کے ہاں ہم رات تین بجے پہنچے تھے۔ اسی وقت انہوں نے ہمارے وفد کے آرام کے لئے انتظام کر دیا۔ اگلے دن ان سے کسی نہیں کہا کہ سنا ہے کوئی غیر ملکی رات آپ کے گھر میں ٹھہرا ہے۔ وہ ہوٹل میں کیوں نہیں گیا۔ انہوں نے کہا: امیر جماعت کا یہاں آنا ایسے ہی سمجھ لو جیسے آنریبل اسپیکر اسمبلی خود آئے ہوں۔ یہ گھر امیر جماعت کا ہے۔ وہ یہاں آئیں گے تو ہوٹل کیوں جائیں گے۔ اپنے گھر میں ہی ٹھہریں گے نا۔

اس سفر میں مندرجہ ذیل جماعتوں کے دورے کی توفیق ملی:۔

KAROMO, ASONGO, Bena Mwaka, SENGA NGENDA, AMBA KIKA, KIPAKA, KINDU.

حسن MWINYI SEFU کی قبر پر دعا

حسن Mwinyi Sefu صاحب علاقے کے ایک بزرگ احمدی تھے۔ ان کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ آپ کی وفات 18 جولائی 2006ء کو ہوئی۔ ان کی قبر جماعتی رقبے پر KAROMO میں ہے۔ واپسی پر اس جماعت کا دورہ کیا اور ان کی قبر پر دعا کی۔

پریس انٹرویوز

دورے کے دوران میں چار مختلف اوقات میں پریس انٹرویوز ہوئے۔ ان انٹرویوز کا کل دورانیہ دو گھنٹے بیس منٹ تھا۔ اس میں ایک گھنٹہ کا انٹرویو صوبائی دارالحکومت KINDU میں نیشنل ریڈیو کی لوکل برانچ پر بھی تھا۔ جلسہ کا پروگرام بھی نشر کیا گیا۔ تمام چینلز پر ان انٹرویوز کو مجموعی طور پر پانچ گھنٹے کا وقت ملا جبکہ اتنا ہی وقت نشر مکرر کا تھا۔ اس طرح دس گھنٹے کا مجموعی وقت میڈیا نے دیا۔

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

خلافت

حرمت اسلام کی محافظ

(طارق حیات۔مربی سلسلہ احمدیہ)

1930ء کی دہائی کے اواخر کی بات ہے کہ امرتسر بھارت سے شائع ہونے والے ایک رسالہ ''ورتمان'' میں توہین آمیز مواد چھاپا گیا جس میں آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات کے متعلق بہت زیادہ بیہودہ گوئی سے کام لیا گیا۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسیح الثانی و مصلح موعود نے اس کا نوٹس لیا، یوں ایک لمبی کارروائی کے بعد ان گستاخوں کو ذلت اٹھانی پڑی جس کی تفاصیل تاریخ کا حصہ اور اس کا مطالعہ موجب ازدیاد ایمان ہے۔

اساسی حقائق

اس تمام کارروائی میں دو امور کھل کر سامنے آئے:

اول: رسالہ ورتمان کے ملزمان کے وکلاء نے عدالت عالیہ کے سامنے اعتراف کیا کہ اگر امام جماعت احمدیہ اس مضمون کا نوٹس نہ لیتے اور اپنے جوابی اشتہارات امرتسر نہ بھجواتے تو کسی کو بھی مسلم و غیر مسلم کو ورتمان پر اعتراض نہ ہوتا۔

دوم: اس طویل مقدمہ کے آخر پر جسٹس براڈوے اور جسٹس سکیمپ نے فیصلہ لکھا جس سے یہ نہایت افسوسناک بات سامنے آئی کہ ورتمان کے گستاخانہ مواد والے شمارہ کو مولوی ثناء اللہ امرتسری نے پڑھا حالانکہ وہ ایک نامی گرامی مولوی اور تائید اسلام کے زبردست مدعی تھے لیکن اپنے رسالہ ''اہل حدیث'' میں اس گستاخی پر اشارۃً یا صراحتاً کوئی تنقید نہ کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ (ملخص از اصحاب احمد، از ملک صلاح الدین صاحب ایم اے، جلد نمبر 11 صفحہ: 321و322 شائع کردہ مجلس انصار اللہ پاکستان)

قارئین کرام! یہ صرف 1927ء کا ایک واقعہ ہی نہیں بلکہ گزشتہ پونے دوسو سال کی تاریخ کا خلاصہ ہے۔ جس گھڑی مرزا غلام احمد قادیانی حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (1835ء تا 1908ء) نے خدا داد قوت گویائی کا استعمال کیا یا اپنا آہنی قلم تھاما، تب سے لے کر سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حالیہ درس القرآن فرمودہ 29 رمضان المبارک 1435 ہجری تک جس مخالف حق نے ذرا سی بھی جنبش کی تو اس کی اولین گرفت ان رجال فارس نے ہی کی ہے کیونکہ قسام ازلی و حقیقی کے پیارے نمائندہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اعلان عام ہو چکا ہے کہ تا بہ ابد یہ فریضہ اسی زمرۂ اخیار کا خاصہ ہے۔ جبکہ عالم اسلام کے دیگر تمام اصحاب منبر و جبہ پوش یا تو اپنی لاعلمی میں ہی کھوئے رہے یا اس آفاقی نور سے ازلی محرومی آڑے آئی جس کی مدد سے معاندین کے منہ بند کئے جا سکتے ہیں۔

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے منکرین اسلام کے منہ ہمیشہ کے لئے بند کرنے اور ان پر حجت قائم کرنے کے واسطے ایک لازوال کتاب تصنیف فرمائی اور اس کا نام رکھا ''البراہین الاحمدیہ علی حقیت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیۃ'' پس اساسی طور پر کتاب اللہ قرآن مجید اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سمیت تمام متعلقہ شاخوں کی حرمت کی مکمل حفاظت کا اعلان عام ہو گیا۔ الغرض حرمت اسلام کی مکمل حفاظت کی گئی اور عظمت اسلام کے منافی ہر کارروائی کا منہ توڑ فوری جواب دیا گیا۔ مسلم ممالک، مقامات مقدسہ، خلافت راشدہ، امہات المومنین، جہاد، وغیرہ کے حوالہ سے ہر وار کو جماعت احمدیہ نے خلافت احمدیہ کی نگرانی میں پہچانا، اس کو فوری طور پر روکا اور اس کے مستقل سدّ باب کے لئے کما حقہ کام کیا ہے۔ کتاب The Jewel of Madina ہو یا فلم ''فتنہ''، امریکہ کا پادری ٹیری جونز ہو یا ہالینڈ کا گیرٹ ولڈر، سب اٹھے اور دلائل سے زیر نگین کئے گئے جس پر گزشتہ ڈیڑھ سو سال کی تاریخ گواہ ہے۔ زیر نظر مضمون میں عہد خلافت خامسہ کا اسی پس منظر کے ساتھ ایک نہایت مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔

عالم اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے انتخاب خلافت خامسہ کے فوراً بعد جماعت احمدیہ عالمگیر کو فرمایا:

''پس آج ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں ہمارے اوپر بہت بڑھ کر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ اپنے اندر انقلابی تبدیلیاں پیدا کریں...... کیونکہ آج عالم اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری سب سے بڑھ کر جماعت احمدیہ پر ہے۔ ہمارے پاس کوئی طاقت تو نہیں، کوئی نمونہ حکومت کا نہیں، لیکن دعاؤں کے ذریعہ...... یہ سب مراحل انشاء اللہ طے ہوں گے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 مئی 2003ء)

اسلام کی حسین ترین شکل کی حفاظت کی خلافت احمدیہ کو اتنی فکر رہتی ہے کہ فرمایا:

''پس آج جماعت احمدیہ کا یہ کام ہے کہ ایک مہم کی صورت میں دنیا کے سامنے اسلام کی امن اور آشتی کی جو حسین اور خوبصورت تعلیم ہے وہ پیش کریں۔ اور دنیا کے سامنے کھولیں کہ اسلام تو انصاف اور امن کی تعلیم کا علمبردار ہے۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ، 20 جون 2003ء)

امام کے پیچھے

پھر آپ نے ہمیں بتایا کہ ''دشمن کا مقابلہ، مناظرہ، مباحثہ بے شک کرو مگر اپنے امام کی منشاء کے ماتحت''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11 جولائی 2003ء)

احمدی صف اوّل میں

پھر فرمایا:

''جماعت احمدیہ کی تاریخ ان باتوں سے بھری پڑی ہے کہ جب بھی عشق رسول کے اظہار اور غیرت دکھانے کا معاملہ آیا احمدی ہمیشہ صف اول میں رہا، اور انشاء اللہ ہمیشہ رہے گا۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ: 10 دسمبر 2004ء)

آپ نے ہمیں ہر خطرہ اور سازش سے بھی آگاہ کیا اور بدنامی کے مواقع کی بھی نشاندہی کی، مثلاً جولائی 2005ء میں فرمایا:

''اب یہاں کل ہی لندن میں جو مختلف ٹرینوں میں اور بسوں میں واقعہ ہوا ہے، جو ظلم اور بربریت کی ایک مثال قائم کی گئی ہے، کیا یہ اسلام کی تعلیم کے مطابق ہے؟ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والا شخص ایسی حرکت کر سکتا ہے۔ بہرحال یہ جس تنظیم یا جس گروہ نے بھی کیا اگر یہ مسلمان کہلانے والا گروہ ہے تو اس نے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔''

آپ نے فیٹر ویلڈن نامی ایک مصنف کے قرآن کریم پر اعتراضات کا تفصیلی رد فرمایا حالانکہ یہ مصنف کی باتیں کیرن آرم سٹرانگ کی کتاب میں بالواسطہ درج ہوئیں تھیں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 21 اکتوبر 2005ء)

جنونی گستاخ

سال 2006ء میں دو بڑے فتنے اٹھے اولاً ڈنمارک سمیت بعض یورپی ممالک کی اخبارات نے توہین آمیز اور گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کی اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو شدید اذیت دی۔ محافظ حرمت اسلام حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ نے 10 فروری اور 10 مارچ کے اپنے خطبات جمعہ اس موضوع پر وقف رکھے اور دنیا کو بتایا کہ ان اخبارات نے نہایت غلیظ کارٹون چھاپے ہیں، اس حوالہ سے بعض انصاف پسندوں کے تبصرے سنائے، بتایا کہ بعض مسلم لیڈران کے غلط رد عمل سے اسلام دشمنوں کو اسلام کو بدنام کرنے کا مزید موقع مل رہا ہے، احمدیوں کا رد عمل کی تفصیل بتائی اور سمجھایا کہ اسلام اور آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مخالفین کی سازشوں کا اصل دفاع تو مسیح موعود نے ہی کرنا ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ دنیا کے سامنے پیش کریں نیز جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ احمدی نوجوانوں کو زیادہ سے زیادہ صحافت کے شعبہ میں بھیجیں۔

فرمایا کہ جھنڈے جلانے اور توڑ پھوڑ کرنے سے آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم نہیں ہو سکتی بلکہ اپنے درد کو دعاؤں میں ڈھالیں اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود بھیجیں۔ دنیا کو خبردار کیا کہ آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر مبنی حرکات پر اصرار غضب الٰہی کو بھڑکانے کا موجب ہے۔

اپنے خطبات میں بتایا کہ ان حالات میں ایک احمدی کا رد عمل کیا ہونا چاہئے؟

فرمایا کہ اسلام کی شان و شوکت اور آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس کو مسیح و مہدی کی جماعت نے ہی قائم کرنا ہے۔ علی الاعلان بتایا کہ مغربی ممالک اور ان کے اخبارات کا دہرا معیار ہے۔ اور مسلمانوں پر کسمپرسی کی انتہائی خوفناک حالت طاری ہے اور مسلمانوں کے انتشار اور کمزوری کی اصل وجہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور مسیح و مہدی کا انکار ہے۔

اب فتوحات صرف اور صرف دعا سے ہی حاصل ہو سکتی ہیں۔ اور اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کی بحالی کے لئے ضروری ہے کہ مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہو کر کوشش کی جائے۔

حرمت اسلام کی حفاظت کی اسی یلغار کے دوران اس بہادر جرنیل کی رفتار کم کرنے کے لئے اخبار جنگ لندن نے بے پر کی اڑائی۔ اس کی جھوٹی خبر یہ تھی کہ گستاخانہ خاکوں کی اشاعت میں جماعت احمدیہ کا حصہ ہے۔ خلیفۃ المسلمین نے اس کا تعاقب کیا اور جھوٹی خبر پھیلانے والوں کیلئے کھلا اعلان کیا کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو۔

دنیا کو بتایا کہ کارٹونوں کے فتنہ کے خلاف جماعت احمدیہ کا رد عمل اور کوششیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی وجہ سے ہیں۔ جبکہ مسلمان حکومتوں کو مفاد پرست ملاں اور عناصر کی چال میں نہیں آنا چاہئے۔ اس بابت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کا خلاصہ کیا ہے اور مسلم ممالک کا موجودہ رد عمل کیسا ہے اور مسئلہ جہاد بالسیف کی حقیقت کیا ہے۔ نیز جماعت کے خلاف جھوٹی خبر بھی دراصل ایک سازش تھی۔

اور انہی مسلمانوں کے بعض گروہوں کے خلاف اسلام عمل ہی غیر مسلموں کو اسلام پر حملے کرنے میں ممد و معاون بنتے ہیں۔

سرمہ چشم پوپ

پھر اسی سال 2006ء میں رومن کیتھولک عیسائیوں کے نو منتخب پوپ جوزف ریٹزنگر یعنی بینی ڈکٹ سولہواں نے اپنی جنم بھومی جرمنی کا دورہ کیا اور ایک یونیورسٹی میں علمی لیکچر کے نام پر دروغ بے فروغ سے لتھڑی تقریر جھاڑ ڈالی جو حقائق سے سراسر منافی اور عقل و دانش کے حامل تمام علمی حلقوں کی نظر میں ناپسندیدہ ٹھہری۔ اس میں وہ تقریر میں اسلامی تعلیمات کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم اور آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بھی بہت کچھ کہہ گئے۔ ایسی باتیں کیں کہ جن سے قرآن کریم، دین اسلام اور بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں غلط تاثر پیدا ہوتا تھا۔ یوں پوپ صاحب مسلمانوں میں بھی تشویش پھیلانے کا باعث بنے اور اسلام کے خلاف ان کے دلی بغض کا بھی اظہار کیا۔

حقیقی خلیفۃ المسلمین نے اس ناواجب حملہ کا فوری نوٹس بھی لیا اور ایک لمبی سکیم بھی بتائی جس کی روشنی میں دنیائے احمدیت نے پوپ صاحب کو دلائل اور حقائق کی مدد سے ایک محققانہ کاوش کی صورت میں مسکت جواب پیش کیا۔ حضور انور نے پوپ صاحب کا طریقہ واردات عیاں کیا کہ بڑی ہی ہوشیاری سے دوسروں کے حوالہ سے بات کی ہے کہ میں 1391ء میں انقرہ ترکی میں ایک علم دوست قیصر مینوئیل اور فارسی عالم کے درمیان ہونے والے مکالمہ کی روئیداد سنا رہا ہوں۔ لیکن بیان کا زیادہ حصہ عیسائی عالم والا لیا جو یقیناً یکطرفہ بیان ہے اور علمی گفتگو کا لبادہ اوڑھ کر ایسا کرنا ہی دیانتداری کا خون کرنے کے مترادف ہے۔ ویسے بھی پوپ صاحب کا دنیا میں ایک ایسا مقام ہے کہ چاہے کسی کا بھی حوالہ پڑھیں ان سے ایسی باتوں کا اظہار زیب نہیں دیتا ہے۔

الغرض روحانی دنیا کے حقیقی بادشاہ نے پورے عالم اسلام میں سب سے پہلا اور فوری رد عمل ظاہر کیا اور طویل المدت کارروائی بھی اسی خلیفہ کی جماعت کے حصہ میں آئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ میں عقل، نقل، تاریخ، مذہبی صحائف کے حوالہ سے پوپ صاحب کی غلطیوں کی نشاندہی کی اور محققین، مورخین اور انصاف پسند عیسائی مستشرقین کے حوالہ جات سنا سنا کر پوپ صاحب کی لاعلمی واضح کی۔

فرمایا:

''آخر پر میں ہر احمدی سے یہ کہتا ہوں کہ اسلام کے خلاف جو محاذ کھڑے ہو رہے ہیں ان سے ہم کامیابی سے صرف خدا کے حضور جھکتے ہوئے اور اس سے مدد طلب کرتے ہوئے گزر سکتے ہیں۔ پس خدا کو پہلے سے بڑھ کر پکاریں کہ وہ اپنی قدرت کے جلوے دکھائے۔ جھوٹے خداؤں سے اس دنیا کو نجات ملے۔ آج اگر یہ لوگ اپنی امارت اور طاقت کے گھمنڈ میں اسلام اور آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کر رہے ہیں تو ہماری دعاؤں کے تیروں سے انشاء اللہ ان کے گھمنڈ ٹوٹیں گے۔ پس اس خدا کو پکاریں جو کائنات کا خدا ہے۔ جو رب العالمین ہے جو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ہے تا جلد تر اس وحدہ لاشریک خدا کی حکومت دنیا میں قائم ہو جائے۔ مسلمان ملکوں کو بھی سوچنا

چاہئے کہ اپنے فروعی اختلافات کو ختم کریں، آپس کی لڑائیوں اور دشمنیوں کو ختم کریں، ایک ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بلند کرنے کی کوشش کریں۔ اور ایسے عمل سے باز آجائیں جن سے غیروں کو ان پر انگلی اٹھانے کی جرأت ہو، اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 ستمبر 2006ء)

ہالینڈ

حالیہ برسوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ مخالف اسلام شخص غیرٹ ولڈر (Geert Wilders) ممبر پارلیمنٹ ہالینڈ کی ہر ہرزہ سرائی اور شرارت کی کوشش پر اولین گوشمالی اسی مرد آہن مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس کی طرف سے ہوئی۔ اس شخص کی شدت پسندی، بغض وکینہ اور اسلام دشمنی کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ اسلام پر اعتراض کرنا، قرآن کریم کی تعلیم پر زبان طعن دراز کرنا، بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی کوششیں کرنا اس شخص کا شیوہ ہے، اس کی شدت پسندی کی وجہ سے اس کے اپنے ملک کے سیاست دان اور سیاسی پارٹیاں اس سے کنارہ کرنا مناسب خیال کرتی ہیں۔ یہ شخص اسلام دشمنی میں اس حد تک بڑھا ہوا ہے کہ مغرب میں بانی اسلام کے خلاف جو کارٹون شائع کئے گئے جن کے بارہ میں ڈنمارک کے رہنے والے شرمندہ تھے کہ اب ہم دنیا میں اپنا تعارف کروانے سے شرماتے ہیں اس شخص نے ان کارٹونوں کو نہ صرف اپنی ویب سائٹ پر جگہ دی بلکہ ان کی حمایت اور تعریف کی۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

یہ شخص قرآن کریم کے خلاف ایک فلم ''فتنہ'' نامی بنانے اور پھیلانے پر کمربستہ ہوا تو اس بابت عملی اقدامات میں پہل جماعت احمدیہ نے کی۔

اگست 2006ء میں یہ شخص پھر بولا تو آپ نے دوبارہ تنبیہ کی اور دنیا میں آنے والے مختلف طوفانوں اور آفتوں کی ثقہ تاریخ اور اس بابت ہونے والے اضافوں کے معین اعداد وشمار بتا کر متوجہ کیا اور فرمایا کہ اب بھی وقت ہے سنبھل جاؤ اور توہین اسلام کی کوششوں سے باز آجاؤ۔

اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْن

حضور انور نے معاندین حق کو مخاطب کر کے سمجھایا کہ جماعت احمدیہ قانون شکنی پر یقین نہیں رکھتی، اس لئے قانون کے دائرہ میں رہ کر تم سے معاملہ کریں گے، اور فرمایا:

''لیکن ہم اس خدا کو ماننے والے ہیں جو حد سے بڑھے ہوؤں کو پکڑتا ہے، اگر مذموم حرکتوں سے باز نہ آئے تو اس کی پکڑ کے نیچے آسکتے ہو، پس خدا کا خوف کرتے ہوئے اپنی حالت کو بدلو، بے شک ہم تو اس خدا کے ماننے والے ہیں جو رفیق ہے اور اس صفت کے تحت وہ مہربانی کرنے والا بھی ہے، ہمدردی کرنے والا بھی ہے، رحم کرنے والا بھی ہے، نقصان سے بچانے والا بھی ہے، اور امن سے رکھنے والا بھی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں رنگین ہونے کی کوشش کرتے ہوئے ہم تمہاری ہمدردی اور تمہیں بچانے کے لئے کہتے ہیں کہ اپنی حالت بدلو، یہ آخری کوشش ہے اس کے بعد اعرض عن الجاہلین کے حکم کے تحت ہم معاملہ خدا پر چھوڑتے ہیں اور وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی عزت اور توقیر کرنا جانتا ہے۔ اور خوب جانتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 مارچ 2008ء)

اسلام کی بدنامی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ کو اسلام کی بدنامی پر دلی تشویش اور فکر دامن گیر رہتی ہے، مثلاً 23 نومبر 2007ء کو آپ نے فسادات ودہشت گردی سے ہونے والی اسلام کی بدنامی کا دکھ بتایا اور اصلاح احوال تجویز فرمائی۔

حرمت قرآن

کینیڈا میں ایک عیسائی مشنری ڈان رچرڈسن (Don Richardson) نے ایک کتاب بنام The Secrets of Quran لکھی جو کہ دل کے کینوں اور بغضوں پر مشتمل کتاب تھی، قرآن کریم کی مختلف آیات لیکران پر تبصرہ کیا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مصنف کی چالاکی اور ہوشیاری پر گرفت فرمائی اور متوجہ کیا کہ قرآن کریم کی درست اور حقیقی تفسیر کے لئے ایسے تمام معاندین کو اولاً جماعت احمدیہ کے تراجم و تفاسیر کو دیکھنا چاہئے ورنہ اعتراض میں پہل کرنا ان کی اپنی ہی لاعلمی اور بے وقوفی کا پردہ چاک کردے گی۔

اسلام کے حسین چہرہ کی فکر

عالم اسلام میں محرم الحرام میں شیعہ سنّی فساد کے باعث جہاں باہمی اتحاد پارہ پارہ ہوتا ہے، امن برباد ہوتا ہے وہاں اسلام ایسے حسین دین کی بدنامی بھی ہورہی ہوتی ہے۔ خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو مسلمانوں کی اس بدنامی کی اتنی فکر ہے کہ آپ نے 9 جنوری 2009ء کو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اس بابت خصوصی توجہ کرنے کی تحریک فرمائی۔

سوئٹزرلینڈ میں میناروں کے خلاف مہم

مخالفین حق کی ہر دور میں کوشش رہی ہے کہ کسی نہ کسی بہانہ سے اہل اسلام کو دکھ دیا جائے مثلاً یورپ کے بعض ممالک میں مساجد کے مینار کے خلاف آواز اٹھی۔ ایسے ہی ایک موقع پر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''گزشتہ دنوں سوئٹزرلینڈ میں میناروں کے خلاف، مساجد کے میناروں کے خلاف بھی ایک شور اٹھا، میناروں سے انہیں کیا تکلیف ہے یہ تو خدا بہتر جانتا ہے۔ ان کے اپنے چرچوں کے بھی مینارے ہیں...... بہرحال یہ شور جو اٹھا ہے وہ بھی اسی اسلام دشمنی کی ایک کڑی ہے اور اس کے پیچھے بھی ایک گہری سازش نظر آتی ہے۔ یہ ابتداء لگ رہی ہے اور مزید ان کے اور بھی مطالبے ہونے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور ان کے ہر شر سے اسلام کو بھی بچائے۔ ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے دشمنوں کی ہر سازش کو ناکام ونامراد کرے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4 دسمبر 2009ء)

اس ڈھب سے کوئی سمجھے

توہین قرآن پر آمادہ، چاند پر تھوکنے کی سعی لاحاصل میں مشغول، احکم الحاکمین کے سامنے طبل جنگ بجانے کی جسارت کرنے والے تمام خطا کاروں کو سیدنا مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 26 مارچ 2010ء کے خطبہ جمعہ میں گزشتہ معاندین کے عبرتناک انجام کے واقعات سنا سنا کر تنبیہ کی۔ اور ہر دور میں قرآن کریم میں تبدیلی کرنے کی کوشش کرنے والوں کا عبرتناک انجام تفصیل سے بتایا۔

قانون کے اندر رہ کر کارروائی

حضور انور ایدہ اللہ نے 2005ء میں ڈنمارک میں غلیظ کارٹونوں کی اشاعت اور پھر ہالینڈ کے ممبر آف پارلیمنٹ کے قرآن کریم اور اسلام پر حملوں کی تفصیل اور جوابی کارروائی کا ذکر کر کے فرمایا کہ

''......اسلام پر حملہ ہوا تو ان کے جوابات دیئے گئے، تو قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے غیرت کا مظاہرہ ہے جو ایک حقیقی مسلمان کا سرمایہ ہے۔ قانون سے باہر نکل کر ہم جو بھی عمل کریں گے وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صدق وصفا کا تعلق نہیں ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ: 21 جنوری 2011ء)

اب بالکل حال ہی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 18 جولائی 2014ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن میں ڈنمارک کی اخبار میں ایک خاتون کے مخالف اسلام مضمون کا ذکر فرمایا، اس کا اصولی جواب دیا اور اس بابت کوششوں کے حل کے لئے لائحہ عمل تجویز فرما کر متعلقہ لوگوں کی ذمہ داری بھی بتائی۔

اعلان عام

ہمارے آقا و مولا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا اعلان عام ہے کہ

''میرے سید ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر اگر کوئی ہاتھ ڈالنے کی ہلکی سی بھی کوشش کرے گا تو وہ خدا تعالیٰ کے اس فرمان کہ انا کفینک المستھزئین (یقیناً ہم استہزاء کرنے والوں کے مقابل پر تجھے بہت کافی ہیں) کی گرفت میں آجائے گا اور اپنی دنیا وآخرت برباد کرلے گا۔

ہمارا کام جو ہمیں ضرور ہی کرنا چاہئے وہ یہی ہے کہ یہ دجل اور افتراء جس کے ذریعہ سے قوموں کو اسلام کی نسبت بدظن کیا گیا ہے، اس کو جڑ سے اکھاڑ دیں۔ یہ کام سب کاموں پر مقدم ہے۔

سچی ہمدردی اسلام کی اور سچی محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی میں ہے کہ ہم ان افتراؤں سے اپنے مولیٰ وسید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا دامن پاک ثابت کر کے دکھلائیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ، 21 جنوری 2011ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق روایت کیا جاتا ہے کہ اسلام پر ہونے والے ہر اعتراض کے جواب کے لئے آپ ہمہ وقت تیار رہتے تھے حتی کہ بیماری کے شدید ترین دورہ میں بھی اٹھ کر بیٹھ جاتے تھے اور حرمت اسلام پر ہونے والے ہر حملہ کے دفاع کے لئے اپنے زمینی بدن کی تمام تر توانائیاں صرف کرنے لگ جاتے تھے۔ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ نے 1925ء میں ایک پادری ڈاکٹر وائٹ بریخت سے لندن میں ملاقات کی تا بٹالہ میں متعین رہنے والے اس پادری سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی بات سن سکیں۔ زمانہ مسیح موعود علیہ السلام سے کئی دہائیاں بعد بھی پادری مذکور ایک ہی بات دہراتا رہا کہ آپ کے مرزا صاحب کی یہ پختہ عادت تھی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی بھی بات سن کر فوراً غصہ میں آجاتے تھے، چہرہ کا رنگ متغیر ہوجاتا تھا اور فوری طور پر جواب دینے پر مستعد ہوجایا کرتے تھے۔

عصر حاضر میں ہم اپنی تمام تر خواہش کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ نہیں پاسکتے ہیں بلکہ اب تو اس مقدس عہد کی یادگاریں بھی ایک ایک کر کے ہم سے رخصت ہوچکی ہیں جن سے ہم زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حسین باتیں سن کر ہم اپنی تشنگی کی سیرابی کے سامان کرنے کی سعی کرسکتے تھے۔ لیکن ایک راہ کھلی ہے۔ اور وہ ہے خلافت احمدیہ۔

امسال رمضان المبارک میں خلاف اسلام ایک فلم کی امریکہ اور جرمنی میں نمائش ہونے والی تھی اور ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الفتوح لندن میں اس حوالہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کا مضمون، الفاظ، انداز اور پیغام ہرگز ایسا نہ تھا کہ بھلا دیا جائے۔

صرف ایک سال کے اندر 99 معصوم احمدیوں کی دردناک شہادت پر صبر کی مثال قائم کرنے والا ہمارا انتخاب عالم، یکتائے روزگار، کوہ وقار، آقا ومولیٰ ایدہ اللہ تعالیٰ، جو اپنی مقدس محترم والدہ ماجدہ کے جنازہ میں محض دین کی خاطر شامل نہ ہوسکا اور ہزاروں میل دور بیٹھ کر ضبط وصبر کے ابواب رقم کرتا رہا لیکن اپنے محبوب ومطاع آقا ومولا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر مبنی مواد کی تشہیر کی خبر سن کر وہ بے چین ہوا کہ زمانہ مسیح موعود علیہ السلام متمثل ہوکر سامنے آگیا۔

پس قارئین کرام! مقدم الذکر اساسی حقائق 1928ء سے لے کر 2014ء وہی ہیں۔

مجلس انصار اللہ پوبے ریجن بینن کا کامیاب ریجنل اجتماع

(رپورٹ: مرزا انوار الحق۔ مبلغ سلسلہ بینن)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ بینن کو ریجن پوبے میں مورخہ 21 تا 22 جون 2014ء کو کے تو (keto) شہر میں اپنا ریجنل اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

اجتماع سے ایک دن قبل keto شہر کی احمدیہ مسجد کو جماعتی بینرز سے سجایا گیا اور دیگر ضروری انتظامات مکمل کئے گئے۔ 21 جون 2014ء کو نماز ظہر کے بعد اجتماع کا آغاز ہوا۔ پہلے روز افتتاحی تقریب میں مرکزی نمائندگان مکرم رافع اوگندارے اور مکرم سلامی رشیدی صاحب نے حاضرین سے خطاب کیا۔

نماز عصر کے بعد مختلف علمی مقابلہ جات ہوئے۔ نماز مغرب کے بعد مکرم ایشولا ابراہیم صاحب نے شادی کے معاملات پر درس دیا۔ رات 9 بجے سوال و جواب کی نشست منعقد کی گئی جو رات 12 بجے تک جاری رہی۔

اگلے روز باجماعت نماز تہجد اور نماز فجر کے بعد ایک مثالی احمدی کے کردار پر درس ہوا۔ بعد ازاں شہر میں ایک واک کا انتظام کیا گیا تھا۔ تمام انصار اور شاملینِ اجتماع نے اس واک میں شرکت کی اور چلتے ہوئے کلمہ طیبہ اور درود دہرایا اور نعرۂ تکبیر بھی بلند کرتے گئے۔

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی واک کے بعد مسجد میں واپسی ہوئی۔ ناشتہ کے بعد مختلف ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔

افتتاحی سیشن کا آغاز گیارہ بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عہد اور قصیدہ کے بعد مکرم اوسے کبیر صاحب نے مجلس انصار اللہ کے ریجن پوبے کی سالانہ کارگزاری رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں مرکزی نمائندے مکرم سلامی رشیدی صاحب نے مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے انصاروں میں انعامات تقسیم کئے۔ اور اختتامی تقریب میں ریجن پوبے میں مجلس انصار اللہ کی کاوشوں کو سراہا اور دوسرے ریجنز کے لئے اسے مثالی مجلس قرار دیا۔

دعا کے ساتھ اس اجتماع کا اختتام ہوا۔

☆......☆......☆

عالمگیر غلبۂ اسلام کی عظیم الشان آسمانی مہم

قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاءِ کرام کی تحریرات وفرمودات کی روشنی میں

نصیر احمد قمر

اسلام وہ دین کامل ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ بشارت دی ہے کہ وہ اسے تمام ادیان پر غالب کرے گا۔ یہ وہ دین ہے جو اپنی تعلیم کی رو سے ہر ایک مذہب کو فتح کرنے والا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے نہایت عظیم الشان پیشگوئیاں موجود ہیں جو حیرت انگیز تفصیلات کے ساتھ پوری ہوئیں اور ہوتی چلی جارہی ہیں۔ اس زمانہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء کرام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں اور اللہ تعالیٰ سے خصوصی علم پاکر اسلام کے عالمگیر غلبہ کے مختلف ادوار اور اس کے مختلف پہلوؤں پر اپنی تحریرات وفرمودات اور خطبات وخطابات میں متعدد بار نہایت بصیرت افروز روشنی ڈالی ہے جو ہمارے لئے ایمان افروز بھی ہے اور عالمگیر غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم کو نہایت کامیابی کے ساتھ انجام دینے کے لئے ہمیں ہماری ذمہ داریوں سے بھی آگاہ کرتی ہے۔

ذیل میں اس موضوع پر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ تفسیر کبیر سے ایک حصّہ ہدیۂ قارئین ہے۔ امید ہے قارئین اس بہت مفید اور دلچسپ اور ایمان افروز بیان سے اپنے ایمانوں کو تازہ کریں گے اور عالمگیر غلبۂ اسلام کی اس عظیم الشان مہم میں اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے نئے عزم اور ولولہ کے ساتھ متحرک اور فعّال ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

....

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سورۃ الفجر کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

’’ابن اسحاق نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں نیز ابن جریر نے ابن عباس سے اور انہوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات تلاوت کر رہے تھے کہ ایک یہودی ابو یاسر اپنے ساتھیوں سمیت آپ کے پاس سے گزرا اور اُس نے سورۂ بقرہ کی ان آیات کو سُنا۔ وہ یہود کے علماء میں سے تھا۔ ان آیات کو سنتے ہی وہ سیدھا گھر کی طرف روانہ ہوُا تا کہ وہ اپنے بھائی حُیی بن اَخطب کو یہ واقعہ بتائے۔ تب اس نے اپنے بھائی سے کہا کہ یہ یہ آیتیں مَیں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنی ہیں اُس نے کہا کہ کیا تم نے خود اپنے کانوں سے سُنی ہیں۔ یا کسی اور شخص سے؟ وہ کہنے لگا مَیں نے اپنے کانوں سے یہ آیتیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے سُنا ہے۔ اُس نے کہا اچھا تم ابھی میرے ساتھ چلو۔ چنانچہ وہ سب کے سب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آئے اور حُیی نے عرض کیا کہ میرا بھائی کہتا ہے کہ یہ یہ آیتیں آپ کو الہام ہوئی ہیں۔ مَیں یہ دریافت کرنے آیا ہوں کہ کیا یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیتیں نازل کی ہیں؟ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہ آیتیں مجھ پر اللہ تعالیٰ نے ہی نازل کی ہیں۔ انہوں نے کہا اگر یہ بات ہے تو پھر معاملہ آسان ہوگیا۔ آپ کا الہام ہے الٓمٓ۔ سو ابجد کے لحاظ سے

الف کا ایک
لام کے 30
میم کے 40

کُل 71 سال بنے۔ بالفرض اگر آپ کو غلبہ بھی ہوُا تو صرف 71 سال رہے گا۔ اس عرصہ میں اگر ہمیں آپ کی غلامی کرنی پڑی تو معمولی بات ہے۔ 71 سال تک ہم تکلیفیں برداشت کرلیں گے اس کے بعد آپ کا غلبہ نہیں رہ سکتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ایک اور الہام بھی ہوُا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کیا؟ آپ نے فرمایا الٓمٓصٓ وہ کہنے لگے پھر بھی کیا ہوُا۔

الف کا ایک
لام کے 30
میم کے 40
ص کے 90

کُل 161 سال بنے۔ یہ بھی کوئی بڑی مدّت نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے الٓرٰ بھی الہام ہوا ہے۔ یہ سن کر وہ پھر حساب لگانے لگے اور کہا کہ

الف کا ایک
لام کے 30
ر کے 200

کُل 231 سال بنے۔ یہ بھی کوئی زیادہ میعاد نہیں ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے الٓمّٓرٰ بھی الہام ہوا ہے۔ یہ سُن کر وہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے کہ چلو یہاں سے، یہ معاملہ تو کچھ مشتبہ ہوگیا ہے

(فتح البیان مصری صفحہ 24)

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کی تردید نہیں کی بلکہ ان کی باتوں کی تصدیق کرتے چلے گئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حروف مقطعات میں علاوہ دوسری باتوں کے ایک یہ بات بھی پائی جاتی ہے کہ اُن میں بعض ایسے واقعات کا بطور پیشگوئی ذکر ہے جو اسلام کو پیش آنے والے تھے خواہ وہ اچھے یا بُرے۔

اسلام پر تنزّل کا ایک دور آنے کی پیشگوئی

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں سورۂ رعد جو نہایت خطرناک خبروں پر مشتمل ہے اُس کی ابتدا الٓمّٓرٰ سے کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی ترقی کا زمانہ 271 سال تک جانے والا تھا اور 271ھ سے اسلام میں کوئی خاص تنزّل واقعہ ہونے والا تھا۔ کیونکہ الٓمّٓرٰ کے اعداد ابجد کے لحاظ سے 271 ہیں

الف کا ایک
لام کے 30
م کے 40
ر کے 200

چنانچہ میں نے جب اس حدیث کو دیکھا اور سورۂ رعد پر بھی غور کیا تو مَیں نے یہ تحقیق شروع کی کہ آیا 271ھ میں یا اس کے قریب قریب کوئی خاص اور اہم واقعہ جس کا تعلق اسلامی تنزّل کے ساتھ ہو رونما ہوُا ہے یا نہیں۔ کیونکہ بعض دفعہ کوئی واقعہ رونما تو کسی سال ہوتا ہے مگر اس کی بنیاد ایک ایک دو دو سال پہلے پڑنی شروع ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ سے مَیں نے غور کیا کہ آیا 270ھ سے 280ھ تک کوئی واقعہ ایسا ہوُا ہے یا نہیں جسے اسلامی تنزل کی بنیاد قرار دیا جاسکے۔ جب مَیں نے غور کیا اور اسلامی تاریخ کو دیکھا تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب 270ھ یا 272ھ یا 273ھ یا 274ھ میں نہیں بلکہ عین 271ھ میں سپین کے بادشاہ نے پوپ سے معاہدہ کیا کہ وہ بغدادی حکومت کو تباہ کرنے کے لئے اس کا ساتھ دے گا۔ گویا ایک مسلمان بادشاہ نے ایک عیسائی بادشاہ سے معاہدہ کیا کہ وُہ اُس کے ساتھ مل کر اسلامی بادشاہ کا مقابلہ کرے گا اور اس کی حکومت کو تباہ کرے گا۔ اس کے بعد بغداد رہ گیا تھا مَیں نے اس کی تاریخ کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوُا کہ 272ھ یا 273ھ میں بغداد کی حکومت نے قیصر روم سے معاہدہ کیا کہ وہ اس کے ساتھ مل کر سپین کی حکومت کو تباہ کرے گا۔ یہ دو واقعات ایسے خطرناک ہوئے جنہوں نے اسلام کی طاقت کو ہمیشہ کے لئے کمزور کر دیا اور اسلام ترقی کا دَور اپنی شان اور عظمت کو کھو بیٹھا۔......اب یا تو مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ وہ باوجود آپس میں برسرِ پیکار ہونے کے دشمن کے مقابلہ میں متحد ہو جاتے تھے اور یا یہ زمانہ آیا کہ 271ھ میں ایک اسلامی حکومت پاپائے روم سے اَور دوسری اسلامی حکومت قیصر قسطنطنیہ سے اس لئے معاہدہ کرتی ہے کہ دوسری اسلامی حکومت کو وہ عیسائیوں کے ساتھ مل کر مٹا دے اور اس کی طاقت کو کچل دے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ گویا انتہا درجہ کے تنزّل کی بنیاد 271ھ میں پڑی۔ تب مَیں نے سمجھا کہ وہ نظریہ جو یہود کا تھا اور جس کی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تردید نہیں کی تھی وہ اپنے اندر حقیقت رکھتا تھا۔

اسلام کی پہلی تین صدیوں کے بعد اس کے تنزل کے ہزار سالہ دور کی پیشگوئی

پھر ہم دیکھتے ہیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗٓ اَلْفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (السجدہ:06) جس طرح خدا تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہ سنّت چلی آتی ہے کہ وہ آسمان سے لوگوں کی ہدایت کا انتظام کرکے اُسے دنیا میں بھیجتا اور اپنا ایک سلسلہ قائم فرماتا ہے اسی طرح وہ اب بھی کرے گا اور اسلام کو دنیا میں قائم کردے گا۔ مگر پھر وہ سلسلہ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قائم ہوگا آسمان پر اٹھنا شروع ہوگا ایک ایسے دن میں جو ہزار سال کے برابر ہوگا۔ اس آیت میں تنزّلِ اسلام کے ایک ہزار سالہ دَور کی خبر دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس دوران میں ایمان اور اسلام آسمان پر اٹھ جائے گا اور لوگوں میں بے دینی پھیل جائے گی۔..........جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تین سال کے بعد ظلم وتعدّی کا ایک دَور آیا جو دس سال تک چلتا چلا گیا۔ اسی طرح یہاں تین صدیوں کے بعد ایک اسلامی تنزّل کے دَور کی خبر دی گئی اور بتایا گیا کہ وہ دَور دس صدیوں یعنی ایک ہزار سال تک چلا جائے گا۔ اور چونکہ یہ دَور 271ھ سال سے شروع ہوُا ہے اس لئے ایک ہزار سال میں اگر ان 271ھ سالوں کو ملایا جائے تو یہ 1271ھ سال بن جاتے ہیں۔ یعنی قریبًا تیرہ صدیاں۔ **پس تیرہ سو سال کے ایک زمانہ کا ذکر قرآن کریم سے ثابت ہوگیا جن میں سے 271 سال یا قریبًا تین صدیاں اسلام کی ترقی کی ہیں اور دس سو سال رات سے مشابہت رکھتے ہیں۔**......قرآن کریم میں ان دس راتوں کے بعد جن میں سے ہر رات سو سو سال کی بتائی گئی ہے ایک فجر کے ظاہر ہونے کی بھی خبر دی گئی ہے۔

اسی مضمون کی طرف سورۂ سبا کی اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے کہ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَالنَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَo وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَاالْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَo قُلْ لَّکُمْ مِّیْعَادُ یَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْہُ سَاعَۃً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَo (سبا :29۔31)

اس آیت کی تشریح سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ سورۂ احزاب میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاتم النبیّین ہونے کا دعویٰ لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا تھا اور بتایا گیا تھا کہ آئندہ تمام فیوض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ہی بنی نوع انسان حاصل کرسکیں گے، براہ راست بغیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ مضمون جو سورۂ احزاب میں تھا اُسی کا سورۂ سبا میں ذکر آتا ہے اور اس امر کا ثبوت دیا گیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں ایک مستقل نظام قائم کیا جائے گا۔ خاتَم کے معنے یہ تھے کہ آپ سے الگ ہو کر کوئی فیضان نہیں ملے گا بلکہ آپ کی اطاعت اور غلامی میں رہ کر انسان الٰہی برکات اور فیوض سے متمتع ہو سکے گا۔ اس پر سوال پیدا ہوتا تھا کہ کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ نظامِ روحانی میں آپ نے لوگوں کو اعلیٰ مقامات کے حصول سے روک دیا ہے؟ اس کا جواب سورۂ سبا میں اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ آپ نے نظام روحانی میں لوگوں کو اعلیٰ مقامات کے حصول سے نہیں روکا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہمیشہ ایسے نبی آتے رہیں گے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خدام اور آپؐ کے غلاموں میں سے ہوں گے۔ چنانچہ فرمایا اے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تیری نبوّت ختم ہونے والی نہیں بلکہ قیامت تک جاری رہے گی۔ اور اِس کا ثبوت یہ ہے کہ تُو قیامت تک لوگوں کے لئے بشیر ونذیر ہے جیسے کہ فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ہم نے تجھے تمام انسانوں کے لئے خواہ وہ عرب ہوں، شامی ہوں، فلسطینی ہوں، یا اور کسی قوم کے ہوں۔ اِس صدی کے ہوں یا اگلی صدی کے، سب کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔......پس فرماتا ہے ہم نے تجھے تمام لوگوں کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے مبعوث فرمایا ہے ایسی صورت میں کہ صرف تیری نبوت پر ان کے لئے ایمان لانا ضروری نہیں بلکہ تُو اُن کے لئے بشیر ونذیر بھی ہوگا۔ جو لوگ تجھے مانیں گے اُن پر خدا تعالیٰ کے فضل نازل ہوں گے اور جو انکار کریں گے اُن پر خدا تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا۔

پھر فرماتا ہے وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ لیکن اکثر لوگ اِس سے واقف نہیں۔ اس سے یہ مراد نہیں ہوسکتی کہ لوگ ایمان نہیں لا رہے کیونکہ یہ تو صاف بات ہے کہ وہ ایمان نہیں لا رہے تھے اِس کے ذکر کا کوئی خاص فائدہ نہیں تھا۔ اس کے معنے درحقیقت یہ ہیں کہ ہم نے ایک ایسی بات کہی ہے جس سے لوگ پہلے واقف نہیں تھے۔ پہلے لوگ صرف قومی اور وقتی نبیوں کے قائل تھے سوائے عیسائیوں کے ایک فرقہ کے جو ساری دُنیا کے لئے اور ہمیشہ کے لئے روحانی بادشاہت کا قائل تھا۔ لیکن باقی لوگوں میں سے کوئی بھی اِس بات کا قائل نہیں تھا۔ کیونکہ نبی آتے رہے اور اُن کی تعلیمیں منسوخ ہوتی رہیں۔ پس فرمایا کہ ہم تیرے متعلق ایک ایسا دعویٰ کر رہے ہیں جس سے لوگ واقف نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ایک نبی کے بعد جب بھی دوسرا نبی آتا ہے وہ پہلے نبی کی نبوت کو منسوخ کر دیتا ہے۔ ساری دُنیا کی طرف ایک نبی کا ہونا اور پھر ہر زمانے لئے ہونا یہ دو باتیں پہلے کسی نبی میں جمع نہیں ہوئیں۔ ہندو وید کو ہمیشہ کے لئے مانتے ہیں۔ مگر وہ ساری دُنیا کے لئے نہیں مانتے۔ ......زرتشتی خاموش ہیں۔ مگر اتنی بات بالکل واضح ہے کہ اُن کا مذہب ساری دُنیا کے لئے نہیں۔ یہودی ہیں وہ گو اب

کہتے ہیں کہ اُن کی شریعت ہمیشہ کے لئے ہے۔ مگر یہ خیال آخری زمانہ میں اُن میں پیدا ہوا ہے۔ پہلے اُن کا یہی خیال تھا کہ ایک اور شریعت آنے والی ہے۔ جیسا کہ استثنا 18/18 اور 33/2 سے ظاہر ہے۔ اس کے بعد حضرت عیسٰی علیہ السلام آئے وہ بھی ساری دُنیا کے لئے نہیں تھے۔ مگر چونکہ وہ ایک ایسے زمانے میں آئے ہیں جب وہ وقت بالکل قریب آ رہا تھا جب کہ ساری دُنیا کے لئے ایک نبی بھیجا جائے اور حالات میں جلد جلد تغیّر ہو رہا تھا اس لئے عیسائیوں نے غلطی سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے متعلق یہ سمجھ لیا کہ وہی تمام دُنیا کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ لیکن عیسائی اکثر النّاس نہیں ہیں اور خدا تعالیٰ نے یہ کہا ہے کہ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ یعنی دنیا کا اکثر حصّہ ایسا ہے جو اس عقیدے کا قائل ہی نہیں۔ وہ یہ مانتا ہی نہیں کہ ساری دُنیا کے لئے شریعت ہو اور پھر وہ شریعت ہمیشہ کے لئے ہو۔ یہ دونوں فرق چلتے چلے جاتے ہیں اور سوائے عیسائیوں کے دُنیا میں جس قدر مذاہب پائے جاتے ہیں اُن میں سے اکثر اس کے قائل نہیں۔ اور جو لوگ قائل ہیں وہ بہت ہی تھوڑے ہیں۔ اِس کے بعد فرماتا ہے وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ یعنی وہ لوگ پوچھتے ہیں کہ جب یہ کہا گیا کہ آنحضرتؐ ہر زمانہ کے لئے ہیں اور ہر زمانہ کے لئے وہ بشیر اور نذیر ہیں تو اس کے معنے یہ ہیں کہ پھر بھی ایسے زمانے آتے رہیں گے جب دُنیا میں خرابی پیدا ہو گی اور آنحضرتؐ بحیثیت بشیر اور نذیر کے دُنیا میں ظاہر ہوں گے۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ ایسا زمانہ کب آئے گا اور کب بحیثیت بشیر اور نذیر کے آنحضرتؐ دُنیا میں ظاہر ہوں گے۔

یہ امر ظاہر ہے کہ قیامت تک بشیر و نذیر ہونے کے یہ معنے تو نہیں ہو سکتے تھے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہر زمانہ میں اپنے جسدِ عنصری کے ساتھ واپس آئیں گے اور تبشیر و انذار کا کام سرانجام دیں گے۔ بلکہ اس کے معنے یہ تھے کہ آپؐ کے اظلال دنیا میں پیدا ہوتے رہیں گے اور جب بھی کوئی خرابی واقع ہو گی آپؐ کے اظلال بشیر و نذیر بن کر کھڑے ہو جائیں گے اور اس طرح برابر آپؐ کا وجود دُنیا میں ظاہر ہوتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ یہی جواب اس موقع پر پیش کرتا ہے اور فرماتا ہے قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ہم اس کے لئے ایک دن کی میعاد سورۂ سجدہ میں مقرر کر چکے ہیں۔ یعنی ایک ہزار سال خرابی کا دَور گزرنے کے بعد محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظہور ہو گا۔ اور آپؐ دوبارہ بشیر و نذیر بن کر دُنیا میں آ جائیں گے۔ پس قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ میں اُنہی دس تاریک راتوں کی طرف اشارہ ہے جو اسلام کے قریباً تین سو سالہ دَورِ ترقی کے بعد مسلمانوں پر آئیں جو ایک ہزار سال تک ممتد چلی گئیں۔ اور جن کا ذکر سورۂ سجدہ میں اِن الفاظ میں پایا جاتا ہے کہ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔

غرض تیرہ سو سال کے ایک زمانہ کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے جن میں سے دس سو سال تک کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ رات کے مشابہ ہوں گے اور ہر رات ایک ایک سو سال کی ہو گی اور اِس طرح دس راتیں یکے بعد دیگرے مسلمانوں پر آئیں گی۔

اِسی طرح قرآن کریم میں آتا ہے فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ۔ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ۔ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ۔ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ (الانشقاق: 17-20) جس طرح تم کہتے ہو اُس طرح نہیں بلکہ مَیں شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں شفق کو۔ پھر مَیں شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں رات کو اور اُس کو جسے وہ اپنے اندر جمع کر لیتی ہے۔ اور پھر مَیں شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں چاند کو جب وہ تیرہویں رات کا ہو جاتا ہے۔ اِتِّسَاق کے معنے ہوتے ہیں تیرہویں رات کا چاند۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ یہ بات نہیں جو تم کہتے ہو۔ مَیں شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں جب سورج تو ڈوب جاتا ہے لیکن اُس کی سرخی رہ جاتی ہے۔ اِس میں کفّار کو بتایا کہ اِس وقت اسلام کو مغلوب کرنے کی کوششیں بالکل عبث ہیں۔ اسلام غالب آئے گا اور تم اس کے مقابلہ میں خواہ کتنی کوششیں کرو کبھی کامیاب نہیں ہو سکو گے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسلام ہمیشہ طاقتور رہے گا۔ جس طرح سورج ایک مقررہ وقت کے بعد ڈوب جاتا ہے اسی طرح اسلام پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب اس میں تنزّل کے آثار پیدا ہو جائیں گے۔ لیکن ابھی شفق کی سُرخی اس میں باقی ہو گی۔ بے شک دن کی روشنی نہیں رہے گی مگر رات کی تاریکی بھی اُس وقت نہیں ہو گی۔ ایک ملی جُلی کیفیت ہو گی۔ مسلمانوں کا غلبہ بھی ہو گا اور اُن میں ضُعف اور اضمحلال بھی پیدا ہو چکا ہو گا۔ لیکن پھر اس کے بعد ہم رات کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں اور اُن سب چیزوں کو جنہیں رات اپنے اندر جمع کر لیتی ہے۔ یعنی جو جو مصائب اور مشکلات رات کے اندر پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب اُس رات میں اکٹھی ہو جائیں گی اور وہ تمام تاریکیوں کو جمع کر کے ایک بھیانک صورت اختیار کر لے گی۔

تیرہویں صدی میں ایک چاند کے ظہور سے اسلام کی تاریکی کے دُور ہونے کی پیشگوئی

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ۔ اس کے بعد ہم ایک چاند کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں جو تیرہویں رات کا ہو گا۔ یہ قرینہ صاف طور پر بتا رہا ہے کہ یہاں رات سے حقیقی رات مراد نہیں بلکہ استعارۃً رات کا ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ تیرہویں یا چودھویں رات کے چاند انتہائی تاریک رات کے بعد نہیں نکلتے بلکہ تاریک راتوں کے شروع ہونے سے پہلے یہ چاند نکلا کرتے ہیں۔ پس اگر لَیْل سے مراد یہاں اصلی رات ہوتی تو وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ کے بعد قمر کا کوئی ذکر ہی نہ ہوتا۔ کیونکہ مادی دُنیا میں اِس قسم کی تاریک رات کے بعد کبھی تیرہویں یا چودھویں کا چاند نہیں نکلا کرتا۔ یہ قرینہ بتا رہا ہے کہ اِس جگہ ظاہری رات کا ذکر نہیں ہو رہا بلکہ ایسی رات کا ذکر کیا جا رہا ہے جس کے انتہائی طور پر تاریک ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے قمر ظاہر ہوا کرتا ہے۔

اِتِّسَاق کے معنے جیسا کہ اِس سورۃ کی تفسیر میں بتایا جا چکا ہے تیرہویں، چودھویں، پندرہویں، اور سولہویں رات کے چاند کے ہوتے ہیں۔ **پس اِس آیت میں یہ خبر دی گئی ہے کہ جس طرح دن غائب ہوتا ہے اسی طرح اسلام کا حال ہو گا۔ اُس کا تنزّل ایک دم نہ ہو گا بلکہ آہستہ آہستہ وہ تنزّل کی طرف جائے گا۔ یہاں تک کہ اسلام کا سورج لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جائے گا مگر اُس کی شفق باقی رہ جائے گی۔ اِس کے بعد شفق بھی جاتی رہے گی اور کامل تاریکی مسلمانوں پر چھا جائے گی۔ اس کے بعد ایک چاند نکلے گا جو تیرہویں رات میں ظاہر ہو گا اور سولہویں رات تک جائے گا۔ اور وہ تیرہویں تاریخ کا چاند اسلام کے تمام مصائب کا خاتمہ کر دے گا۔ اور یہ ترقی کا سلسلہ سولہویں صدی تک چلتا چلا جائے گا۔**

خدا تعالیٰ نے اس حقیقت کے اظہار کے لئے اِتِّسَاق کا لفظ بھی عجیب رکھا ہے۔ لغت میں لکھا ہے اِس کے معنے اُس چاند کے ہیں جو تیرہویں، چودھویں، پندرہویں اور سولہویں تاریخ کا ہو۔ اگر تیرہویں اور چودھویں رات کو ابتدا سمجھا جائے تو پندرہویں اور سولہویں رات اس چاند کے ظہور کی انتہائی راتیں سمجھی جائیں گی۔ بہرحال **اللہ تعالیٰ فرماتا ہے گو اسلام پر تنزّل کا زمانہ آئے گا** مگر تیرہویں صدی میں چاند کا ظہور ہو جائے گا اور یہ تکلیف دہ زمانہ دُور ہو جائے گا۔ چنانچہ آگے فرماتا ہے لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ **تم طبق بہ طبق اور درجہ بدرجہ ان ساری حالتوں میں سے گزرو گے۔ تم پر تاریکی کے دَور بھی آئیں گے اور روشنی کے بھی۔ غلبہ کے ایام بھی آئیں گے اور تنزّل کے بھی۔ ابتدا میں تمہاری حالت شفق کے مشابہ ہو گی اِس کے بعد رات اپنی تمام تاریکیوں کو جمع کر کے بھیانک صورت اختیار کر لے گی۔ پھر اس کے بعد چاند نکلے گا جو تمام تاریکیوں کو پھاڑ دے گا اور اسلام کی مشکلات کا خاتمہ ہو جائے گا۔** اِس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ یہاں ظاہری راتیں مراد نہیں بلکہ باطنی راتیں مراد ہیں اور مسلمانوں کے تنزّل اور پھر اُن کی دوبارہ ترقی کا اِن آیات میں نقشہ کھینچا گیا ہے۔

تیرہویں صدی میں اسلام کے احیا کے لئے ایک شاہد کے ظہور کی پیشگوئی

اِسی طرح سورۂ بروج میں فرماتا ہے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ۔ یعنی ہم آسمان کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں جو بروج والا ہے۔ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ۔ اور ہم شہادت کے طور پر یومِ موعود کو بھی پیش کرتے ہیں۔ علم ہیئت کے ماہرین بارہ ستاروں کے لئے بارہ بُرج قرار دیتے ہیں اِس لحاظ سے ذَاتِ الْبُرُوْجِ سے مراد وہ آسمان ہو گا جو بارہ بُرجوں والا ہے اور آیت کے یہ معنے **ہوں گے کہ ہم آسمان کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں جو بارہ بُرجوں والا ہے۔ اور پھر اِس کے ساتھ ہی یومِ موعود کو بھی پیش کرتے ہیں یعنی تیرہویں زمانہ کو۔ تیرہویں صدی میں اسلام کے احیاء کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مقدس انسان مبعوث ہونے والا ہے جس کی تشریح اگلی آیت میں ہی اِن الفاظ میں فرمائی کہ وَشَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ وہ وجود گواہ بن کر آئے گا ایک اور وجود کے لئے جو مشہود ہو گا اور جس کی صداقت کی گواہی دی جائے گی۔ یعنی مسیح موعودؑ مبعوث ہو گا تا کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت اور قرآن کریم کی سچائی کو گواہ ہو۔ اور اسلام کا زوال رُوبہ ترقی ہو۔ اِس آیت سے بھی تیرہویں صدی میں ایک شاہد کے ظہور کا ثبوت ملتا ہے۔**

اِسی طرح احادیث میں آتا ہے۔ خَيْرُكُمْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَكُوْنَ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ۔ (بخاری جلد 4 کتاب الرقاق باب ما یحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها) یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے بہتر میری صدی ہے۔ پھر بعد کی۔ اور پھر اُس کے بعد کی۔ مگر اِس کے بعد ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو گواہی دیں گے تو لوگ کہیں گے تمہاری گواہی کا کیا اعتبار، تم تو جھوٹ بولنے کے عادی ہو۔ کوئی شخص اُن کے پاس امانت رکھنے کے لئے تیار نہیں ہو گا۔ کیونکہ وہ سخت خائن اور بددیانت ہوں گے۔ اِسی طرح اُن کا حال یہ ہو گا کہ وہ نذریں مانیں گے تو اُن کو پورا نہیں کریں گے اور کھا کھا کر خوب موٹے ہو جائیں گے۔ دین کی رغبت اور قربانی کا جذبہ اُن کے دلوں میں نہیں رہے گا۔

ان سب آیات اور پیشگوئیوں کو ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے تین صدی تک اسلام کی ترقی کا زمانہ ہو گا اس کے بعد دس صدیوں کا لمبا زمانہ اُس پر تنزّل کا آئے گا۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی بتا چکا ہوں یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وقت مقررہ پورے کا پورا ہی شمار ہو جب تک کہ کوئی خاص قرینہ نہ ہو۔ بلکہ ایک سال کا اکثر حصّہ ایک سال اور ایک دن کا ایک کثیر حصّہ ایک دن اور صدی کا ایک کثیر حصّہ ایک صدی کہلا سکتا ہے۔ پس حدیث کی مقرر کردہ تین صدیوں کو جن کے بعد فتنہ فساد پھیل جانا ہے قرآن کریم کے دوسوا کہتر سالوں سے اختلاف نہیں۔ بلکہ ایک جگہ عرصہ زیادہ معیّن کر دیا گیا ہے اور دوسری جگہ عُرفی الفاظ استعمال کر دیئے گئے ہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ کہ ہم اُس فجر کی اور اُن دس راتوں کی قسم کھاتے ہیں جو اُس فجر سے پہلے آئیں گی اور اِس سے مراد وہ ہزار سالہ دَورِ تنزّل اور دَورِ ضُعف ہے جو اسلام پر پہلی تین صدیوں کے بعد آیا اور ہر رنگ میں تنزّل آنا شروع ہوا یہاں تک ساری تاریکیاں جمع ہو گئیں......۔

ہزار سالہ تاریک راتوں کے بعد فجر کے زمانہ کی نوید

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِن تاریک راتوں کے بعد فجر کا زمانہ آئے گا اور تاریکی و ظلمت کے بادل آسمانِ روحانیت سے پھٹ جائیں گے۔ چنانچہ اِسی مناسبت سے مسیح موعودؑ کا ایک نام طارق رکھا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی پہلا الہام وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ہوا۔ اور یہ الہام آپؑ کو آپ کے والد کی وفات کے وقت ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِس کے معنے اُن کی وفات کے کئے ہیں کیونکہ اُن کی وفات رات کو ہوئی۔ مگر اِس کے معنے صبح کا ستارہ کے بھی ہوتے ہیں اور والد کی وفات کے وقت جب آپؑ کو فکر ہوئی کہ والد فوت ہو جائیں گے تو کیا ہو گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ تم تو طارق ہو اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کو ظاہر کرنے والے ہو۔ پس تمہارے والد محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اِس دنیوی والد کی وفات کا تم کو کیا غم ہے۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ الٓمّٓرٰ کے ابجدی اعداد کو اگر فیج اعوج کے ہزار سال سے ملایا جائے اور پھر اِس سارے حساب کو عیسوی بنانے کے لئے اس میں 621 سال وہ شامل کئے جائیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہجرت کے زمانہ تک سنہ عیسوی کے لحاظ سے بنتے ہیں تو عین وہ سنِ عیسوی نکل آتا ہے جس میں فجر کا طلوع ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُنیا کے سامنے اپنا دعویٰ پیش فرمایا۔

الٓمّٓرٰ کے اعداد 271 ہیں۔ اِس میں دس صدیاں شامل کی جائیں تو 1271 بن جاتا ہے پھر 1271 میں 621 شامل کئے جائیں تو 1892 بن جاتے ہیں۔ اب اس میں سے دو یا تین سال ہمیں بہرحال نکالنے پڑیں گے کیونکہ الٓمّٓرٰ سورۂ رعد میں آتا ہے جو مکّی سورۃ ہے اور ہجرت سے دو تین سال پہلے نازل ہوئی تھی۔ اب اگر دو سال نکال دیں تو 1890 رہ جاتے ہیں اور یہ وہی سال ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ کیا۔ اور اگر تین سال نکال دیں تو 1889 رہ جاتے ہیں اور یہ وہ سال ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں سے بیعت لی۔

اِسی طرح اگر ہم ہجری سنہ کا حساب کریں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تین صدیوں کو لَيَالٍ عَشْرٍ میں شامل کریں تو یہ 1300 بن جاتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے بالکل

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

از صفحہ نمبر 2

کس نے اختیار دیا ہے نماز پڑھانے کا؟ امامت پر جھگڑا شروع ہو گیا۔ کہتے ہیں وہاں سے بھی میں دوڑا۔ اُس کے بعد انصار دِین والوں کی مسجد میں جمعہ پڑھنے گیا۔ یہ بھی وہاں ایک تنظیم ہے۔ میں نے دیکھا کہ لوگ نماز تو اس مسجد میں پڑھ رہے ہیں اور خطبہ ایک اَور قریب والی مسجد میں جا کر سنتے ہیں۔ نماز پڑھنے کے لیے اِس مسجد میں آ جاتے تھے۔ پہلے خطبہ سنتے تھے اس کے بعد دوڑے دوڑے نماز پڑھنے کے لیے ادھر آتے تھے۔ تو کہتے ہیں کہ اگلے جمعہ میں نے سوچا کہ میں خود کیوں نہ اُسی مسجد میں جا کے خطبہ بھی سنوں؟ چنانچہ میں وہاں گیا اور جو خطبہ میں نے سنا اس سے میرا دل مطمئن ہو گیا۔ یہ قرآن اور حدیث سے پُر خطبہ تھا۔ میں نے وہیں نماز بھی پڑھ لی۔ بعد میں پتہ لگا کہ یہ احمدیہ مسجد ہے اور اسی وجہ سے میں احمدی ہو گیا۔

مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز

مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دورانِ سال 142 کا اضافہ ہوا ہے۔ اور اس وقت تک 102 ممالک میں تبلیغی مراکز کی کل تعداد 2011 ہو چکی ہے۔ تبلیغی مراکز کے قیام میں ہندوستان کی جماعت سرِ فہرست ہے جہاں 62 تبلیغی مراکز کا اضافہ ہوا۔

احمدیہ پرنٹنگ پریس

پھر احمدیہ پرنٹنگ پریس ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الہامِ الٰہی کے مطابق اسلامی تعلیمات کو ہر ملک میں اور ہر قوم میں پہنچانے سے متعلق اپنی بعثت کے مقصد کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:

’’اِس وقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سمجھ لو کہ سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے۔ ہمارے مخالفین نے اسلام پر شبہات واجب کیے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رُو سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے۔ اِس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنسی اور علمی ترقی کے میدانِ کارزار میں اُتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔ میں کب اس میدان کے قابل ہو سکتا تھا؟ یہ سب صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اس کے دین کی عزت ظاہر ہو اور خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں ان خزائن مدفونہ کو اس دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اِن درخشانِ جواہرات پر تھوپا گیا ہے اُس سے اُن کو پاک اور صاف کروں۔ خدا تعالیٰ کی غیرت اِس وقت بڑے جوش میں ہے کہ قرآن شریف کی عزت کو ہر ایک خبیث کے داغِ اعتراض سے منزّہ اور مقدس کرے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اِس کام کو پریس کے ذریعہ سے آگے لے جایا جا رہا ہے۔ جو کتب، لٹریچر آپ نے شائع فرمایا، اُسی لٹریچر کو بنیاد بناتے ہوئے جماعت احمدیہ کا لٹریچر آگے مختلف پمفلٹ یا دوسری صورتوں میں شائع ہو رہا ہے۔ اب مختلف ممالک میں اس کے لیے پریس کھولے گئے ہیں۔ اس وقت تک کُل گیارہ ممالک میں ہمارے پریس کام کر رہے ہیں جو رقیم پریس انگلستان کی نگرانی میں افریقہ کے آٹھ ممالک میں ہیں، جن میں غانا، نائیجیریا، تنزانیہ، سیرالیون، آئیوری کوسٹ، کینیا، گیمبیا اور بورکینا فاسو ہیں۔ اور مختلف جماعتوں میں یہ لٹریچر شائع ہو رہا ہے۔ اسی طرح لندن میں پریس کام کر رہا ہے۔ لندن سے شائع ہونے والی کتب کی جو تعداد ہے وہ دو لاکھ چالیس ہزار پانچ سو (2,40,500) ہے۔ جبکہ افریقہ کے ممالک میں طبع ہونے والی کتب کی تعداد چار لاکھ تینتالیس ہزار (4,43,000) ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ میں جو پریس لگے ہیں، بڑی جدید مشینری کے ساتھ لگائے گئے ہیں۔ جن کو مزید اَپ ڈیٹ (Update) کرنے کی ضرورت تھی اُن کو مزید نئی مشینری مہیا کی گئی ہے۔

کینیا میں پریس نہیں تھا اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں پریس شروع ہو گیا۔ سواحیلی زبان میں وہاں لٹریچر چھپتا ہے۔ غانا میں پریس کی نئی بلڈنگ بن گئی اور بڑا وسیع پریس بن گیا اور کام ہو رہا ہے۔ تنزانیہ پریس کے لیے نئی عمارت بن رہی ہے۔ قادیان میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیا پرنٹنگ پریس بن رہا ہے۔

تراجم قرآن کریم

اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے چار زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم مکمل کروا کے شائع ہوئے ہیں۔ یہ زبانیں ہیں بوزنین، کرغز (Kyrgyz)، تھائی (Thai) اور مالاگاسی (Malagasi)۔ اس کے علاوہ نیوزی لینڈ کے مقامی باشندوں کی زبان مورے (Maure) ہے، اس میں قرآن کریم کے پہلے پندرہ پاروں کو ترجمہ کر کے شائع کیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ شکیل منیر صاحب نے کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی میں مختلف کتب شائع کی گئی ہیں۔ اور اسی طرح اقتباسات کی جلدیں جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے اُردو میں ہے، Essence Of Islam کے نام سے انگلش میں شائع ہوئی ہیں۔ عربی میں بھی ’’اَلْخَزَائِنُ الدَّفِیْنَۃُ‘‘ کے نام سے اس سال شائع کی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مختلف کتب انگلش میں شائع کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لٹریچر مہیا ہو گیا ہے۔ کچھ سٹال میں پڑی ہیں۔ کافی تعداد میں ہیں اور آپ بک سٹال میں جائیں گے تو وہاں نظر آئیں گی۔ جماعت کے افراد کو خریدنی بھی چاہئیں کیونکہ بہت سارے ملکوں میں جو باہر سے آئے ہوئے ہیں یہ کتب نہیں پہنچ سکتیں یا وہاں چھپ نہیں رہی ہیں، فوری طور پر مہیا نہیں ہوں گی تو جو یہاں آئے ہوئے ہیں اِس سے فائدہ اُٹھائیں اور یہاں سے خرید کر لے کر جائیں۔

گزشتہ سال تک کل مطبوعہ تراجم قرآن کریم کی تعداد 64 تھی۔ دورانِ سال مزید چار تراجم مکمل طور پر شائع ہو کر یہ تعداد 68 ہو گئی ہے اور اِس کے بارہ میں باقی تفصیل تو میں بتا چکا ہوں۔

پھر ایک کتاب ’’تحریک جدید۔ ایک الٰہی تحریک‘‘ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے 1934ء تا 1939ء کے خطبات پر مشتمل ہے، گزشتہ سال شائع ہوئی تھی۔ اِس سال 40ء سے 47ء تک کے خطبات پر مشتمل شائع کی گئی ہے۔

مختلف کتب، پمفلٹس اور فولڈرز کی اشاعت

45 ممالک سے موصولہ رپورٹ کے مطابق دورانِ سال 621 مختلف کتب، پمفلٹ اور فولڈرز وغیرہ 31 زبانوں میں طبع ہوئے ہیں جن کی تعداد اکیس لاکھ چوبیس ہزار تین سو سڑسٹھ (21,24,367) ہے۔ زبانیں جن میں لٹریچر شائع ہوا وہ عربی، اُردو، انگریزی، فرنچ، ہندی، پنجابی، تامل، سویڈش، چینی، ڈینش، جرمن، صومالی، رشین، انڈونیشین، ہاؤسا، یوروبا، بنگلہ، بوزنین، برمی، کرغز، ڈچ، قازق، نارویجین، سپینش، لوگنڈا، فارسی، سواحیلی، مالاگاسی، ملیالم، اُڑیہ، میانمار اور اٹالین ہیں۔

اس سال رشین ترجمہ قرآن کریم پر نظر ثانی شدہ ایڈیشن، مضامین کے تفصیلی انڈیکس کے ساتھ قازقستان سے شائع کیا گیا ہے۔

نمائش اور بک سٹال

نمائش اور بک سٹال کے ذریعہ سے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں احمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے اور بڑی کثرت سے پہنچتا ہے۔ قرآن کریم کے تراجم اور دوسرا لٹریچر رکھا جاتا ہے۔ اس سال 957 نمائشوں کے ذریعہ سے چھ لاکھ چھیاسٹھ ہزار دو سو تئیس (6,66,223) افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا۔

جماعت ناروے نے اس سال ملک کے طول و عرض میں چونتیس (34) مختلف شہروں کی لائبریریوں میں قرآن کریم کے تراجم اور دیگر جماعتی لٹریچر کی نمائشیں لگائیں۔ ان نمائشوں کا کل دورانیہ چھ سو ستائیس (627) دن بنتا ہے اور اس دوران ایک لاکھ باون ہزار (1,52,000) لوگوں نے اس کو وِزٹ (Visit) کیا۔ اور نمائش کا افتتاح کرنے والوں میں پچیس میئر اور چھ ڈپٹی میئر شامل تھے۔ چالیس سے زائد اخبارات نے ان نمائشوں کے متعلق خبریں دیں، جلی سرخیوں سے تصاویر شائع کیں اور یہ اخبارات جو ہیں تقریباً تئیس لاکھ (23,000000) لوگ لیتے ہیں۔ اس لحاظ سے اس کے ذریعہ سے بھی احمدیت کا پیغام پہنچا۔

اس سال بک سٹالز کے ذریعہ سے آٹھ لاکھ سے زائد افراد تک پیغامِ حق پہنچا۔ اخبارات میں خبریں اور آرٹیکلز وغیرہ آئے۔ نو سو ستاسی (987) اخبارات نے جماعتی مضامین، آرٹیکلز اور خبریں شائع کیں۔ ان اخبارات کے قارئین کی تعداد پچھتر کروڑ سے زائد بنتی ہے۔

فرنچ ڈیسک: فرنچ ڈیسک میں عبدالغنی جہانگیر صاحب کام کرتے ہیں جو ایم ٹی اے کے لیے مختلف پروگرام کا ترجمہ بھی کرتے ہیں، انہوں نے کتب کا ترجمہ بھی کیا۔ جن میں قرآن کریم مالاگاسی، کشتی نوح، الوصیت، قرآن کریم فرانسیسی، برکات الدعا، ضرورۃُ الامام، مکتوبات احمد، ذکرِ الٰہی، تقدیرِ الٰہی، Life of Noor ud Deen، With love to Muslims of the World، Blessed Model of the Holy Prophet ﷺ and Caricatures، Revelation, Rationality, Knowledge and Truth، پیغامِ صلح۔ پھر نبوت اور خلافت، گورنمنٹ انگریزی اور جہاد اور اسی طرح بہت ساری مختلف کتب ہیں۔

بنگلہ ڈیسک: بنگلہ ڈیسک میں بھی یہ کام ہو رہے ہیں۔ کتابوں کے ترجمے بھی اور ایم ٹی اے کے پروگراموں کے لیے بھی کام ہو رہا ہے۔

چینی ڈیسک: اسی طرح چینی ڈیسک میں بھی اس سال چینی ڈیسک کی طرف سے دو نئی کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ ایک کتاب ہے جو چھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد کے متعلق سوالات کے تفصیلی جوابات ہیں۔ اور میرا ایبنن یونیورسٹی کا ایک لیکچر تھا اس کو انہوں نے چینی زبان میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔

ٹرکش ڈیسک: ٹرکش ڈیسک نے بھی کافی کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں ایم ٹی اے کا پروگرام بھی باقاعدہ آنا شروع ہو گیا ہے۔

عربک ڈیسک: عربک ڈیسک کے تحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا کام ہو رہا ہے۔

پھر جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ ایک کام جس میں عربک ڈیسک سے زیادہ اب ہمارے عرب بھائی شامل ہیں وہ ایم ٹی اے کا ’’الحوار المباشر‘‘ کا پروگرام ہے۔ اس کے بارہ میں مختلف خط آتے ہیں۔ بڑے دلچسپ ہوتے ہیں یہ تو بے تحاشا خطوط ہیں۔ کچھ نمونۃً میں پڑھ کے سناتا ہوں۔

مجید محمد صدیق صاحب کردستان عراق سے لکھتے ہیں کہ: میں آپ کو آسمانوں میں ڈھونڈتا رہا لیکن الحمدللہ اسی زمین پر ہی پا لیا۔ میں ایک کمزور مسلمان تھا، نماز بھی نہ پڑھتا تھا۔ قریب تھا کہ عیسائی ہو جاتا بلکہ ایک دفعہ میں گرجے بھی گیا اور وہاں ایک شخص نے مجھے عیسائی بنانے کی کوشش بھی کی لیکن احمدیت اور اس کی تعلیمات مجھے اسلام کی طرف واپس لے آئیں۔ میرے دل میں قرآن کریم کی محبت نہ تھی لیکن احمدی چینل نے کھول کر بتایا کہ محبتوں اور ہدایتوں کا سرچشمہ قرآن ہی ہے۔ اسی طرح وفاتِ مسیح کے مسئلہ کو واضح کر دیا اور یہ کہ شکوک و شبہات انجیل میں ہیں نہ کہ قرآن میں۔

حسن عابدین صاحب سیریا سے لکھتے ہیں کہ: میرا ایک بیٹا ہے جس کی عمر چالیس سال ہے جو بہت تُند خو اور سخت مزاج تھا۔ ہمیشہ گھر والوں سے اور دفتر کے لوگوں سے بھی جھگڑتا رہتا۔ نماز میں بھی باقاعدہ نہیں تھا۔ (اس کا کچھ دنوں پہلے خط آیا تھا) لیکن چار ماہ سے مجھے اس میں بہت ہی عجیب و غریب تبدیلی نظر آ رہی تھی۔ (یہ پرانے احمدیوں کے لیے بھی سننے والی بات ہے۔) مثلاً وسعتِ حوصلہ، بچوں کو وقت دینا، اُن کے ساتھ کھیل کود کرنا، خود نمازوں اور تہجد کی پابندی کرنا اور گھر والوں کو بھی نمازِ تہجد کی تلقین کرنا وغیرہ۔ جب میں نے اُس کے دوستوں سے رابطہ کیا تو اُنہوں نے بھی کہا کہ وہ بالکل بدل گیا ہے اور خود میں نے بھی کئی دفعہ اُسے نماز میں روتے دیکھا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتے ہی اُس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ جب تبدیلی کا سبب پوچھا تو اُس نے بتایا کہ میں نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کر لی ہے۔ اس پر میں نے ایک عالم دین کو فون کر کے اس سے جماعت احمدیہ کے بارہ میں پوچھا۔ اُس نے کہا کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ جب میں نے تکفیر کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ ہم اُن کے بارہ میں کچھ نہیں جانتے لیکن پاکستان کے علماء جو ہم سے بڑے علماء ہیں، (عربوں سے بھی بڑے علماء ہو گئے) اور ان کی معلومات اور علم ہم سے زیادہ ہے انہوں نے اِس جماعت کو کافر ٹھہرایا ہے اِس لیے ہم ان کی رائے پر عمل کرتے ہیں (غور نہیں کرنا)۔

کہتے ہیں کہ: اِس پر میرے اندر جماعت احمدیہ کے عقائد معلوم کرنے کا تجسس بڑھا۔ اپنے بیٹے میں واضح روحانی تبدیلی دیکھ چکا تھا۔ میں نے تمام اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ آپ لوگوں کے پروگرام دیکھنے شروع کیے اور کتب کا مطالعہ کیا اور ہم ان عقائد پر بحث کرتے رہے اور جماعتی تفاسیر کا دوسروں کی بیان کردہ تفاسیر سے موازنہ بھی کرتے رہے۔ حتیٰ کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے دلوں کو یقین سے منور کر دیا۔ جماعت کی صداقت کھل جانے کے بعد اور اپنے اور کچھ گھر والوں کی خوابوں کی بنا پر ہم نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے بیعت کر لی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ’’جب امام مہدی آئے تو اس کی بیعت کرنا خواہ اس کے لیے تمہیں برف کے پہاڑوں پر سے رینگ کر جانا پڑے‘‘۔

مکرم حیات البیلی صاحب عراق سے لکھتے ہیں کہ: ایک دن میں نے اُمتِ مسلمہ کی بدحالی اور انتشار سے بہت پریشان ہو کر نماز میں خدا تعالیٰ سے بہت دعا کی کہ اے خدا! اب تو امام مہدی کو مبعوث فرما دے! میرے دل میں اس وقت کے عقیدے کے مطابق یہ خواہش پیدا ہوئی کہ

امام مہدی آکر تلوار چلائیں اور مسلمانوں کو مظالم سے نجات دلوائیں۔ نماز کے بعد ایسے ہی ٹی وی کے مختلف چینل گھمانے لگا کہ شاید کسی اسلامی چینل پر کہیں امید کی کوئی کرن نظر آئے کہ اچانک آپ کا چینل مل گیا اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے اشعار سننے کی توفیق ملی۔ جب میں نے امام مہدی کا لفظ سنا تو مارے خوشی کے میرے ہوش اُڑ گئے تو پھر میں نے تین پروگرام دیکھنے کے بعد اس ڈر سے بیعت کر لی کہ شاید مرنے سے پہلے آپ تک پہنچ سکوں یا نہ۔

ایک ڈاکٹر نظار توفیق صاحب شام کے ہیں کہتے ہیں کہ: خدا کے فضل سے مجھے چند سال قبل بیعت کی توفیق ملی۔ میں پیدائشی طور پر مذہب علوی کا تابع تھا اور کافی حد تک اس مذہب کے فلسفہ سے واقف تھا۔ اس لیے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پیش کردہ علوم کے نتیجے میں اس مذہب کی غلطیاں مجھے آسانی سے سمجھ آگئیں جن کی وجہ سے یہ لوگ مذہب کی رُو سے بہت دُور جا پڑے ہیں۔

تمیم صاحب لکھتے ہیں: ایم ٹی اے اور ہمارے لائیو (Live) پروگرام دیکھنے کے نتیجہ میں یہاں ایک بہت معروف خاندان کے ایک عمر رسیدہ عیسائی کو بفضلہٖ تعالیٰ بیعت کی توفیق ملی۔ یہ علمی اور تحقیقی طبیعت رکھنے والے دوست ہیں۔ اور عمان کے قریب ایک عیسائی آبادی پر مشتمل شہر میں رہتے ہیں۔ کئی سالوں سے چرچ کے ساتھ منسلک ہیں اور چرچ میں رات کے وقت موسیقی بجایا کرتے تھے۔

عرب جو ہیں بڑے جذباتی انداز میں لکھتے ہیں۔ آپ کو خط کا ایک نمونہ یہ بھی دکھا دیتا ہوں۔ بشیر عابدین صاحب شام سے مجھے لکھتے ہیں کہ: میں آپ کا خادم بلکہ حقیر ترین خادم ہوں۔ آپ سے ملاقات کے شوق میں نمناک آنکھوں سے یہ لکھ رہا ہوں کہ میری ساری زندگی مختلف فرقوں میں حق کی تلاش میں گزری ہے۔ لیکن الحمدللہ کہ خدا تعالیٰ نے ایم ٹی اے العربیہ دیکھنے کی توفیق دی جہاں فرشتے بول رہے ہوتے ہیں اور جن کے علم اور اخلاق نے مجھ پر جادو کر دیا ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے جماعت احمدیہ کے ذریعہ اپنے ربّ کو پہچانا ہے اور اسی جماعت نے میرے دل میں عشقِ مصطفیٰؐ پیدا کر دیا ہے۔ میری بیعت قبول فرمائیں۔

پھر مصطفیٰ صاحب لکھتے ہیں: میں آپ کا چینل ایک سال کے عرصہ سے زائد سے دیکھ رہا ہوں لیکن آپ کے ساتھ رابطہ کرنے کے لیے حالات سازگار نہ تھے۔ تقریباً بارہ گھنٹے آپ کے پروگرام سنتا ہوں۔ آپ وہ چیز پیش کرتے ہیں جو دنیا کا کوئی عالم دین پیش نہیں کرتا۔ جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد سچے مہدی نہیں ہیں میں کہتا ہوں کہ خدا کی قسم! آپ ہی سچے امام مہدی اور مسیح موعود ہیں۔ آج کل کے علماء قیامت کی علامات کے متعلق احادیث کو ظاہری معنوں پر محمول کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے برعکس آپ لوگ وہ بات کرتے ہیں جو خرافات سے دُور اور معقول ہے۔ آپ لوگ ہر شخص سے بڑھ کر اسلام سے محبت کرتے ہیں کیونکہ آپ محبت، بھائی چارے اور امن کی طرف بلاتے ہیں جس کی طرف اللہ اور اُس کے رسول بلاتے ہیں۔ میں ابھی تک احمدی نہیں لیکن عنقریب بیعت کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے کئی بار دعا اور استخارہ کیا ہے جس سے لگا کہ آپ ہی وہ جماعت ہیں جو صراطِ مستقیم پر قائم ہے اور اسلام سے محبت رکھتی ہے۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ جو شخص آپ کے راستے پر چلتا ہے وہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے۔ (آگے میرے متعلق لکھتے ہیں کہ) اور یہ بات حضرت خلیفۃ المسیح کے افریقہ اور دیگر ملکوں کے دوروں سے عیاں ہوتی ہے۔ اپنی دعاؤں اور استخاروں کے دوران میں نے محسوس کیا ہے کہ براعظم افریقہ کے لوگ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر چلتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں۔

پھر ایک دوست عماد عبدالبدین صاحب مصر سے لکھتے ہیں کہ: میں ٹی وی کے آگے بہت کم بیٹھتا تھا لیکن بیماری کی وجہ سے ایک دن میں بیٹھا مختلف چینل بدل رہا تھا کہ اچانک آپ کا چینل مل گیا۔ مجھے ایک خزانہ مل گیا۔ اگر میری بیماری نہ ہوتی تو شاید اس خزانہ سے محروم رہتا۔ اس پر میں خدا کا شکر گزار ہوں کیونکہ میرے ذہن میں مذہب کے بارہ میں بہت سے سوالات پیدا ہوتے تھے جن کا جواب مجھے کبھی نہ ملتا تھا اور کوئی میری تسلی نہ کراتا تھا۔ خدا شاہد ہے کہ یہ چینل اور اس کے چلانے والے نیک لوگ میرے درد کی دوا بن گئے حتی کہ میں سخت بیماری کی ساری تکلیفیں بھول کر خلیفۃ المہدی کی محبت سے مجبور ہو کر انٹرنیٹ کیفے گیا ہوں تا کہ یہ خط بھیجوں۔ آپ کا چینل اِس دنیا میں اُمید کی ایک واحد کرن ہے۔ آپ کے پاس محمدیؐ فیوض کا خزانہ ہے۔

مصر سے ایک دوست احمد محمد صالح صاحب جو سٹوڈنٹ ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ: میں بفضل خدا حافظ قرآن ہوں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب میں نے پہلی دفعہ حضرت مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام کی تصویر دیکھی تو میرا پہلا احساس یہ تھا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔ میرے دل نے یہ کہا کہ کاش! میں اس شخص کا خادم اور غلام بننے کی سعادت پا جاؤں کیونکہ خدا کی قسم! یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔

مکرم محمد مقبول صاحب لبنان سے لکھتے ہیں کہ: گزشتہ دنوں میں اپنے صوفے پہ بیٹھا ہوا پروگرام ''الحوار المباشر'' دیکھ رہا تھا۔ (ایک دن بیت الفتوح میں ان کا پروگرام ہو رہا تھا۔ اتفاق سے مَیں اس میں چلا گیا۔ تو کہتے ہیں کہ) جب مکرم شریف صاحب نے آپ کے آنے کا اعلان کیا تو میرا حال اُس شخص کی طرح تھا جس کے پاس اچانک کوئی فوجی جرنیل آ جائے۔ اِس منظر کے رعب سے چھلانگ لگا کر اُٹھ بیٹھا۔ قریب تھا کہ میرا سر چھت سے جا لگتا۔ میں نے شدّتِ رُعب سے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیے اور آنسو جاری ہو گئے۔ میں برف کی طرح ٹھنڈا ہو گیا اور آپ کی باتیں سننے لگا۔ اس وقت میرے سامنے یہ آیت آ گئی: لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ۔''

پھر کبابیر سے ایک بہن عائشہ عبدالکریم عودہ صاحبہ ہیں یہ بھی اس پروگرام کے بعد لکھتی ہیں کہ: آپ کا ''الحوار المباشر'' میں یوں اچانک آنا کس قدر خوشی اور فرحت اور سرور کا موجب ہوا اس کا بیان الفاظ میں ناممکن ہے۔ ایسے لگا جیسے فرشتوں کا لشکر آپ کے ساتھ سٹوڈیو میں داخل ہو گیا ہے۔ مارے خوشی کے میری تو جیسے سانس ہی بند ہو گئی۔ میرے والد صاحب زار و قطار رونے لگ گئے۔ دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت سے محبت میں بڑھائے اور اس کے ساتھ چمٹے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس طرح کے بہت سارے واقعات ہیں۔

پھر کبابیر سے ایک غیر احمدی عورت نے سٹوڈیو میں جانے کی وجہ سے لکھا کہ: آپ کے آنے سے میری حیرت کی انتہا نہ رہی اور میں بے انتہا متأثر ہوئی۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر میری یہ حالت ہے تو اُن کی کیا حالت ہو گی جو اس وقت وہاں سٹوڈیو میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

پھر مصر کے ایک دوست علی احمد نے کہا: میں نے بیعت تو کر لی تھی لیکن مجھے خلافت کی حقیقت اور خلیفۂ وقت کی عظمت کا اندازہ نہ تھا۔ نہ ہی یہ معلوم تھا کہ خلیفۂ وقت کے وجود کی افراد جماعت کے دلوں پر کیا تاثیر ہوتی ہے؟ ان ساری باتوں کا عرفان ''الحوار المباشر'' کے خلافت کے موضوع پر آخری پروگرام سے حاصل ہوا۔

اس خط کا ترجمہ لکھنے والے، یہ رپورٹ دینے والے لکھتے ہیں کہ اس دوست پر ان کے احمدی ہونے کے بعد ان کے غیر احمدی خاندان کا بڑا اثر تھا۔ لیکن جب سے میں الحوار المباشر کے پروگرام میں گیا ہوں، اور عربوں سے براہِ راست وہاں چند باتیں کی تھیں۔ اُس کے بعد کہتے ہیں کہ ان کا ایمان بہت مضبوط ہو گیا اور انہوں نے بغیر کسی کی پروا کیے اپنی بیوی کے ساتھ جماعت کے ساتھ آ کے نماز جمعہ میں بھی شرکت کرنی شروع کر دی ہے اور وہ دونوں ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار ہیں۔

.... (باقی آئندہ)

قبولیت دعا

ڈاکٹر ہمایوں ملک۔ آئرلینڈ

یہ واقعہ جنوری 2003ء کا ہے۔ خاکسار ستمبر 2002ء میں آئرلینڈ میں اپنے میڈیکل کے امتحان کی غرض سے آیا اور جب ابتدائی ویزا جو تین مہینہ کا تھا نومبر 2002ء میں اختتام کے قریب تھا کہ میں نے اُس وقت کے صدر صاحب جماعت آئرلینڈ مکرم ڈاکٹر علیم الدین صاحب اور اپنے گھر والوں سے مشورہ کیا کہ پاکستان واپس جانا چاہئے، یا پھر یہیں آئرلینڈ میں مستقل رہائش اختیار کی جائے۔ مکرم صدر صاحب کا حُکم ہوا کہ مجھے یہاں پناہ کی درخواست دے دینی چاہئے (یاد رہے کہ آئرلینڈ میں اس سے پہلے کسی احمدی نے پناہ (Asylum) کی درخواست نہیں دی تھی) اس وقت میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھی خط لکھا اور نومبر 2002ء میں Asylum کی درخواست دے دی۔ بطور ایک پروفیشنل ڈاکٹر ہونے کے میرے لئے یہ مشکل تھا کہ میں سرکاری ہوسٹل میں اُن کی دی ہوئی رہائش کو قبول کرتا، جس کے نتیجے میں وہ مجھے آئرلینڈ کے کسی بھی چھوٹے سے شہر میں بھیج دیتے جہاں کا ماحول (خاص طور پر اُن سالوں میں جہاں سالانہ پناہ گزیں درخواستیں دس ہزار سے زائد ہوا کرتی تھیں) میری تعلیم کو مزید جاری رکھنے میں ہرگز مددگار ثابت نہ ہوتا۔ لہٰذا میں نے الگ اپنی رہائش رکھنے کا فیصلہ کیا۔ جس کے نتیجے میں سرکاری طور پر مجھے صرف تقریباً 19 یورو ہفتہ وار ہی حاصل ہو سکتے تھے جب تک کہ میرا کیس منظور نہ ہو جائے۔

بہرحال میرے ساتھ کراچی (پاکستان) سے آنے والے ایک غیر احمدی ڈاکٹر نے اور مَیں نے مل کر ڈبلن شہر میں ایک چھوٹا سا فلیٹ کرائے پر حاصل کیا اور پھر ایک اور عرب مسلمان نے بھی ہمارے فلیٹ میں کرائے پر کمرہ لیا۔ یوں ہم تین افراد مل کر 180 یورو فی ہفتہ کرایہ ادا کرتے رہے۔ اور میں نے اپنے کیس کے ساتھ ساتھ اپنی تعلیم جاری رکھی۔

جنوری 2003ء میں ہی دو مہینوں کے بعد میرے ساتھ پاکستان سے آنے والے غیر احمدی ڈاکٹر نے واپس پاکستان جانے کا فیصلہ کر لیا اور اُس کے جانے کے تقریباً دو ہفتے بعد دوسرے Room Mate عرب مسلمان لڑکے نے بھی اچانک ایک صبح مجھے بتایا کہ اُس کی جاب (Job) دوسرے شہر میں منتقل ہونے کی وجہ سے وہ بھی یہاں مزید نہیں رہ سکتا اور پھر اُسی شام وہ بھی روانہ ہو گیا۔ چونکہ دوران Asylum کام کرنے کی مکمل اجازت نہیں ہوتی، تو میں صرف ہفتہ اور اتوار کو ایک دکان پر کام کر کے اپنے حصہ کا 60 یورو ادا کیا کرتا تھا (اور باقی دو افراد اپنے 60 یورو دیتے تھے۔ یوں ہفتہ بھر کا کرایہ 180 یورو ادا ہوتا تھا) اس طرح اچانک اُن دونوں کے چلے جانے سے پورا کرایہ مجھے ادا کرنا پڑ رہا تھا جو میرے لئے تقریباً ناممکن تھا۔ بہرحال جو پیسے میں پاکستان سے ساتھ لایا تھا مَیں انہیں استعمال کرنے لگا اور دن رات مختلف جگہوں پر Room To Share کے اشتہار دیئے۔ شام کی مقامی اخباروں میں اور مختلف کالج اور یونیورسٹیوں کے نوٹس بورڈ پر بھی اشتہار آویزاں کیا مگر کوئی خاطر خواہ نتیجہ حاصل نہ ہو رہا تھا۔ چونکہ لڑکیوں کی تعداد کالجوں، یونیورسٹیوں میں زیادہ تھی تو کئی خواتین کمرہ کرائے پر لینا چاہتی تھیں مگر ایک احمدی مسلمان ہونے کے ناطے یہ میرے لئے قطعی طور پر قابلِ قبول نہ تھا۔ آہستہ آہستہ کر کے وہ ساری جمع کی ہوئی رقم بھی خرچ ہو گئی جو میں پاکستان سے اپنے امتحان کے لئے fees جمع کروانے کے لئے ساتھ لایا تھا۔ میری پریشانی روز بروز بڑھنے لگی اور میرے لئے اُس گھر کو چھوڑنا بھی ممکن نہ تھا کیونکہ Asylum کے دفتروں وغیرہ میں یہی address دیا ہوا تھا اور مَیں نہیں چاہتا تھا کہ انٹرویوز وغیرہ سے پہلے کہیں اور منتقل ہوں۔

بالآخر وہ دن آ پہنچا جس دن میری ساری جمع پونجی ختم ہو گئی۔ اُس دن بدھ کی شام کالج کی لائبریری سے گھر کے لئے روانہ ہوا، اور راستہ بھر شدید پریشانی کے عالم میں یہ سوچتا رہا کہ جمعہ کو کرایہ کس طرح سے ادا کر سکوں گا۔ پہلی بار دیارِ غیر میں خود کو بالکل تنہا محسوس کیا۔ اُن دنوں آئرلینڈ میں جماعت بہت چھوٹی تھی اور ہمارا مرکز Galway میں تھا اور زیادہ تر افراد بشمول صدر صاحب جماعت کے Galway میں مقیم تھے۔ چونکہ مجھے آئرلینڈ آئے ہوئے ابھی زیادہ وقت نہیں ہوا تھا اس لئے باقی احمدیوں سے واقفیت بھی بہت کم تھی جس کی وجہ سے مَیں نے کسی سے قرض لینا مناسب نہ سمجھا۔

اسی پریشانی اور کشمکش میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کا خط تحریر کیا اور فیکس کی اور رات گئے گھر پہنچا۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ کِس طرح میں 180 یورو کا انتظام جمعہ کے دن تک کر پاؤں گا۔ اِسی گھبراہٹ اور پریشانی کی حالت میں، مَیں نے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعا کی کہ میرے خدا اب تیرے سوا میرا کوئی مددگار نہیں۔ مَیں ایک گناہگار اور کمزور انسان ہوں۔ تُو ہی غیب سے میرے لئے اس رقم کا انتظام فرما۔ اسی دعا اور رقّت کی حالت میں میری آنکھ لگ گئی۔

صبح جب میری آنکھ کھلی تو مَیں نے محسوس کیا کہ جیسے میرے سینے سے سارا بوجھ اُتر چکا تھا اور میں خود کو بہت پُرسکون محسوس کر رہا تھا۔ یہ جمعرات کا دن تھا جس دن مجھے پوسٹ آفس سے ہفتہ وار 19 یورو ملا کرتے تھے۔ رقم لینے کے لئے میں پوسٹ آفس پہنچا۔ جب میں اپنی باری آنے پر کاؤنٹر پر پہنچا تو اُس عورت نے میرا سوشل کارڈ Punch کیا اور مجھے 119.80 یورو تھما دیئے۔ میں حیرانگی سے اُس کی شکل دیکھنے لگا اور استفسار کیا کہ آپ کو کوئی غلطی لگی ہے۔ مجھے تو ہر ہفتہ 19 یورو ملا کرتے ہیں۔ اس بات پر وہ کاؤنٹر پر بیٹھی عورت مسکرائی اور جواب دیا کہ میں آپ کو وہی رقم دے رہی ہوں جو سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ نے

باقی صفحہ 27 پر ملاحظہ فرمائیں

حاصل مطالعہ

میری بیٹی اور کائنات

عثمان احمد

وہ دن ان چند گنے چنے دنوں میں سے تھا جب سورج کی تیز روشنی کے ساتھ ساتھ ایک خنکی مائل بادنسیم بھی چہارسو پھیل جاتی ہے۔ آسمان سمندر کی طرح گہرا نیلا تھا، درخت اس سے پہلے کبھی اتنے سرسبز وشاداب محسوس نہیں ہوئے تھے۔ موسم گرما کی آمد آمد تھی، جس کے آنے سے تمام خوبصورتی جھلستی ہوئی لگتی ہے، لیکن اس سے ان لمحات کی شگفتگی پر کوئی اثر نہیں پڑ رہا تھا۔

میں اور میرے گھر والے ہفتہ وار تعطیلات گزارنے اسلام آباد کی جانب رواں دواں تھے۔ بھیرہ کے مقام پر ہم سی این جی بھروانے کے لئے گاڑیوں کی ایک لمبی قطار میں پھنس گئے، لیکن اس امید پر کہ جلد ہی چار روزہ چھٹیاں اور گیس کا ایک بھرا ہوا سلنڈر ہمارا ہوگا۔

میری اہلیہ اور بیٹا ریسٹ ایریا کی جانب بڑھ گئے۔ ان وجوہات کی بنا پر جو چھوٹے بچوں کے ساتھ ہمیشہ پیش آتی ہیں میری بیٹی نے سامنے والی سیٹ کے خالی ہوتے ہی موقع کا فائدہ اٹھایا اور آگے آ کر اپنے ابّو کے ساتھ بیٹھ گئی۔ وہ اس وقت تقریباً ایک سال کی تھی۔

آگے آتے ہی اس نے گیئر سٹک کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کر دی، جس پر میں نے اس کو منع کیا۔ گیئر سٹک کے بعد اس کی توجہ gloves باکس پر مرکوز ہوگئی۔ میں نے اپنے زیر نظر اس کو گلووز باکس سے کھیلنے دیا۔

ہمارے آگے ایک سوزوکی مہران گاڑی کھڑی تھی۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنی گنجائش سے کہیں زیادہ لوگوں کا بوجھ برداشت کئے ہوئے تھی۔ سی این جی کی قطار آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی کہ اچانک اگلی گاڑی کے دروازے کھلے اور 6 مولوی حضرات گاڑی سے برآمد ہوئے۔ ان سب نے جی بھر کے انگڑائیاں لینی شروع کر دیں۔ ان میں سے ایک نے میری بیٹی کو دیکھا اور مسکرایا۔ میری بیٹی بھی جواباً مسکرائی اور پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ پھر وہ میری جانب مڑی اور پھر اسی دوستانہ چہرے کی جانب دیکھ کر وہ ایک بار پھر کھلکھلا اٹھی۔ میں نے بھی گردن کی جنبش سے ان صاحب کی خوش مزاجی کا جواب دیا۔ ایسے عارضی اور کم دورانیے کے تعلقات انسانی سرشت کا حصہ ہیں۔ ان کچھ مسکراہٹوں کے تبادلوں کے بعد یہ تعلق بھی ختم ہوگیا۔

پھر اچانک میرے ذہن کی گہرائیوں سے ایک خیال اٹھا۔

"اگر ان صاحب کو معلوم ہوتا کہ یہ بچی احمدی ماں باپ کی ہے، کیا تب بھی ان کا رویہ ایسا ہی دوستانہ ہوتا؟"

کیا ان کے چہرے کے تاثرات مسکراہٹ کے بجائے شدید غصّے میں بدل جاتے؟

کیا انہیں اس کی معصوم آنکھوں میں ارتداد کی جھلک نظر آتی؟ کیا پیار اور ہم دلی کے احساسات نفرت سے بدل جاتے؟ کیا وہ اسے زندہ رہنے دیتے یا اسے مرتے دیکھنا چاہتے؟

مَیں بذات خود کبھی گوجرانوالہ نہیں گیا۔ لیکن جتنا میں جانتا ہوں اس کے مطابق یہ ایک چھوٹا سا مگر زندہ دل شہر ہے جہاں پہلوان بڑی تعداد میں رہتے ہیں۔ گوجرانوالہ ایک طرح سے پاکستان کا غذائی دارالحکومت بھی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں آپ بٹیر کھانے یا قدیم طرز کی کشتی دیکھنے ضرور جانا چاہیں گے۔

لیکن 28 اور 29 رمضان کی درمیانی رات یہ شہر ایک بھیانک المیے کا شاہد بنا۔

یہ سب تب شروع ہوا، جب ایک احمدی نوجوان پر خانہ کعبہ کی توہین آمیز تصویر فیس بُک پر شائع کرنے کا الزام عائد کیا گیا۔ اس لڑکے کا الزامات کی حقانیت سے انکار عوامی جذبات کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کافی ثابت نہیں ہوا، اور اس لڑکے سے انتقام کا مطالبہ زور پکڑنے لگا۔ لوگ جمع ہونے شروع ہوئے۔

مقامی تاجر تنظیموں نے تمام قریبی دکانوں کو کاروبار جلدی بند کر دینے یا نتائج بھگتنے کا عندیہ دے دیا تھا۔

لوگوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی، اور آخر کار مشتعل افراد نے اس احمدی بستی پر دھاوا بول دیا جس سے وہ لڑکا تعلق رکھتا تھا۔ پھر اچانک مظاہرین کی کرخت آوازوں کے ساتھ ایک آگ جل اٹھی۔ پھر ایک اور، پھر ایک اور۔

چند ہی لمحوں میں متعدد احمدی گھروں کو نذر آتش کر دیا گیا۔ آگ لگانے والے مظاہرین جلتے گھروں کو دیکھ کر خوشی سے ناچتے رہے، جبکہ پولیس خاموش تماشائی کی طرح دُور کھڑی یہ تمام منظر دیکھتی رہی۔

مشتعل غول اب صرف آتش باز نہیں، بلکہ ایک قاتل بھی بن چکا تھا۔ ان کی لگائی ہوئی آگ میں 3 معصوم جانیں ہلاک ہو چکی تھیں۔ لیکن پھر بھی وہ اپنے اقدامات کے نتائج پر خوشی سے رقص کرتے رہے۔

ایک دن بعد مَیں نے آٹھ ماہ کی کائنات کے جنازے میں شرکت کی۔ کائنات عوامی جذبات کا نشانہ بننے والے تینوں افراد میں سب سے کم عمر تھی۔ اس کو اس کی سات سالہ بہن اور دادی کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا۔ ان کی آخری آرام گاہوں کے ساتھ ان دوسرے احمدیوں کی قبریں تھیں، جن سے ان کی زندگیاں ایسی ہی بے رحمی سے چھین لی گئیں تھیں۔

آٹھ ماہ کا عرصہ وہ عرصہ ہے، جس میں ایک بچے کی پیدائش کا عمل بھی مکمل نہیں ہوتا۔ اتنی عمر میں کائنات صرف اپنی ماں کی کوکھ سے ہی واقف تھی۔

خود غرضوں کی طرح مَیں نے اپنے بچوں کے بارے میں سوچنا شروع کیا۔ وہ تمام امیدیں، وہ تمام خواب جو مَیں نے اپنے بچوں کے بارے میں دیکھ رکھے تھے۔ کیسے میں نے ان کا خیال رکھنے میں کوتاہی برتی تھی، اور کیسے میں گھر جاتے ہی انہیں گلے سے لگا لینے والا تھا۔

پھر مجھے کائنات کی والدہ کا خیال آیا، جن کے پاس عید سے صرف ایک دن پہلے کوئی بیٹی نہ تھی جسے وہ کپڑے پہنا کر عید کے لئے تیار کرتیں۔

نہ بالوں کی وہ لٹیں جن کو سنوارا جائے، نہ وہ ہاتھ جن پر مہندی سجائی جائے۔

اپنے تمام تنہائی کے لمحات میں وہ یہ سب باتیں ایک کرب کے ساتھ یاد کرے گی۔ شاید اپنے معصوم بچوں کے کبھی نہ آنے والے مستقبل، انکے عروسی جوڑوں اور دیگر خوشیوں کو سوچتے ہوئے سرگوشیوں میں ان سے باتیں کریں گی۔

ایک گرم آنسو میری آنکھ کی قید سے آزاد ہو کر گال پر بہہ گیا اور نہ صرف مَیں، بلکہ میرے آس پاس موجود تمام افراد کی کم وبیش یہی حالت تھی۔

تمام لوگ غم واندوہ سے نڈھال تھے۔ کائنات جا چکی ہے، لیکن ایسا لگتا ہے کہ پوری کائنات اس کے ساتھ جا چکی ہے۔ کسی کے پاس اب اس لاوارث جگہ پر رہنے کے لئے کیا وجہ باقی رہی ہے۔

ایک انسانیت کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے، مَیں اب یہ جان چکا تھا۔

کیونکہ ہم سبھی مُردہ ہو چکے ہیں۔ مجھے جواب مل چکا ہے۔ کاش کہ مجھے جواب نہ ملا ہوتا۔

[**بشکریہ:**
http://urdu.dawn.com/news/1007879/05aug14-my-daughter-and-kainat-usman-ahmed-bm-aq]

کائنات، حرا اور گھٹن

قاصد کی عمر ابھی ایک سال بھی نہیں مگر وہ اپنے والد کی گود میں آنکھیں بند کیے دنیا مافیہا سے بے خبر لیٹا ہوا تکلیف سے ہولے ہولے کراہ رہا تھا یا شاید اسے سانس لینے میں تکلیف ہو رہی تھی۔

قاصد کے سر کے اگلے حصے کے بال کھال سمیت جھلسے ہوئے اور اس کے کان اور آنکھوں کے اوپری حصے میں ابھی تک دھوئیں کی سیاہی کے اثرات موجود تھے، جبکہ جسم پر جھلسنے کے آثار بتا رہے تھے کہ شاید وہ کسی بھٹی میں سے نکل کر آیا ہے۔

درحقیقت قاصد اُن 11 افراد میں سے ایک بچہ تھا جو گوجرانوالہ کے علاقے کچی پمپ والی میں ایک احمدی گھر میں ایک ہجوم کے حملے کے نتیجے میں محبوس ہو گئے تھے۔

قاصد کے والد اس کے بھائی مصوّر کی حالت بھی دکھانا چاہتے تھے تو اسے کمرے میں لینے گئے اور قاصد کو میری گود میں ڈال دیا۔

مجھے نہیں معلوم کہ اس وقت میری کیا حالت تھی مگر مجھے یہ اب ضرور معلوم ہے کہ جب ہجوم قاصد کے گھر پر حملہ آور ہوا تو وہ اپنی ماں کی گود میں اپنے کزنز اور بھائی کے ساتھ اس امید پر چھپ گیا کہ شاید ہجوم کو رحم آجائے اور اسے بخش دیا جائے۔

قاصد کے والد نے بتایا کہ 'جب اس کمرے کے دروازے پر لگے تالے کو توڑنے کی کوششیں ناکام ہوئیں تو ہجوم نے تالے میں ایلفی ڈالی اور اِدھر اُدھر سے پلاسٹک اور دوسرا سامان اکٹھا کیا اور کھڑکی کے شیشے توڑ کر آگ لگا دی'۔

بات یہیں نہیں ختم ہو جاتی بلکہ 'جانے سے پہلے ہجوم میں موجود افراد نے اندر موجود بے بس محبوس ماؤں اور بچوں کو ہاتھ ہلا کر گڈ بائے کہا اور مرنے کے لیے چھوڑ کر چلے گئے۔' اتنی دیر میں قاصد کا بھائی مصور آ گیا جو گُم سم سہا، ڈرا ہوا اپنے باپ کی چھاتی سے لپٹا سسکیاں لے رہا تھا۔ باپ نے مجھے بتایا کہ اگر چند منٹ کی تاخیر ہو جاتی تو دونوں بھائیوں اور ان کی ماں اور کزنز بھی شاید نہ بچتیں۔

مگر ان چند منٹوں کی تاخیر کے دوران ہی معصوم کائنات اور حرا اپنی جان سے گئیں جن کی لاشوں کے کھلے منہ اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ اس معاشرے میں اب کتنی ناقابلِ برداشت گھٹن، کتنی حبس ہے جس میں انہیں سانس لینے میں اتنی مشکل تھی کہ لحد میں اترتے ہوئے بھی ان کے چہرے چند تازہ ہوا کے جھونکوں کے لیے بے تاب، بے صبر دکھائی دیتے ہیں۔

قاصد اور مصور ان دونوں بچوں کے اصلی نام نہیں اور انہیں ان کے تحفظ کے لیے تبدیل کیا گیا ہے مگر کائنات اور حرا انہی دو معصوموں کے نام ہیں جو اس گھٹن زدہ معاشرے سے اس 'مشتعل ہجوم' کے ہاتھوں 'دو گروہوں' کے تصادم کے نتیجے میں اس دنیا کو چھوڑ کر منوں مٹی تلے دفن ہو گئیں۔

مگر ان کی کھچی ہوئی نسوں اور سانس کے منتظر چہروں پر یہ بات چیخ چیخ کر متوجہ کر رہی تھی جو ٹوئٹر پر ایک ٹویٹ میں بھی لکھی گئی کہ 'اس ملک کو توہینِ انسانیت کے قانون کی ضرورت ہے۔'

[یہ تحریر ایک سماجی کارکن نے بھجوائی ہے جن کا نام اُن کی حفاظت کے پیشِ نظر نہیں دیا گیا جنہوں نے گوجرانوالہ واقعے کے متاثرین سے ملاقات کی۔]

[**بشکریہ:**
http://www.bbc.co.uk/urdu/pakistan/2014/08/140805_gujranwala_victims.shtml]

☆......☆......☆

بقیہ: **قبولیت دعا** از صفحہ نمبر 26

آپ کے نام کے ساتھ اس اکاؤنٹ پر بھیجی ہے۔ اور پھر فوراً ہی رسید دستخط کے لئے میرے سامنے کر دی جس کو Sign کر کے مَیں نے وہ تقریباً 120 یورو وصول کر لئے۔

یہ رقم حاصل کر لینے کے بعد مجھ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی۔ میرا دل شکر کے جذبات سے بھر گیا کہ کس طرح اس غریب کی گریہ وزاری کو خدا تعالیٰ نے قبولیت کا شرف بخشا اور جس قدر رقم مجھے اگلے دن (جمعہ کو) مالکِ مکان کو دینے کے لئے درکار تھی، خدا تعالیٰ نے غیب سے میرے لئے ان پیسوں کا انتظام کر دیا۔ میں نے فوراً حضور رحمہ اللہ کو فیکس کی کہ خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا اور آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے میری مشکل آسان کر دی ہے۔

اسی طرح اس رقم کے آنے کا سلسلہ اس وقت تک چلتا رہا جب تک کہ مجھے Room Mates نہ مل گئے۔ جس میں تقریباً 2 مہینے لگ گئے۔ اور اس کے بعد بھی مزید چند ہفتے یہی سلسلہ چلتا رہا۔ یہانتک کہ جتنی رقم مجھے میرے امتحان وغیرہ کے لئے درکار تھی وہ بھی جمع ہو گئی، تو ایک دن جب حسبِ معمول جمعرات کو میں پوسٹ آفس رقم لینے پہنچا تو کاؤنٹر پر موجود شخص نے مجھے بتایا کہ میرے نام کوئی رقم نہیں آئی اور یہ ہدایت کی کہ مَیں مقامی سوشل ویلفیئر کے دفتر میں جاؤں۔ لہٰذا میں اُس دفتر میں پہنچا، جہاں ویلفیر آفیسر نے ساری بات کھول کر بیان کی کہ ان کے کمپیوٹر میں خرابی کی وجہ سے مجھے اضافی رقم مل رہی تھی جس کا مَیں حقدار نہیں تھا۔ مجھے کچھ پریشانی لاحق ہوئی۔ اس نے استفسار کیا کہ وہ رقم کہاں ہے؟ مَیں نے جواب دیا کہ چونکہ میں گورنمنٹ کے دیئے گئے پناہ گزین ہوسٹل میں نہیں رہ رہا ہوں لہٰذا میں نے وہ رقم کرایہ میں ادا کی ہے اور ساتھ کچھ رقم اپنی اعلیٰ تعلیم میں صَرف کی ہے۔ میری اس بات پر اللہ تعالیٰ نے شاید اس کا دل نرم کر دیا اور کہا کہ چونکہ یہ غلطی ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی ہے لہٰذا تمہیں یہ زائد رقم واپس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر ایک اور فضل اور احسان تھا کہ جتنی رقم مجھے کرائے کے لئے درکار تھی نہ صرف وہ مہیا کی بلکہ میری بقایا جمع پونجی جو میں خرچ کر چکا تھا وہ بھی پوری کی پوری لوٹا دی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کا یہ قول برحق ہے کہ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ (البقرۃ:187) مَیں دعائیں کرنے والوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتے ہیں۔

☆......☆......☆

بقیہ جاپان کا انٹرنیشنل بک فیئر

از صفحہ نمبر 40

ایک سرکردہ سعودی شخصیت کی ہمارے سٹال پر آمد

جاپان میں مقیم ایک ممتاز سعودی دوست ہمارے سٹال پر تشریف لائے۔ پہلے دن انہوں نے ابتدائی تعارف کے بعد کچھ کتابیں حاصل کیں اور کہنے لگے کہ کل تفصیلی بات کرنے کے لئے آنا چاہتا ہوں۔ اگلے دن بات شروع ہوئی تو انہوں نے کہا کہ مجھے امام مہدی اور مسیح موعود کے دعویٰ کے بارہ میں کچھ بتائیں۔ جب انہیں تفصیلات بتائیں گئیں تو کہنے لگے کہ وحی کا نزول بند ہو چکا ہے اور نبی کا آنا بہت مشکل ہے کیونکہ آیت خاتم النبیین اس راہ میں رکاوٹ ہے۔ ہم نے مختلف آیات اور مثالیں پیش کیں کہ قرآن کریم کی رُو سے تو وحی کا نزول بند نہیں ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفات ازلی ابدی ہیں۔

پھر انہوں نے دجال کے ظہور اور مسیح موعود کے نزول کے بارہ میں سوال کیا اور جب ہم نے انہیں بتایا کہ سعودی عرب سمیت اسلامی ممالک اور معاشرے جس پریشانی کا شکار ہیں، طرح طرح کے فتنوں نے انہیں گھیرا ہوا ہے اور وہ ہر طرف سے سازشوں کا شکار ہو رہے ہیں یہ سب کچھ دیکھ کر بھی آپ کسی اور دجال کے منتظر ہیں۔؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعووں کے بارہ میں بات ہوئی تو ہم نے وفات مسیح کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظریہ پیش کیا۔ قرآن کریم کی تین چار آیات ہی پیش کی گئی تھیں کہ وہ کہنے لگے کہ وفاتِ مسیح کی مجھے سمجھ آ گئی ہے اور مَیں اعلان کرتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں اور وہ آسمان سے نازل نہیں ہوں گے۔

پھر وہ کہنے لگے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کو اعجاز کے طور پر پیش فرمایا ہے امام مہدی اور مسیح موعود کا معجزہ کیا ہے؟ ہم نے حضور کی متعدد پیشگوئیوں اور اکناف عالم میں اشاعتِ اسلام کی کاوشوں کا ذکر کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اعجاز کا ذکر کرتے ہوئے وفات مسیح کے اعلان کو بطور نشان پیش کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی آیات کی رُو سے جب یہ انکشاف فرمایا تو ہر طرف سے کفر کے فتوے لگنے لگے لیکن آج ارضِ حجاز کا ایک باشندہ یہ اعلان کر رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وفات مسیح کا دعویٰ سچا ہے تو کیا یہ اعجاز نہیں۔؟

''خلیج کا بحران اور نظام نو'' کا مطالعہ کرنے کے بعد اُن کی رائے تھی کہ آج بعینہٖ وہی حالات درپیش ہیں جن کے بارہ میں امام جماعت احمدیہ نے انذار کیا تھا۔ بعض عربی کتب اور ویب سائٹ کا ایڈریس انہیں دیا گیا اور انہوں نے مزید تحقیق کی خواہش ظاہر کی ہے۔

یونیورسٹی کے دو پروفیسرز کی جماعت احمدیہ کے بارہ میں تحقیق

ٹوکیو یونیورسٹی کے پروفیسر Mr.Masayuki Akutsu اور اسلامی علوم پر تحقیق کرنے والی محققہ Mrs.Akiko Komura نے بھی ہمارا سٹال وزٹ کیا۔ پروفیسر Akutsu صاحب گزشتہ تین سال سے زیر رابطہ ہیں۔ نومبر 2014ء میں حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف حاصل کر چکے ہیں اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں تحقیق کی غرض سے ربوہ کا دورہ کر چکے ہیں۔ ربوہ میں قیام کے دوران وہ جن چیزوں سے غیر معمولی متاثر ہوئے ان میں سے ایک جامعہ احمدیہ کا نظام اور طلباء کی علمی و غیر نصابی سرگرمیاں ہیں۔ جامعہ احمدیہ کے دونوں سیکشن کے دورہ، پرنسپل صاحبان سے ملاقاتیں اور طلباء کے ساتھ اُن کے مشفقانہ رویہ اور جسمانی کھیلوں کے پروگراموں کی طرف توجہ نے انہیں غیر معمولی طور پر متاثر کیا۔

جماعت احمدیہ جاپان سے تین طلباء اس وقت جامعہ احمدیہ کینیڈا میں زیر تعلیم ہیں۔ امسال ان طلباء نے بھی بُک فیئر میں شرکت کی اور پروفیسر Akutsu صاحب نے جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم طلباء سے ملاقات اور انٹرویو کرنے کی خواہش ظاہر کی اور بک فیئر کے دوران ڈیڑھ گھنٹہ تک مکرم حزقیل احمد صاحب اور مکرم نجیب اللہ ایاز صاحب کا تفصیلی انٹرویو کیا اور جامعہ احمدیہ کے نظام تعلیم اور مختلف سرگرمیوں کی تفصیل حاصل کی۔

Mrs.Akiko Komura ''جاپان میں اسلام'' کے بارہ میں ایک تحقیقی مقالہ لکھ رہی ہیں، انہوں نے جماعت احمدیہ جاپان کی تاریخ کے بارہ میں معلومات حاصل کیں اور 4 جون 1935ء کو تشریف لانے والے پہلے مبلغ مکرم صوفی عبدالقدیر صاحب کی تصویر اور تعارف حاصل کیا۔

NHK ریڈیو سے انٹرویو

جاپان کے قومی ادارہ NHK کی نمائندہ نے اسلام کے پیغام کے حوالہ سے خاکسار کا انٹرویو کیا۔ جاپانی ترجمۃ القرآن اور لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے تعارفی کلمات نشر کئے گئے۔ ریڈیو سروس کی نمائندہ نے مسلم ممالک میں دہشتگردی کے بڑھتے ہوئے رجحان اور ایک مسلمان فرقہ کی طرف سے امن کے پیغام کی اشاعت کا خصوصی ذکر کیا۔

دو جاپانی نوجوانوں کو رول ماڈل کی تلاش

نوجوانوں کی ایک تنظیم Global Peace Youth کے دو عہدیداران ہمارے سٹال پر تشریف لائے اور اسلام احمدیت کا تعارف کرواتے ہوئے انہیں ''لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کی جاپانی زبان میں اشاعت کے بارہ میں بتایا۔ دونوں نوجوان آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سے غیر معمولی متاثر ہوئے اور بک فیئر کے دو دن بعد مسجد بیت الاحد کا وزٹ کیا اور ایک دن قیام کر کے اسلام احمدیت کے بارہ میں تفصیلی معلومات حاصل کیں۔

دونوں عہدیداران کا کہنا تھا کہ اس دور کے جاپانی نوجوانوں کو مذہب اور اخلاقیات میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے ایک رول ماڈل کی ضرورت ہے، لیکن صورت حال یہ ہے کہ سپورٹس کے کھلاڑیوں اور اداکاروں کے علاوہ ہمارے پاس کوئی رول ماڈل نہیں۔ انہوں نے اسلام اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعارف پر مشتمل ایک ویڈیو اور پریزینٹیشن بنانے کی خواہش ظاہر کی اور قرآن کریم کے اس دعویٰ کو بہت پسند کیا کہ اسلام کا پیش کردہ خدا صرف مسلمانوں کا خدا نہیں بلکہ رب العالمین ہے۔

اس بُک فیئر میں قرآن کریم، لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم، دیباچہ تفسیر القرآن اور اسلامی اصول کی فلاسفی کے تین سو سے زائد نسخے فروخت یا تقسیم ہوئے۔ علاوہ ازیں دس ہزار سے زائد کی تعداد میں فولڈرز اور حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطابات کا جاپانی ترجمہ تقسیم کیا گیا۔ ایران کی طرف سے تین مختلف سٹال لگائے گئے تھے۔ ایران سے آنے والے احباب کو درثمین فارسی اور دیگر کتب کا تحفہ پیش کیا گیا۔ ایرانی احباب کو درثمین سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار پڑھ کر سنائے جاتے تو وہ سبحان اللہ اور ماشاء اللہ کہہ کر ان اشعار کے دیوانے نظر آتے۔

سعودی عرب ایمبیسی کی طرف سے بھی سٹال لگایا گیا تھا۔ اس حوالہ سے عرب احباب کو القصائد الاحمدیۃ، القول الصریح، کارثۃ الخلیج اور التقویٰ کے شمارے پیش کئے گئے۔ سعودی ایمبیسی کے عہدیداران نے ''لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کی اشاعت پر مبارک باد پیش کی اور اپنے جاپانی دوستوں کے لئے اس کے نسخے بھی خرید کر لے گئے۔

ہر سال کوئی ایک ملک اس بک فیئر کا خاص موضوع ہوتا ہے۔ امسال کا موضوع ملائشیا تھا۔ ملائشیا سے آنے والے احباب و خواتین جن کی تعداد سو کے قریب تھی، ہمارا سٹال وزٹ کرتے رہے اور انہیں حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا سنگا پور میں فرمودہ خطاب، Review of Religions کے علاوہ انڈونیشن زبان میں کتب پیش کی گئیں۔ انڈونیشین احمدی خدام نے ملائشین لوگوں تک پیغام پہنچانے کی ذمہ داری ادا کی۔

بک فیئر انتظامیہ کی طرف سے امسال با جماعت نمازوں اور نماز جمعہ کے لئے ایک کمرہ کا اہتمام کیا گیا۔ ہم نے قبل از وقت اعلان کر دیا تھا کہ 1:30 بجے نماز جمعہ ادا کی جائے گی۔ خاکسار نے نماز جمعہ پڑھائی اور الحمدللہ نماز جمعہ میں جاپانی مسلمانوں کے علاوہ، ایرانی، ملائشین اور عرب احباب نے بھی شرکت کی اور بعد ازاں ہمارے سٹال پر تشریف لا کر جماعت کا تعارفی لٹریچر حاصل کیا۔

ایک ہزار سے زائد بک سٹالز میں سے ہمارا سٹال اس حوالہ سے منفرد اور ممتاز تھا کہ یہاں مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم، جاپانی زبان میں قرآن کریم اور دیگر اسلامی کتب پیش کر کے ہر خاص و عام کو دعوت دی جا رہی تھی کہ اسلام کے بارہ میں کسی قسم کی بھی معلومات درکار ہوں تو بذریعہ فون، سکائپ اور ای میل جماعت احمدیہ جاپان سے رابطہ کریں آپ کے ہر قسم کے سوالوں کے جواب دیئے جائیں گے۔

2020ء میں ٹوکیو اولمپکس کے پیش نظر جاپانی قوم مسلمانوں سے خصوصی طور پر رابطے بڑھا رہی ہے۔ ہمارے سٹال پر بھی درجنوں لوگوں نے اس حوالہ سے معلومات حاصل کیں، حلال حرام کی فلاسفی اور مسلمانوں کے طرز زندگی کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے والوں کا تانتا بندھا رہا۔

بک فیئر کے بعد بہت سارے جاپانی احباب نے سوشل میڈیا کے ذریعہ سے اسلام کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خوبصورت ٹائٹل پیج اور ہمارے سٹال کی تصاویر کے ساتھ اسلام اور بانی اسلام ہمارے پیارے آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے بارہ میں بہت مثبت خیالات کا اظہار کیا۔ اسلام قبول کرنے والے اٹالین دوست نے ای میل میں تحریر کیا کہ ''مجھے خدا مل گیا ہے ...... اسلامی اصول کی فلاسفی نے مجھے غیر معمولی متاثر کیا ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ علم و حکمت سے بھرا ہوا ہے۔ اسلام ہر بات منوانے کے لئے عقل اور شعور کا سہارا لیتا ہے''۔

ایک جاپانی نوجوان Mr.Kazuhiro Handa نے لکھا کہ ''آپ لوگوں کے ساتھ مل کر ربّ العالمین کی عبادت کر کے مجھے دنیا میں امن کے قیام کا یقین ہو چلا ہے''۔

Mr.Sato نے کہا بک فیئر کے موقع پر تفصیلی بات نہیں ہوسکی ہے لیکن میری خواہش ہے کہ آپ لوگوں کے ذریعہ حقیقی اسلام جاپان میں بھی پھیلے''۔

پروفیسر Yojiro Kitamura نے لکھا کہ اسلام کا پیغام علم و حکمت پر مشتمل ہے اور رمضان کا مہینہ ایک خاص مقصد اور پیغام اپنے اندر رکھتا ہے اور مَیں جاپانی دوستوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ رمضان کوئی سخت عبادت نہیں بلکہ غیر معمولی راحت و سکون مہیا کرنے والے چیز ہے''۔

مزید معلومات کے لئے:۔

http://www.ahmadiyya-islam.org/jp/

Skype@islam4japanese

twitter@islamforjapanes

youtube@islamforjapanese

بقیہ: معاندین احمدیت شرپسند و فتنہ پرور مُلّاؤں کے فسادات کا مقصد اور طریق کار

......از صفحہ نمبر 34

''احرار کے رویّہ کے متعلق ہم نرم الفاظ اِستعمال کرنے سے قاصر ہیں۔ ان کا طرزِ عمل بطور خاص مکروہ اور قابلِ نفرین تھا اِس لئے کہ انہوں نے ایک دنیاوی مقصد کے لئے ایک مذہبی مسئلہ کو استعمال کر کے اس مسئلہ کی توہین کی''۔(رپورٹ تحقیقاتی عدالت 277-278)

''ان لوگوں کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کریں اور پاکستان کے استحکام کے متعلق عوام کے اعتماد کو نقصان پہنچائیں۔ اس شورش کا مقصد واضح ہے کہ مذہب کا لبادہ اوڑھ کر فرقہ وار اختلاف کی آگ کو بھڑکایا جائے اور مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کر دیا جائے۔'' (رپورٹ تحقیقاتی عدالت 150)

پس پاکستان کے دو منصف مزاج فاضل ترین ججوں کے فیصلہ کے مطابق جس تک وہ نہایت غور وخوض اور چھان بین کے بعد پہنچے:

''اسلام اُن کے لئے ایک حَربہ کی حیثیت رکھتا تھا جسے وہ کسی سیاسی مخالف کو پریشان کرنے کے لئے جب چاہتے بالائے طاق رکھ دیتے اور جب چاہتے اُٹھا لیتے۔ ......'' (رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ 272-273)

پھر فرماتے ہیں:

''یہ یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اب احراریوں نے احمدیوں کے خلاف نزاع کو اپنے اسلحہ خانہ سے ایک سیاسی حَربے کے طور پر باہر نکالا اور جو واقعات اس کے بعد پیش آئے وہ اِس امر کی بیّن شہادت ہیں کہ وہ سیاسی جماعت کی حیثیت سے نہایت فہیم و چالاک ہیں۔ انہوں نے سوچا کہ اگر عوام کے جذبات کو احمدیوں کے خلاف برانگیختہ کر دیں گے تو کوئی ان کی مخالفت کی جُرأت نہیں کرے گا اور اُن کی اس سرگرمی کی جتنی بھی مخالفت کی جائے گی اسی قدر وہ ہر دلعزیز اور مقبولِ عام ہو جائیں گے اور بعد کے واقعات سے یہ ثابت ہو گیا کہ اُن کا یہ مفروضہ بالکل صحیح تھا۔'' (رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ 275)

پس بلا شبہ یہ ثابت ہے کہ ازمنۂ گزشتہ کی طرح 1953ء میں بھی جو فساد برپا کیا گیا وہ مذہب کے نام پر ضرور تھا مگر مذہب کی خاطر نہ تھا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک دین اس سے کُلیۃً بَری الذمّہ ہے۔''

☆......☆......☆

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک دن کی مصروفیات کی ایک جھلک

مبارک صدیقی۔لندن

میرا دوست مجھے اپنے بیٹے کی شادی کا کارڈ تھمار رہا تھا لیکن اُس کا چہرہ کچھ مغموم اور لہجہ قدرے اُداس تھا۔ وجہ پوچھنے پہ کہنے لگا کہ میری بڑی خواہش تھی کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میرے بیٹے کی شادی میں شرکت فرماتے ۔اس سلسلے میں، مَیں حضور سے ملاقات کرنے بھی گیا تھا۔ میری بڑی خواہش تھی کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات میں بڑی دیر تک بیٹھتا اور اپنے سارے حالات بتاتا لیکن مجھے ملاقات کے لئے صرف تین چار منٹ کا وقت ملا۔ ابھی میں نے اور باتیں کرنی تھیں لیکن پرائیویٹ سیکریٹری صاحب مسکراتے ہوئے کمرے میں آگئے اور ملاقات ختم ہوگئی۔

یقیناً اُس کی اُداسی میں خلوص، محبت، چاہت اور عقیدت چھلک رہی تھی۔ ملاقات کے جس دورانیے کا وہ ذکر کر رہا تھا میرے خیال میں وہ بڑا خوش قسمت آدمی تھا۔ وہ جن کے دیدار کے لئے نوبل انعام یافتہ لوگ، عالمی عدالتوں کے جج، اداروں کے سربراہان، مختلف ممالک کے وزراء، دانشور، صحافی، ادیب، کالم نگار، جماعت احمدیہ کے بڑے بڑے علمائے کرام، ہجوم میں ایڑیاں اُٹھا اُٹھا کے دیکھتے ہوں یا مصافحے کے لئے بصد ادب واحترام قطاروں میں ہاتھ باندھے کھڑے ہوتے ہوں، ایسے بابرکت وجود کے رُوبرو بیٹھ کے اُس روح پرور ماحول سے کس کا دل کرتا ہے کہ وہ وہاں سے اُٹھے۔

مجھے یاد ہے کہ اس دوست کی طرح ایک دن مَیں نے بھی ایسا ہی سوچا تھا لیکن پھر جب آہستہ آہستہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کو دیکھا تو جانا کہ ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی رُوبرو ملاقات کا ایک لمحہ اور دیدار کی ایک جھلک بھی محض اللہ تعالیٰ کا فضل، انعام اور غنیمت ہے۔ ایں سعادت بزورِ بازو نیست ۔ ہر کسی کے مقدر میں یہ لمحہ نہیں آتا۔ دنیا بھر میں سینکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں، لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں احمدی ایسے ہیں جو امام وقت کی ایک جھلک کے لئے ترستے ہیں۔ پاکستان کے احمدیوں سے پوچھئے جن کے دل کا حال ایسا ہے کہ بقول حافظ شیرازی

بازآ کہ در فراقِ تو چشمِ زگریہ باز
چُوں گوشِ روزہ دار بر اللہ اکبر است

تیرے فراق میں، مَیں ایسے اشکبار اور بیقرار ہو کے تیری راہ دیکھتا ہوں جیسے روزہ کھلنے کے وقت روزہ دار کے کان اللہ اکبر کی صدا کی طرف لگے ہوتے ہیں۔

....

اپنے اس مضمون میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جن مصروفیات کا ذکر میں کرنے جارہا ہوں وہ میرے ذاتی مشاہدات کی باتیں ہیں ۔ چونکہ میں پرائیویٹ سیکریٹری صاحب کے دفتر میں کام کرنے والا کارکن نہیں ہوں اس لئے وقت کا یا تعداد کا ذکر کرتے ہوئے کمی بیشی کا احتمال موجود ہے اس لئے ان اعداد وشمار کو بطور ریفرنس استعمال نہ کرنے کی عاجزانہ درخواست ہے۔ امام زمانہ کے کروڑوں عشاق کے ہجوم میں کھڑا میں بھی ایک ادنیٰ سا کارکن ہوں جس کا کہنا ہے:

گو کہ عاشق ہزاروں کھڑے ہیں اُدھر
چشمِ تر ہم بھی جائیں گے اُس راہگزر
ہم خطاکار ہیں جانتے ہیں مگر
اُس کی پڑ جائے ہم پہ بھی شائد نظر
آؤ اُس سے ملیں

....

بات یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمارے لئے ایک شفیق باپ کی طرح ہیں اور ساری جماعت کے افراد اُن کے لئے بچوں کی طرح ہیں۔ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ ایک سال میں کل پانچ لاکھ پچیس ہزار چھ سو منٹ ہوتے ہیں۔ اب ایک شفیق باپ نے امام وقت نے ، اگر پندرہ سے بیس کروڑ بچوں کو وقت دینا ہو، ان کی دین و دنیا میں کامیابی کے لئے تربیت کرنی ہو، اُن کے دکھ درد کا مداوا کرنا ہو، انہیں دنیا کے مصائب اور ابتلاؤں سے اور آزمائشوں سے بچانے کے لئے بھرپور کوشش کرنی ہو، ان کے لئے اور اُن کی آئندہ نسلوں کی سہولیات کے لئے بڑے بڑے منصوبے بنانے ہوں تو ضرب تقسیم کے بعد ایک سال میں جتنے سیکنڈ یا سیکنڈ کا جتنا حصہ ہمارے حصے میں آتا ہے ہم سب اس بات کے گواہ ہیں اور شکر گزار ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت کے باعث ہم سب کو اس سے کہیں زیادہ وقت مل رہا ہے۔ اور صرف یہی ایک پہلو اس بات کا گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی خلیفہ بناتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی قدم قدم پہ تائید ونصرت کے ساتھ ہی یہ سارے مرحلے طے ہوتے ہیں ورنہ اگر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی روزانہ کی مصروفیات کو دیکھا جائے تو حسابی ضربوں تقسیموں کے مطابق یہ سب ممکن ہی نہیں ہے اور اسے معجزہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہے۔

ایک چھوٹے سے حلقے کے صدر جماعت کو بعض اوقات اتنا خط وکتابت کا کام ہوتا ہے، پروگرام منعقد کرنے کے لئے اتنے انتظامات کروانے پڑتے ہیں کہ بعض اوقات گھبراہٹ شروع ہو جاتی ہے کہ اتنا کام کیسے ہوگا۔ اُس کے پاس بھی نائب صدر، جنرل سیکرٹری اور پوری مجلس عاملہ ہوتی ہے۔ خلیفۂ وقت نے تو پوری دنیا کے کروڑوں احمدیوں کی روحانی ترقی اور تربیت کے ساتھ ساتھ پوری جماعت احمدیہ کے اداروں کے انتظامی امور کے حوالے سے راہنمائی فرمانی ہوتی ہے۔

مَیں اپنی بات کو آسان کر دیتا ہوں۔ مثال کے طور پہ اگر کوئی دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے بیس گھنٹے مسلسل بھی کام کرے تو اُس کے پاس کُل بارہ سو منٹ ہوں گے۔ ان بارہ سو منٹوں میں ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے دوسو سے زائد ممالک سے آئے ہوئے تقریباً پندرہ سو خطوط دیکھنے ہوتے ہیں۔ بہت سے خطوط کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے لیکن مَیں اپنے مشاہدات کی روشنی میں کہہ سکتا ہوں کہ ان خطوط میں سے ایک اچھی خاصی تعداد ایسے اداروں یا اداروں کے شعبہ جات کے سربراہان کی طرف سے ہوتی ہے جسے اصل پیش کرنا ہی ضروری ہوتا ہے۔ بہت سے دفتری اور انتظامی امور کے فوری فیصلہ طلب خطوط ہوتے ہیں۔ بہت سے ممالک سے امرائے کرام، مربیان کرام، مشنری انچارج اور مختلف شعبہ جات کے سربراہان، صدران اور منتظمین نے ایسے سوالات پوچھے ہوتے ہیں جن پر حتمی فیصلے کی ضرورت ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ پوری دنیا میں ترقی کر رہی ہے۔ کہاں مسجد بنانی ہے۔ کہاں مشن ہاؤس بنانا ہے۔ کیا یہ جگہ مسجد کے لئے خرید لی جائے۔ جلسہ سالانہ کب، کہاں منعقد کیا جائے۔ سکول کہاں پہ بنایا جائے۔ ہسپتال کہاں پہ بنایا جائے۔ یہ ذمہ داری کس کے سپرد کی جائے فلاں ملک میں جماعت کے افراد کو ان مشکلات کا سامنا ہے۔ فلاں احمدی اس وقت ان حالات سے دوچار ہے؟ کیا کیا جائے۔ دنیا کہ فلاں فلاں خطے میں اس وقت انسانی ہمدردی کی بنیاد پہ خدمت خلق کے منصوبوں کی ضرورت ہے کیا کیا جائے ۔ پیارے حضور کیا یہ کرلیا جائے؟ کیا یہ نہ کیا جائے؟ کب؟ کون؟ کیسے؟ کہاں؟ ایسے سینکڑوں سوالات، درخواستیں منصوبے خطوط کی صورت میں سامنے ہوتے ہیں۔ اب دنیاوی ضربوں تقسیموں کے حساب سے پندرہ سو خطوط کو پڑھنے اور جواب دینے میں اگر فی خط نصف منٹ بھی ہو تو کم از کم ساڑھے سات سو منٹ درکار ہو سکتے ہیں۔ جبکہ آپ بہتر جانتے ہیں کہ بعض خطوط بہت زیادہ وقت بھی لے سکتے ہیں۔

پھر ذاتی نوعیت کے خطوط ہوتے ہیں۔ خلیفہ وقت چونکہ جماعت کے لئے ایک شفیق باپ کی طرح ہیں تو دنیا بھر سے امام وقت سے پیار کرنے والے خطوں میں اپنے دل کی باتیں دل کھول کر بیان کرتے ہیں بلکہ خط میں اپنا دل رکھ دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ انتخاب سخن کی ڈاک دیکھتے ہوئے میں نے ایک خط پڑھا جو کہ دراصل حضور انور کے نام تھا لیکن غلطی سے میری ڈاک میں شامل ہو گیا تھا۔ کسی بیٹی نے اپنے حالات کا ایسا بیان لکھا ہوا تھا کہ جسے پڑھ کے میں کئی دن تک سخت غمگین رہا کہ کوئی اتنی زیادہ مشکلات کا بھی شکار ہو سکتا ہے۔ پیارے حضور کو روزانہ ایسے بے شمار خط ملتے ہیں جنہیں اگر کوئی عام انسان پڑھے تو شائد اُس کے اعصاب جواب دے جائیں۔ اگر میں اُس خط کا ایک پیرا گراف لکھوں (جو ظاہر ہے مَیں کبھی بھی نہیں لکھوں گا صرف مثال کے طور پر کہہ رہا ہوں) تو اُسے پڑھ کے کسی کو گلہ نہیں رہے گا کہ حضور نے فلاں موقع پر مجھے وقت کیوں نہیں دیا یا مجھے مسکرا کے کیوں نہیں دیکھا۔ آپ صرف یہی کہیں گے اور یقیناً سب احمدی یہی کہتے ہیں

امامِ وقت کے لئے یہ جان بھی نثار ہے

....

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز کے طرف سے آنے والے خطوط کے جوابات دیکھ کے ہم گواہی دے سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر خط پیارے حضور کی شفقت بھری نظروں سے گزرتا ہے اور ہمارے لئے دعاؤں اور برکتوں کا باعث بنتا ہے۔ پیارے حضور کو علم ہوتا ہے کہ اس وقت فلاں ملک کے فلاں شہر یا گاؤں میں فلاں بچی اپنے گھر میں خوش نہیں ہے۔ فلاں بچے کو تعلیم جاری رکھنے کے لئے مالی مدد کی ضرورت ہے۔ فلاں احمدی شخص اس وقت کس مشکل میں گرفتار ہے اور فلاں بیٹی کی شادی میں تاخیر ہو رہی ہے۔ تمام اداروں کے انتظامی امور کی دیکھ بھال اور پوری جماعت کی تربیت کے ساتھ ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کس کس طرح اور کس کس رنگ میں مستحق احباب کا خیال رکھتے ہیں اور اُن کی دادرسی کی کوشش فرماتے ہیں اُس کی فہرست کچھ ایسی طویل ہے کہ کسی کو پوری طرح علم نہیں ہے اور کسی کو بھی کانوں کان خبر نہیں ہے۔ ہاں ہم یہ ضرور کہیں گے کہ ہمارے پیارے حضور انور، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ان جذبات کی تصویر نظر آتے ہیں

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

ایشیاء کے کسی دور افتادہ گاؤں سے کوئی خط ہو یا افریقہ کے کسی جنگل کی کسی آبادی سے کوئی خط ہو، امریکہ سے آسٹریلیا سے یا یورپ کے کسی ملک سے، کوئی یہ تصور بھی نہ کرے کہ اُس کا خط حضور انور تک نہیں پہنچے گا۔ حیرت انگیز تجربہ ہے کہ حضور انور کو دنیا کے جس خطے سے جس پوسٹ سے جس ذریعے سے جس شخص کے ہاتھ بھی خط روانہ کریں اُس کا دعاؤں بھرا جواب مل جاتا ہے۔

....

یہ جو اوپر میں نے روزانہ خطوط کی تعداد پندرہ سو لکھی ہے بہت محتاط ہو کے اور کم سے کم لکھی ہے۔ ایک مرتبہ مکرم و محترم منیر جاوید صاحب جنہیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پرائیویٹ سیکرٹری ہونے کا اعزاز حاصل ہے اُن سے اس موضوع پہ بات ہو رہی تھی انہوں نے بتایا کہ عام دنوں میں خطوط وغیرہ کی تعداد تقریباً پندرہ سو روزانہ ہے لیکن بعض دنوں میں تو ان خطوط اور فیکسز اور پاکستان سے آئی ڈاک میں شامل خطوط اور خلاصوں کی تعداد ملا کے یہ ڈاک پانچ ہزار تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ خاکسار کے دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ عام دعائیہ خطوط کے علاوہ دنیا بھر کے مربیان کرام، امرائے کرام اور مختلف تنظیموں کے صدران وغیرہ بھی فوری نوعیت کی اطلاعات وغیرہ بذریعہ فیکس بھجواتے ہیں اور اس طرح بعض دنوں میں ہماری فیکس مشین میں ایک دن میں کاغذوں کے دو پیکٹ سے زائد کاغذ ڈالنے پڑتے ہیں جبکہ ایک پیکٹ میں پانچ سو کاغذ ہوتے ہیں۔ یہ سب پیغامات ایسے ہوتے ہیں جو فوری توجہ طلب ہوتے ہیں اور فیکس بھجوانے والے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی کے طلبگار اور جوابی ہدایات کے منتظر بیٹھے ہوتے ہیں۔

....

قارئین کرام! خاکسار کو ایک دن حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک بہت قریبی اور بچپن کے دوست کے ساتھ بیٹھنے کی سعادت ملی۔ انہوں نے بتایا کہ ایک دن میں حضور کے دفتر میں یا غالباً گھر میں حضور کے ساتھ موجود تھا تو خطوں کا ایک پیکٹ میں نے ایک میز سے اُٹھا کے دوسری میز پہ کچھ بے احتیاطی سے رکھا تو اس پہ حضور انور نے انتہائی فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ احتیاط سے رکھیں یہ خط مجھے اپنی جان کی طرح عزیز ہیں۔ (حضور کے اصل الفاظ انہیں یاد نہ تھے لیکن اُن کا کہنا تھا کہ حضور کے کچھ ایسے جذبات تھے)۔

یہ خطوط جو دنیا بھر سے آتے ہیں یہ مختلف زبانوں میں لکھے ہوتے ہیں۔ ان میں اردو، انگریزی، عربی کے علاوہ بنگلہ، رشین، فرنچ، ترکش، چائنیز، سواحیلی جرمن، ڈچ، سپینش، البانین، بلغارین، بوسنین، انڈونیشین، فارسی، ملائی، تامل، اور دیگر زبانوں میں خطوط ہوتے ہیں۔ بعض خطوط علاقائی زبانوں میں بھی ہوتے ہیں مثلاً پشتو یا سندھی میں پھر ہندوستان کی بہت سے علاقائی زبانوں میں خطوط ہوتے ہیں۔ اب ایسے خطوط کا فوری طور پر متعلقہ زبان کے ماہر سے ترجمہ کروا کے حضور انور کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور اگر اُس زبان کو سمجھنے والا یہاں برطانیہ میں کوئی نہ ملے تو فیکس کر کے خط اُسی ملک بھجوا کے اُس کا ترجمہ منگوایا

جاتا ہے۔ان خطوط کی مختلف اقسام ہوتی ہیں بعض خطوط مختصر لیکن ان کے جوابات کے لئے بہت لمبا وقت اور تحقیق درکار ہوتی ہے۔ بہت سے خطوط ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کا جواب دینے سے پہلے اس خط کے متعلقہ شعبہ سے رپورٹ منگوا کر پھر حضور انور جواب دیتے ہیں۔خطوط کی سینکڑوں اقسام میں سے ایک قسم کا ذکر کرتا ہوں۔بعض لکھنے والوں نے حضور انور سے ہومیوپیتھی نسخہ تجویز کرنے کی درخواست کی ہوتی ہے۔اب بعض احباب کو تو حضور انور خود نسخہ تجویز فرما دیتے ہیں لیکن بعض پیچیدہ بیماریوں کی تشخیص اور دوائی تجویز کرنے کے لئے خط ہومیوپیتھی کے شعبہ کو بھجوایا جاتا ہے اور وہ اس پر مکمل تحقیق کر کے رپورٹ حضور انور کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ پھر اس رپورٹ کے پیش نظر حضور انور جو ادویات تجویز فرماتے ہیں وہ خط میں لکھ کے انہیں خط کا جواب دیا جاتا ہے۔

....

اللہ تعالیٰ قدم قدم پہ ہمارے پیارے امام کا حامی و مددگار رہے آپ دنیا میں جہاں کہیں بھی ہوں دنیا بھر سے آئے ہوئے خطوط کے خلاصے یا تفصیلات اور اطلاعات دوران سفر بھی آپ کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں اور حضور ہدایات لکھواتے جاتے ہیں۔اور جیسا کہ اوپر عرض کیا کہ ان خطوط کے لئے ہی اگر دیکھا جائے تو ایک دن میں کم ازکم سات آٹھ سو منٹ درکار ہو سکتے ہیں۔یہ وہ خطوط ہیں جو براہ راست حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نام دنیا بھر کے احمدیوں کی طرف سے ہوتے ہیں۔اب ان خطوط کے علاوہ ہر شعبے اور ادارے کی اپنی ڈاک بھی ہوتی ہے جو ان کے سربراہ اپنے ساتھ لے کے حضور انور سے ملاقات کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور حضور انور سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔قارئین کرام اتنے زیادہ خطوط اور ان کے ایسے پیارے دعاؤں بھرے، شفقتوں بھرے، محبتوں بھرے جوابات یقیناً یہ سب اللہ تعالیٰ کی خاص مدد کے ساتھ ہی ممکن ہے۔

....

پھر موسم گرم ہو یا برفباری ہو، تیز بارش ہو یا ہوائیں چل رہی ہوں، حضور انور دفتر میں موجود ہوں یا آسٹریلیا سے دو دن کا سفر کر کے مسجد فضل لندن پہنچے ہوں آپ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ پانچوں نمازیں باجماعت پڑھاتے ہیں۔ایک نماز کی تیاری، وضو اور پڑھانے میں اگر کم ازکم بیس منٹ بھی لگیں تو پانچ نمازوں کے لئے ایک سو منٹ درکار ہیں۔سنتیں، نوافل، تہجد، قرآن پاک کی تلاوت الگ سے ہیں۔ بعض نمازوں کے بعد نکاح پڑھانے، قرآن پاک کی تقاریب آمین اور نماز ہائے جنازہ ان کے علاوہ ہیں۔

....

ان سینکڑوں خطوط کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ، روزانہ دن بھر بہت سی دفتری ملاقاتیں بھی ہیں جن میں دنیا بھر میں ہونے والے پروگراموں کی تفصیلات طے کرنا اور منظوری عطا فرمانا بھی شامل ہے۔آپ سب جانتے ہی ہیں کہ خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کس طرح منظّم طریقے سے اور امام وقت کی نگرانی میں ہر کام سرانجام دیتی ہے۔تعلیم وتربیت، قرآن پاک کی دنیا بھر میں اشاعت اور خدمت انسانیت کے منصوبہ جات کی تیاری اور منظوری کے مراحل مہینوں بلکہ سالوں پہلے سے شروع ہو جاتے ہیں۔ صدر انجمن کا ادارہ ہے جس کے ماتحت درجنوں ادارے ہیں۔تحریک جدید کا دفتر ہے جس کے ماتحت کئی ادارے ہیں۔ وقف جدید کا دفتر ہے جس کے ماتحت کئی شعبے ہیں۔ ایم ٹی اے انٹرنیشنل ایک بڑا وسیع ادارہ ہے اور تمام تر پروگراموں کی تفصیل حضور انور کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے اور راہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ وکالت تبشیر کا ادارہ ہے جو دنیا بھر میں مربیان کرام اور دوسو ممالک میں ہونے والے پروگراموں کے بارے میں حضور انور سے رہنمائی حاصل کرتا ہے۔ وکالت مال ہے۔ امام صاحب کا دفتر ہے۔ دنیا بھر میں خدام، انصار، لجنہ کی ذیلی تنظیمیں ہیں۔ دوسو سے زائد ممالک کے امراء یا صدر صاحبان جماعت ہیں۔ دنیا بھر میں مساجد بن رہی ہیں۔ ہسپتال بنائے جارہے ہیں۔قرآن پاک کی اشاعت کے لئے پرنٹنگ پریس لگائے جارہے ہیں۔خدمت خلق کے ادارے ہیں۔ صحت کے ادارے ہیں۔تعلیم کے ادارے ہیں۔تربیت کے ادارے ہیں۔ ضیافت کے شعبے ہیں۔ الفضل ربوہ، الفضل انٹرنیشنل اور بدر کے علاوہ دنیا بھر میں مختلف اخبارات، رسائل اور جریدے ہیں۔ الاسلام کی ویب سائٹ کا ادارہ ہے۔یہاں برطانیہ میں کل عالم تک اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے اردو، انگریزی کے علاوہ عربی ڈیسک قائم ہے۔ پھر بنگلہ ڈیسک ہے، رشین ڈیسک ہے، فرنچ ڈیسک ہے، چائینز ڈیسک ہے اور ٹرکش ڈیسک ہے۔ اگر سارے شعبوں کے نام لکھنا شروع کروں تو اس کے لئے ایک الگ فہرست چاہئے۔یہ تمام ڈیسک، یہ تمام شعبہ جات اپنی اپنی زبانوں میں قرآن پاک کی تعلیم عام کرنے کے لئے اور احمدی احباب اور ساری دنیا کے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے حضور انور کی راہنمائی میں مصروف عمل ہی رہتے ہیں۔

....

صرف ایک ملک برطانیہ کی مثال لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ سرزمین برطانیہ کی خوش بختی ہے اور جماعت احمدیہ برطانیہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ملک میں رہائش پذیر ہیں اس لئے اس برکت سے اس اعزاز کی وجہ سے جماعت احمدیہ برطانیہ کے تمام شعبہ جات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی براہ راست راہنمائی میں کام کرتے ہیں۔ یہاں برطانیہ میں ہر لوکل صدر جماعت اور اُس کی مجلس عاملہ کی منظوری بھی حضور انور کی اجازت سے ہوتی ہے اور یہاں کے تمام شعبہ جات مثلاً شعبہ امور عامہ، شعبہ رشتہ ناطہ، شعبہ تعلیم وتربیت، شعبہ تبلیغ غرض ہر شعبہ براہ راست حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی میں کام کر رہا ہوتا ہے۔ پھر یہاں برطانیہ میں بھی دیگر ممالک کی طرح جہاں بہت بڑے بڑے ادارے ہیں وہیں پہ چھوٹے پیمانے پہ بہت سی ایسوسی ایشنز ہیں۔مثلاً ڈاکٹروں کی ایسوسی ایشن ہے، آرکیٹیکٹ اور انجینئروں کی ایسوسی ایشن ہے، وکلاء کی ایسوسی ایشن ہے، ٹیچرز ایسوسی ایشن ہے، تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن ہے۔ اتنے شعبہ جات ہیں کہ ان کی باقاعدہ ایک لمبی فہرست چاہئے۔ہر شعبہ اپنی اپنی ڈاک اپنی اپنی تجاویز اور اپنی رپورٹس ہاتھ میں تھامے حضور انور سے ملاقات کا وقت لے کر ملاقات میں یا بذریعہ خط وکتابت ہدایات لے رہا ہوتا ہے۔

صرف برطانیہ میں ہی ایسے بہت سے شعبہ جات ادارے اور تنظیمیں ہیں جن کے انچارج اپنے اپنے جماعتی کاموں کے لئے اکثر و بیشتر حضور انور سے ملاقات کر کے راہنمائی لینا چاہتے ہیں۔

پھر آپ سب جانتے ہی ہیں جلسہ سالانہ برطانیہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔کہنے کو یہ تین دن کا جلسہ ہوتا ہے لیکن حضور انور کی راہنمائی میں سارا سال اس پہ کام ہوتا ہے اور اس کے منتظمین حضور انور سے ملاقاتیں کر کے ہدایات لیتے رہتے ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مہمانوں کی سہولیات کا خیال رکھنے کے لئے اتنی تفصیل سے انتظامات کا جائزہ لیتے ہیں اور ہدایات فرماتے ہیں کہ بتانے والے بتاتے ہیں کہ ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ جلسے پر آنے والا ہر مہمان پیارے حضور کا ذاتی مہمان ہے۔پھر جلسہ سالانہ کے انعقاد سے ایک ہفتہ قبل آپ ہر شعبے میں جا کے خود انتظامات کا جائزہ لیتے ہیں اور بہتری پیدا کرنے کی ہدایات جاری فرماتے ہیں۔اُس ایک دن میں حضور مسجد فضل لندن، بیت الفتوح، ٹلفورڈ اسلام آباد، جامعہ احمدیہ اور جلسہ سالانہ کے مقام حدیقۃ المہدی آلٹن سرے میں تشریف لے جا کے ہر ہر شعبے کا جائزہ لیتے ہیں اور محدود وقت میں اتنی تیزی سے چلتے ہوئے ہر ہر شعبے کا جائزہ لیتے ہیں کہ حضور انور کے ساتھ چلنے والے بعض اوقات شدید تھک جاتے ہیں۔

اب دنیا کے دوسو ممالک کے سینکڑوں اداروں کے ہزاروں شعبہ جات کو ہدایات جاری کرنا، ان سے معلومات حاصل کرنا، ان کی تجاویز کا جائزہ لینا اور مختلف پروگراموں اور فلاحی منصوبہ جات کی منظوری عطا فرمانا، ان اداروں کی طرف سے آئی ہوئی رپورٹوں کو ملاحظہ فرمانا، ان تمام کاموں کے لئے روزانہ اگر مختلف اوقات میں دس گھنٹے بھی صرف کئے جائیں تو اس کے لئے چھ سو منٹ درکار ہو سکتے ہیں۔

....

ان ساری مصروفیات میں جہاں پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اہم شعبوں کو وقت دیتے ہیں وہیں پہ چھوٹے پیمانے کے شعبہ جات بھی براہ راست حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات سے فیضیاب ہوتے رہتے ہیں۔ایک مرتبہ خاکسار نے کسی جماعتی کام کے سلسلے میں ملاقات کی درخواست بھجوائی تو جواب آیا کہ ''مصروفیت بہت زیادہ ہے انشاء اللہ آئندہ''۔ میں بھی صبر کر کے خاموش بیٹھ گیا۔اُس کے کوئی پانچ ماہ بعد خاکسار ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔نجانے کیوں لیکن میرا غالب گمان تھا کہ حضور انور کو اتنی مصروفیات میں کہاں یاد رہا ہوگا کہ کبھی کسی نے فلاں کام کے لئے ملنے کی درخواست بھجوائی تھی۔کمرے میں داخل ہوتے ہی پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے ملنے کی درخواست کی تھی اُن دنوں مَیں بہت مصروف تھا لیکن اُس کے بعد آپ آئے ہی نہیں، رابطہ ہی نہیں کیا۔میرا حال مت پوچھئے۔حافظ کے اُس شعر کا مفہوم میرے ذہن میں گھوم گیا کہ جب تیرے پیارے کو تیرے دل کے حال کا علم ہے تو کچھ اور آرزو کی ضرورت کیا ہے۔ ہاں اس سوچ میں ضرور پڑ گیا کہ ان پانچ چھ مہینوں میں کتنے ہی بڑے بڑے عہدوں پر فائز اور عام قسم کے بھی افراد پیارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملے ہوں گے یا انہوں نے ملنے کی درخواست کی ہوگی۔ حضور انور بیرون ملک دورے پر بھی گئے جہاں بہت سے لوگوں نے ملنے کی درخواستیں کی ہوں گی یا ملے ہوں گے۔ جرمنی کے جلسہ سالانہ میں بھی شرکت فرمائی تھی جہاں ہزاروں افراد جماعت تھے۔ کتنے ہی اہم منصوبوں پر بات چیت ہوئی ہوگی ان مصروفیات میں بھی ایک معمولی کارکن، عام فردِ جماعت یاد رہا۔مَیں اور کیا کہوں سوائے اس کے کہ الحمد للّٰہ رب العٰلمین۔

....

پیارے حضور کے ایک دن کی مصروفیات کی بات ہو رہی تھی۔ ہر شام کو احمدی افراد اپنے پیارے محبوب امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات اور دیدار کا شرف بھی حاصل کرتے ہیں۔ اگر ملاقات کی عام اجازت ہو تو شائد مسجد فضل لندن کی اردگرد کی گلیوں میں ٹریفک کا نظام مشکل کا شکار ہو جائے اور یہاں وانڈز ورتھ کی ساری ٹریفک پولیس کو صرف ان گلیوں میں ہی تعینات کر دیا جائے۔محدود وقت کے باعث اور سب کو برابر موقع دینے کے لئے ہر روز شام کو عام طور پہ کوئی بیس کے قریب خاندان یا انفرادی طور پر احباب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کرتے ہیں۔اگر ایک خاندان میں اوسطاً تین افراد بھی ہوں تو کوئی پچاس ساٹھ افراد روزانہ ملاقات کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ان ملاقاتوں کے لئے اندازاً ایک سے ڈیڑھ گھنٹہ مختص ہوتا ہے۔اگر ملاقاتیوں کی تعداد پر وقت کو تقسیم کیا جائے تو ایک ملاقاتی کے لئے ایک منٹ بھی نہیں مل سکتا۔ بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو بصد عقیدت و احترام اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت کے لئے ہزاروں میل کے فاصلے طے کر کے ملاقات کے لئے آئے ہوتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو اپنی کسی ایسی پریشانی کا اظہار حضور انور کے ساتھ کرنے آئے ہوتے ہیں جو وہ پوری دنیا میں کسی اور سے نہیں کر سکتے۔ بہت سے ایسے طلباء ہوتے ہیں جو اپنے مستقبل کے لئے راہنمائی حاصل کرنے آئے ہوتے ہیں۔ بہت سے والدین اپنے بچوں کے مستقبل کے لئے حضور انور سے دعائیں اور راہنمائی حاصل کرنے کے لئے آئے ہوتے ہیں۔ بہت سے ملاقاتی ایسے ہوتے ہیں کہ خود اُن کی یا اُن کے بزرگوں کی دین کے لئے بہت خدمات اور قربانیاں ہوتی ہیں اور ایسے خوش نصیبوں کو بعض اوقات زیادہ وقت بھی مل جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے اور محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو صحت وشفایابی والی عمر دراز عطا فرمائے آپ آنے والے ہر ملاقاتی کو اُٹھ کے ملتے ہیں اور ملاقاتی کے جاتے ہوئے بھی اپنی کرسی سے اُٹھ کے الوداع کہتے ہیں۔ ہر ملنے والے کی دلداری فرماتے ہیں اور سبھی محبتوں اور دعاؤں کی دولت سمیٹے ہوئے دمکتے ہوئے چہروں کے ساتھ رخصت ہوتے ہیں۔آجکل یہاں برطانیہ میں نماز فجر کوئی ساڑھے چار بجے کے قریب ہوتی ہے اور نماز عشاء نو بجے رات۔کوئی سولہ سترہ گھنٹے کا دورانیہ بنتا ہے۔اتنی صبح کے جاگے ہوئے پیارے حضور اوسطاً پندرہ سو خطوط ملاحظہ کرنے کے بعد، بڑے بڑے منصوبوں کی تفصیلات جانتے ہوئے ہدایات جاری کرنے کے بعد، تمام دفتری ملاقاتوں کے بعد، دنیا بھر سے آئی ہوئی غم اور خوشی کی خبروں کو سننے اور ہدایات جاری کرنے کے بعد، جب شام سات آٹھ بجے ہر ملاقاتی کو فرداً فرداً اپنی کرسی سے اُٹھ کے ملتے ہیں تو جہاں ہمارے دل باغ باغ ہو جاتے ہیں وہیں دل چاہتا ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بصد ادب و احترام ہاتھ جوڑ کے درخواست کی جائے کہ حضور آپ ہمارے آنے پہ تشریف فرما ہی رہا کریں آپ کو دیکھ کے ہی ہماری عید ہو جاتی ہے۔ان ملاقاتیوں کی محبتوں کے اپنے اپنے انداز ہوتے ہیں اور پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر قوم ہر ثقافت اور ہر لب و لہجے کے ملاقاتیوں سے مل کے اُن کے ماحول اور مزاج کے مطابق اُن کی دلداری فرماتے ہیں۔ ملاقاتیوں کے مزاج اور محبتوں کے انداز اور فرمائشوں کو دیکھ کے کوئی بھی زیرک انسان حضور انور کی شفقت کے ساتھ ساتھ ضبط اور حوصلے کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

....

امام وقت سے اپنی عقیدتوں کا، محبتوں کا، آپ کی دعاؤں کی قبولیت کا اظہار، اپنے اپنے رنگ میں کرنے

والے جہاں زیادہ تر بڑے دانشور قسم کے لوگ ہوتے ہیں وہیں پہ کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو پیارے حضور کو کہنے کچھ گئے ہوتے ہیں اور عرض کچھ اور کر آتے ہیں۔

ایک صاحب ملاقات کے بعد باہر آئے تو اپنے آپ کو گریبان سے پکڑ کے جھنجوڑ رہے تھے۔ پوچھنے پر کہنے لگے مجھے اُردو کے بڑے بڑے لفظ بولنے کا شوق لے بیٹھا ہے۔ پیارے حضور نے دریافت فرمایا تھا کہ کیسے آنا ہوا۔ کہنا یہ تھا کہ بس اس لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی زیارت کا موقع مل جائے لیکن کہہ آیا ہوں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کو زیارت کا موقع مل جائے۔ کہنے لگے کہ میری بات پر حضور بہت مسکرائے تھے۔ اُس وقت سمجھ نہیں آیا لیکن اب سمجھ آئی ہے کہ آپ کیوں مسکرائے تھے۔ پھر کئی ملاقاتی میری طرح کے ہوتے ہیں حضور انور کا موڈ دیکھے بغیر کہتے ہیں حضور ایک تازہ غزل پیش خدمت ہے۔ کئی ایسے بھی ہوتے ہیں جو باادب رہتے ہوئے، شُستہ اردو بولنے کی آرزو میں عقیدت میں کہہ دیتے ہیں ''حضور مَیں ابھی کل ہی تشریف لایا ہوں''۔ ایک صاحب ملاقات کرنے گئے واپسی پہ کمرے سے نکلتے نکلتے کہہ گئے حضور دعا کی عاجزانہ درخواست ہے میرا بڑا بیٹا قید ہوگیا ہے۔ ملاقات کے بعد حضور انور نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو فوراً ہدایت فرمائی کہ ان کے بیٹے کا پتا کروائیں کیوں قید ہوا ہے۔ تحقیق پر پتا چلا کہ اللہ کے فضل سے اُن کا بیٹا اپنے حلقے کا قائد بن گیا ہے۔ وہ قائد کو قید کہہ رہے تھے تو پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسکراتے ہوئے مختلف زبانوں، مختلف لہجوں، مختلف استعدادوں، مختلف مزاجوں اور مختلف ثقافتوں والے ان سب ملاقات کرنے والوں سے ایسی شفقت اور محبت سے ملتے ہیں، ایسی دلداری فرماتے ہیں کہ چھوٹے بڑے سبھی دمکتے چہروں اور شاداب روح کے ساتھ واپس آتے ہیں۔ پنجابی زبان والوں سے پنجابی میں۔ انگریزی دانوں سے انگریزی میں اور اردو بولنے والوں سے اردو میں گفتگو فرماتے ہیں۔ اس ایک ڈیڑھ گھنٹے میں ملنے والوں کی سینکڑوں چھوٹی چھوٹی خواہشات ہوتی ہیں جنہیں حضور انور کمال خندہ پیشانی سے پورا فرماتے جاتے ہیں۔ سب بچوں کو تو چاکلیٹ ملتا ہی ہے کئی بڑے بھی فرمائش کر کے اپنی پسند کا چاکلیٹ طلب کر رہے ہوتے ہیں۔ کسی کو تبرکاً پین کا تحفہ ملتا ہے تو کوئی حضور انور کے ساتھ تصویر بنانے کی درخواست کرتا ہے۔ کمرے سے نکلتے نکلتے بھی فرمائشیں ہو رہی ہوتی ہیں اور پیارے حضور مسکراتے ہوئے سب کی خواہشیں پوری فرماتے جاتے ہیں۔

....

پھر ہر جمعہ کے روز پیارے حضور تقریباً ایک گھنٹہ کھڑے ہو کے خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں جبکہ ہم سننے والے بیت الفتوح یا بیت الفضل کے نرم و گداز قالین پر بیٹھ کے سنتے ہیں یا دنیا کے دیگر ممالک کی احمدیہ مساجد میں یا گھروں میں احباب آرام سے بیٹھ کے سنتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کے حوالے سے محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے بات ہو رہی تھی آپ نے بتایا ہر جمعہ کے لئے حضور انور خطبہ جمعہ تو خود ہاتھ سے تحریر فرماتے ہی ہیں اس کے علاوہ سارا ہفتہ اس کے لئے نوٹس بھی خود لکھتے جاتے ہیں اور قرآن پاک سے اور احادیث سے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے حوالہ جات بھی زیادہ تر خود تلاش کر کے تحریر فرماتے جاتے ہیں۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ بہت مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمیں خطبہ کے مضمون کا تو کیا موضوع تک کا بھی علم نہیں ہوتا اور حضور انور جمعہ کے روز مسجد فضل سے بیت الفتوح تشریف لے جاتے ہوئے بھی خطبہ کے لئے نوٹس تحریر فرماتے جاتے ہیں۔

معزز قارئین! اگر ہم خطبات کے مضامین کو غور سے پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ کس طرح پیارے حضور افراد جماعت سے پیار کرتے ہیں اور ہماری دین و دنیا میں کامیابی کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کیسے ہر وقت نصائح فرماتے رہتے ہیں۔ کیسے پیارے حضور کی آرزو ہے کہ ہمارے دلوں میں ہمارے گھروں میں ہماری گلیوں میں ہمارے شہروں میں اور پوری دنیا میں امن ہو اور ہماری زندگیاں جنت نظیر ہو جائیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں میں شامل ہو جائیں۔

بہت عرصہ غالباً آٹھ سال پہلے کا ایک واقعہ ہے کہ میں پروگرام انتخاب سخن کر کے سٹوڈیو سے باہر نکلا تو فون کالز لینے والے نوجوانوں میں سے ایک نے بتایا کہ کوئی غیر از جماعت خاتون بضد ہے کہ پریزنٹر سے ہی بات کرنی ہے اور وہ بڑی دیر سے فون ہولڈ کروا کے بیٹھی ہے۔ بہرحال اُس سے بات ہوئی۔ اُس کا کہنا تھا کہ میرے خاوند نے مجھے سختی سے کہا ہوا تھا کہ ایم ٹی اے نہیں دیکھنا۔ اُس کے اس طرح سختی سے روکنے کی وجہ سے مجھے تجسّس ہوا اور اب میں چھپ کے آپ کے حضور کی باتیں سنتی ہوں اور میرا دل گواہی دیتا ہے کہ آپ کی جماعت ہی سچی جماعت ہے۔ میری طرف سے خلیفہ حضور کو کہنا کہ آپ کی عقیدت مند ایک بیٹی فلاں شہر میں بھی رہتی ہے اُسے بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اُس نے بااصرار کہا کہ جیسی آپ کے خلیفہ باتیں کرتے ہیں اگر ساری دنیا ان باتوں پر عمل کرے تو دنیا ایک جنت نظیر خطہ بن جائے۔ اُس نے کہا کہ وہ حضور کی باتیں سن کے دل سے احمدی ہو چکی ہے لیکن اپنے خاندان والوں کے خوف سے ایسا نہیں کہہ سکتی اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا کہ آپ یقین رکھیں کہ ہر پڑھا لکھا شخص جو آپ کے خلیفہ کی باتیں سنتا ہے وہ اُن کی باتوں سے متفق ہے لیکن زمانے کے خوف سے خاموش ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیارے حضور کے خطبات نہ صرف ہمارے لئے بلکہ سب سننے والوں کے لئے سکینت کا باعث بنتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہر خطبے کا لُبّ لباب یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت بیٹھ جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دلوں میں گھر کر لے اور پوری دنیا میں آپؐ کی عظمت کا جھنڈا بلند ہو اور مسیح زمانہ کی محبت دلوں میں ایسے رچ بس جائے، ہمارے دلوں میں تقوی اس طرح پیدا ہو جائے کہ ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جائیں۔ پیارے حضور جس طرح ہر خطبے میں قرآن پاک کے حوالوں سے، احادیث کے حوالوں سے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تحریرات کے حوالے سے بار بار ہمیں عاجزی، خاکساری، درگزر اور احسان کے سلوک کا درس دیتے ہیں۔ ہر دم، ہر آن، ہر تحریر، ہر خطبے میں پیارے حضور کی خواہش ہوتی ہے کہ ہماری زندگیاں آسان بن جائیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں میں شامل ہو جائیں۔

حضور انور کا ہر ہر خطبہ جمعہ دراصل دنیا بھر سے دوران ہفتہ ملنے والے ہمارے ہزاروں خطوط کا، ہزاروں سوالات کا جواب ہوتا ہے اور ہزاروں دنیاوی مسائل کا حل ہوتا ہے اور دائمی کامیابیاں پانے کا نسخہء کیمیا ہوتا ہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ ادھر کسی مفلوک الحال درویش صفت احمدی نے حضور انور سے مل کے یا خط کے ذریعے ذکر کیا کہ فلاں ملک کے جلسے میں مجھے کھانا ٹھیک طرح نہیں ملا اور اگلے خطبے میں حضور انور پوری دنیا کے احمدیوں کو مہمانوں کی خدمت کا حق ادا کرنے کی نصیحت فرما رہے ہوتے ہیں۔ دنیا کے کسی دُور دراز کے ملک سے کوئی مصیبت زدہ لکھتا ہے کہ فلاں ادارے میں فلاں صاحب نے مجھ سے تعاون نہیں کیا اور حضور انور خطبہ جمعہ میں دنیا بھر کے دفاتر میں کام کرنے والوں کو عاجزی کی نصیحت فرماتے ہیں اور یہ کہ دفتر میں آنے والے افراد سے کرسی سے اُٹھ کے ملنا چاہئے اور ہر ممکن مدد کرنی چاہئے۔

ہم سب اس بات کے گواہ ہیں کہ حضور انور کے خطبات ہماری عام روزمرہ کی زندگیوں، رہن سہن اور معاملات سے متعلق ہوتے ہیں اور عام آدمی کی سمجھ کے مطابق ہوتے ہیں۔

ایک نئے احمدی سے پوچھا کہ احمدیت کیسے قبول کی؟ کہنے لگے ٹی وی پر چینل بدلتے ہوئے حضور انور کا خطبہ جمعہ سنا تو مَیں تو حیران رہ گیا اور مجھے لگا کہ وہ میرے سب حالات جانتے ہیں اور میری تربیت کے لئے صرف اور صرف مجھے سمجھا رہے ہیں۔ خطبہ سننے کے بعد مَیں نے کوئی کتاب نہیں پڑھی، کوئی دلیل نہیں مانگی ایک احمدی دوست کو کہا مجھے بیعت فارم لا دو اور خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارشیں دیکھی ہیں۔

اسی طرح جلسہ سالانہ برطانیہ کے دنوں میں ایک دوست سے ملاقات ہوئی جنہوں نے حضور انور کے خطبات سن کے احمدیت قبول کی تھی۔ کہنے لگے کہ میں امریکہ میں اپنے وطن کا پاسپورٹ بنوانے کے لئے اپنے ملک کی ایمبیسی میں گیا۔ وہاں پاسپورٹ فارم پہ سب دستخط کر کے جب فارم ان کے حوالے کیا تو ایمبیسی والے کہنے لگے کہ آپ نے اس اقرارنامے پر دستخط نہیں کئے۔ اب یہ دوست بہت پڑھے لکھے اور ہر چیز کو عقل اور منطق کی کسوٹی پر پرکھنے والے تھے۔ کہنے لگے کہ جس شخص کے متعلق آپ کہہ رہے ہیں کہ تصدیق کروں کہ مَیں ان کو سچا نہیں مانتا مَیں نے تو ان کا نام ہی پہلی دفعہ سنا ہے اور مَیں ان کو جانتا ہی نہیں ہوں، مَیں کیسے دستخط کر کے تصدیق کروں کہ فلاں شخص سچا نہیں ہے۔ انہوں نے کہا دستخط کے بغیر پاسپورٹ نہیں مل سکتا۔ یہ فارم لے کے گھر آئے اور جاننے والوں سے پوچھا کہ کیا ماجرا ہے۔ پوچھتے پوچھتے جماعت کی کتابیں پڑھنے لگے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سننے لگے۔ پوری تحقیق کے بعد ایمبیسی گئے۔ انہوں نے پوچھا اب دستخط کر دیئے ہیں۔ کہنے لگے مَیں نے اُس جگہ دستخط تو نہیں کئے، الحمد للہ مَیں نے احمدیت قبول کر لی ہے۔

قارئین کرام! پیارے حضور سینکڑوں خطوط کے جوابات دینے کے ساتھ ساتھ، سینکڑوں انتظامی امور کی دیکھ بھال فرماتے ہوئے روزانہ بہت سی دفتری اور انفرادی ملاقاتوں کے ساتھ اور دیگر تمام تر مصروفیات کے ساتھ ساتھ ہم سب کے لئے ہر خطبہ جمعہ اتنی محنت سے لکھتے ہیں تو ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ ہم اسے ایسے سنیں گویا پیارے حضور صرف اور صرف ہم سے مخاطب ہیں اور صرف اور صرف ہمیں نصیحت فرما رہے ہیں۔ حضور انور کی مصروفیات اس قدر ہیں کہ حضور کے تھوڑے کہے کو ہی زیادہ سمجھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

خطبہ جمعہ کے دوران جو کاغذات ہم حضور انور کے مبارک ہاتھوں میں دیکھتے ہیں وہ حضور انور کے خود اپنے ہاتھوں سے لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ حوالہ جات یعنی قرآن پاک کی آیات، احادیث مبارکہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات وغیرہ بعض اوقات ٹائپ یا فوٹو کاپی کی صورت میں ہو سکتے ہیں۔ اور جیسا کہ محترم منیر جاوید صاحب نے بتایا تھا کہ حضور انور تو خطبہ جمعہ کے لئے بیت الفتوح جاتے جاتے بھی نوٹس لکھ رہے ہوتے ہیں۔ قارئین کرام! ہر خطبے اور ہر خطاب میں پیارے حضور کی خواہش ہوتی ہے کہ ہمیں حقیقی اور دائمی خوشیاں نصیب ہو جائیں۔ ابھی حال ہی کے خطبہ عید کو غور سے سنیں۔ پیارے حضور کے ایک ایک لفظ سے ایک ایک فقرہ سے کیسے اس خواہش کا اظہار چھلکتا ہے کہ ہمیں حقیقی عیدیں نصیب ہوں، ہماری زندگیاں جنت مثال بن جائیں۔ ہماری یہ زندگی بھی جنت بن جائے اور آخرت میں بھی ہم سرخرو ہوں۔ کیسے حضور کو فکر ہے کہ کہیں ہم عارضی عیدوں کی مصروفیات میں حقیقی عیدوں سے غافل نہ ہو جائیں۔

....

قارئین کرام! آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہر ملک کے اور ہر قوم کے احمدی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحبت سے یکساں فیض پاتے ہیں۔ پچھلے دنوں ملک شام کے ایک شامی احمدی بھائی کے ساتھ نشست کا موقع ملا۔ اُن کی باتیں سن کے حیرانی ہوئی کہ وہ تو اپنی زندگی کا ایک ایک قدم اور ایک ایک فیصلہ حضور انور کے مشورہ سے کرتے ہیں اور حضور انہیں، ان کے بچوں کو، ان کے بھائیوں کو ناموں سے جانتے ہیں اور ان سب کا ماننا تھا کہ جتنا حضور انہیں وقت دیتے ہیں شائد ہی کسی کو دیتے ہوں۔ یہی حال عربی بھائیوں کا ہے۔ ان کے پاس بیٹھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی تمام تر توجہ کا مرکز وہی ہیں اور یہی حال ہر خطّے کے لوگوں کا ہے۔

اب یہ جو ساری مصروفیات لکھی ہیں اگر ان کے وقت کو جمع کیا جائے تو سرسری نگاہ سے صرف خط دیکھنے کے لئے بھی پندرہ سو منٹ بنتے ہیں جبکہ ایک دن رات میں کل چودہ سو چالیس منٹ ہوتے ہیں۔ حضور انور کی مصروفیات اور ایک دن میں ہونے والے کام کوئی عام انسان ایک ہفتے میں بھی احسن طریقے سے سرانجام نہیں دے سکتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک دن کی ڈائری دیکھ کے ہی کوئی بھی سعید فطرت شخص اس بات کی گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے بغیر یہ سب ممکن ہی نہیں ہے۔

....

اوپر بیان کی گئی ساری مصروفیات کے علاوہ مختلف تنظیموں کی طرف سے منعقد کی گئی تقریبات میں شرکت اور خطابات الگ ہیں۔ مساجد کے سنگ بنیاد رکھنے اور افتتاح کرنے الگ ہیں۔ مختلف ممالک کے دورہ جات اور جلسوں اور پروگراموں میں شرکت الگ ہے۔ برطانیہ میں جو بڑی بڑی تقریبات منعقد ہوتی رہتی ہیں وہ الگ سے ہیں۔ احمدی احباب سے ملاقات کے علاوہ جو دنیا بھر سے غیر از جماعت مہمان یا صحافی ہیں اُن کو جو وقت دیا جاتا ہے وہ الگ سے ہے۔

برطانیہ میں ایک جلسے کے بعد مَیں کسی انگریز صحافی کو اُس کے گھر تک چھوڑنے جا رہا تھا راستے میں باتوں باتوں میں مجھے کہنے لگا کہ ہر چند کہ مَیں ایک پختہ عقیدہ رکھنے والا عیسائی ہوں لیکن آپ کے امام جماعت سے مل کے اور اُن کی مصروفیات کو دیکھ کے میں یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ کوئی روحانی قوت ان کی مدد کر رہی ہے۔ میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ کروڑوں افراد کی جماعت میں سے ہر کوئی

دعوی کر رہا ہے کہ میرے امام مجھے جانتے ہیں۔ اُس کا کہنا تھا کہ اُس کے بیس سالہ دورِ صحافت میں اُس نے کبھی اتنا بڑا اجتماع اتنا منظّم نہیں دیکھا اور اطاعت کا ایسا نظارہ نہیں دیکھا۔ میرے بتانے پر کہ ہمارے امام کو روزانہ بذریعہ ڈاک اور فیکس کوئی پندرہ سو کے قریب خطوط ملتے ہیں اور روزانہ ان پندرہ سو خطوط کے جوابات فرداً فرداً خط لکھنے والوں کے گھر بھجوائے جاتے ہیں۔ کہنے لگا اب آپ یقیناً مذاق کر رہے ہیں۔

قارئین! آپ اور مَیں جانتے ہیں کہ یہ کوئی مذاق نہیں بلکہ حقیقت ہے۔

آج سے کوئی پانچ چھ سال پہلے کی بات ہے خاکسار اور مکرم سید حسن خان صاحب کسی اخبار کے لئے مکرم و محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یوکے کا تفصیلی انٹرویو کرنے اُن کے گھر پہنچے۔ محترم امیر صاحب نے خلافت کی برکات کے بہت سے پہلوؤں کا ذکر کیا اور اس کے ساتھ ایک بات کا بار بار شدّت سے اظہار کیا۔ آپ کا کہنا تھا کہ مجھے آج تک ایک بات بالکل بھی سمجھ نہیں آئی کہ بعض خوشخبریاں صرف مجھے معلوم ہوتی ہیں اور میری شدید خواہش ہوتی ہے کہ میں فوری طور پہ خود جا کے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اطلاع کروں لیکن حیرت انگیز طور پر حضور انور کو اس بات کا پہلے سے علم ہوتا ہے حالانکہ وہ بات میں نے کسی کو بھی نہیں حتی کہ حضور کے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو بھی نہیں بتائی ہوتی۔ امیر صاحب کے اس انٹرویو کو کئی سال گزر گئے لیکن امیر صاحب کی یہ بات مجھے بطور خاص یاد رہ گئی۔ ایک روز اتفاقاً میری ملاقات مکرم منیر جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے اُن کے دفتر میں ہوئی۔ وہ سر جھکائے ساتھ ساتھ حسبِ معمول خطوط کو ترتیب سے مختلف فائلوں میں لگا رہے تھے۔ ساتھ ساتھ مختلف فون کالز بھی اٹینڈ کر رہے تھے۔ مَیں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے فوراً اُن سے اس واقعہ کا ذکر کیا کہ ایک مرتبہ مکرم امیر صاحب رفیق حیات صاحب نے کہا تھا کہ پتا نہیں کیسے لیکن جو بھی بات مَیں حضور انور کو بتانے جاتا ہوں وہ حضور کو پہلے سے ہی معلوم ہوتی ہے۔ یہ بات سن کے مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بے اختیار کھلکھلا کے ہنسے اور ساری مصروفیات چھوڑ کے میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ کو ایک بات بتاؤں۔ مَیں بہت خوش ہوا کہ مجھے راز بتانے لگے ہیں۔ کہنے لگے یہی بات تو مجھے خود آج تک سمجھ نہیں آئی کہ یہ کیسے ہو جاتا ہے۔ میرے ساتھ بھی بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ مَیں حضور انور کو کوئی اطلاع دینے جاتا ہوں کہ حضور فلاں ملک سے اطلاع آئی ہے اور اس سے پہلے کہ مَیں کچھ اَور کہوں حضور انور بتا دیتے ہیں کہ مجھے علم ہے یہ بات ایسے ایسے ہوئی ہے۔ محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کا کہنا تھا ہم تو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشان اور خلیفہ وقت اور جماعت کے افراد میں محبتوں کے اور دلی تعلق کے نظارے ہر روز اور ہر وقت دیکھتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے کہ خلیفہ وقت کا جماعت کے ساتھ دل و جان سے محبت کا ایسا رشتہ ہے، ایسا روحانی اور قلبی تعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ مختلف ذرائع سے حضور انور کو دنیا بھر کے احمدیوں کے حالات سے خود ہی باخبر رکھتا ہے۔

....

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کا کارکن ہونے کے ناطے مجھے علم ہے کہ ایم ٹی اے کے تمام شعبے حضور انور کی براہ راست راہنمائی میں کام کرتے ہیں۔ اتنی مصروفیات کے باوجود پیارے حضور ہر شعبہ کے منتظمین کو اتنی تفصیل سے ہدایات جاری فرماتے ہیں اور ایسی باریک بینی سے تفصیلات کا جائزہ فرماتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی حمد کئے بغیر نہیں رہ سکتا جس نے ہمیں خلافت جیسی نعمت سے نوازا ہے۔

ایم ٹی اے کے بہت سے پروگراموں میں سے انتخابِ سخن بھی ایک پروگرام ہے۔ اس پروگرام میں بہت سے احمدی احباب و خواتین بچے بچیاں اس خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ پیارے حضور کو اُن کی طرف سے السلام علیکم کہا جائے۔ پیارے حضور نے یہ ہدایت فرمائی ہوئی ہے کہ جو مجھے السلام علیکم کا پیغام بھجوائیں انہیں میری طرف سے وعلیکم السلام کہہ دیا کریں۔ خاکسار ہر پروگرام میں بغیر بھولے حضور انور کے ارشاد کی تعمیل میں اس ہدایت پر عمل کرتا ہے۔ ایک پروگرام میں، مَیں یہ کہنا بھول گیا۔ مَیں دعا کر رہا تھا کہ یا اللہ! حضور نے یہ پروگرام نہ دیکھا ہو۔ اُس کے تھوڑے دنوں بعد محمود ہال مسجد فضل لندن میں کسی تقریب میں خطاب کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس تشریف لے جا رہے تھے۔ مَیں بھی ہجوم میں کھڑا تھا۔ پیارے حضور انور میرے قریب آئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا پچھلے پروگرام میں آپ نے میری طرف سے وعلیکم السلام نہیں کہا، یاد سے کہا کریں۔ حضور انور یہ فرما کے آگے تشریف لے گئے۔ مَیں گم سم حیران و ساکت کہ حضور انور کی اتنی مصروفیات اور ایک چھوٹے سے پروگرام پہ اتنی نظر اور شفقت اور ایم ٹی اے کے ناظرین کا اتنا خیال

ع

'اے چھاؤں چھاؤں شخص تری عمر ہو دراز'

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی از حد مصروفیات کا ذکر ہو رہا ہے۔ ہم نے ایسے وقت بھی دیکھے ہیں کہ اِدھر کسی بہت پیارے کا نماز جنازہ پڑھایا ہے اور پھر کچھ دیر کے بعد کسی بچی یا بچے کے نکاح کا اعلان ہو رہا ہے کیونکہ اُن کی اس تقریب کی منظوری انہوں نے شائد ہفتوں مہینوں پہلے سے لے رکھی ہو۔

ہم نے ایسے وقت بھی دیکھے ہیں کہ جب لاہور میں ایک ہی دن میں اسّی نوے معصوم احمدیوں کو خون میں نہلا دیا گیا لیکن اُس روز بھی ایم ٹی اے کے ذریعے دنیا بھر کے لوگوں نے یہ منظر دیکھا کہ آپ کی آنکھوں پہ ضبط کے بے مثال پشتوں نے سینے میں غم کے چھلکتے ہوئے سمندر کا ایک قطرہ بھی باہر نہیں آنے دیا۔

ہم نے وہ دن بھی دیکھے ہیں جب پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی والدہ محترمہ کی وفات کی المناک خبر کی اطلاع دیتے ہیں اور نماز جنازہ پڑھاتے ہیں اور پھر اگلے روز ہی تمام تر دفتری مصروفیات میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

ہم نے وہ دن بھی دیکھا ہے کہ جب پیارے حضور اپنے اکلوتے بیٹے مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب کی شادی میں شریک ہوتے ہیں بالکل اُسی طرح جیسے کسی اور کارکن کے بچے کی شادی میں شریک ہوتے ہیں۔ دن بھر کی دفتری مصروفیات کے بعد جب شادی کی تقریب میں تشریف لائے تو اُتنا ہی وقت تشریف فرما رہے جیسا کہ معمول کے مطابق ہوتا ہے۔

ہر روز نئے فکر ہیں ہر شب ہیں نئے غم
یا رب یہ مرا دل ہے کہ مہمان سرا ہے

چونکہ ساری جماعت احمدیہ ایک خاندان کی طرح ہے اس لئے آئے دن کسی نہ کسی پیارے کی رحلت کی یا شہادت کی المناک خبر بھی ملتی ہے لیکن پیارے حضور یہ سب غم سینے میں چھپائے ہم سب کے غم بانٹنے میں مصروف رہتے ہیں اور ہمیں مسکرا کے ملتے ہیں۔

....

امام کی دعا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"اور تو ان کے مالوں میں سے صدقہ قبول کر لیا کر۔ اس ذریعہ سے تو انہیں پاک کرے گا نیز ان کا تزکیہ کرے گا اور ان کے لئے دعا کیا کر یقیناً تیری دعا ان کے لئے سکینت کا موجب ہوگی اور اللہ بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے"۔

(التوبہ:103)

امام کے لئے دعا

حضرت عوف بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:۔

"تمہارے بہترین امام وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم ان کے لئے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں"۔

(صحیح مسلم کتاب الامارہ باب خیار الائمۃ حدیث نمبر 3447)

پیارے بھائیو! ہمارے پیارے حضور ہمارے لئے کیا کچھ نہیں کرتے۔ کیا ہمارا فرض نہیں بنتا کہ ہم اپنی ہر نماز میں اور ہر دعا میں اپنے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو یاد رکھیں اور اپنے قول سے اور اپنے کردار سے یہ ثابت کریں کہ ہم اپنے محبوب امام سے پیار کرنے والے ہیں اور آپ کے ارشادات پر دل و جان سے لبّیک کہنے والے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات اس قدر ہیں کہ اگر ہماری درخواست پر پیارے حضور ہماری کسی تقریب میں یا ہماری خوشیوں میں مثلاً ہمارے بچوں کی شادیوں وغیرہ میں شریک نہ ہوں سکیں تو ہرگز ہرگز دل گرفتہ نہیں ہونا چاہئے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ہفتوں مہینوں بلکہ بعض معاملات میں سالوں پہلے سے حضور کی روزانہ کی مصروفیات اور پروگرام طے شدہ ہوتے ہیں۔ ملاقاتی ہزاروں میل کے فاصلے طے کر کے آئے ہوتے ہیں۔ ہر روز ایک نہیں بلکہ بہت سی ایسی درخواستیں اور دعوتیں ہوتیں ہیں جن سے پیارے حضور کو بڑے بوجھل دل سے شرکت سے معذرت کرنی پڑتی ہے۔ میں نے ایسی بہت سی شادیوں میں شرکت کی ہے کہ جہاں شادی والے بچے یا بچی کے والدین کی جماعت کے لیے بڑی لمبی نمایاں خدمات ہیں اور نمایاں مقام ہے لیکن پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بوجہ دیگر مصروفیات شریک نہ ہوئے۔

حقیقت میں بات تو یہ ہے کہ پیارے حضور جو ہر جمعہ کے روز ایک گھنٹے کے لئے خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں وہ ہمارے لئے ہی تو ہوتا ہے۔ حضور ہمیں ہی تو وقت دیتے ہیں۔ ہم سے ہی تو گفتگو کرتے ہیں۔ ہم سے ہی تو ملاقات کرتے ہیں۔ اور ہماری بھلائی اور فائدے کی ہی تو باتیں کرتے ہیں۔ دنیا بھر میں جو مساجد، مشن ہاؤس اور دیگر فلاحی منصوبے ہیں وہ ہمارے لئے اور ہماری نسلوں کے لئے ہی تو ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر وقت پیارے حضور کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور دعا کے لئے ہمیشہ انہیں خط لکھتے رہیں۔ خطوط میں جہاں ہم اپنی عارضی دنیاوی مشکلات کا ذکر کرتے ہیں وہیں پہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی چھوٹی چھوٹی خوشیوں کا ذکر بھی حضور سے کرتے رہیں۔ خدا کرے کہ ہم ہمیشہ حضور کو خوش خبریاں دینے والے ہوں۔ ویسے بھی ہم احمدیوں پر اللہ تعالیٰ کے جتنے فضل ہیں وہ بھی بیان سے باہر ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا وہ شعر

اک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا
مَیں خاک تھا اُسی نے ثریّا بنا دیا

ہر احمدی پر کسی نہ کسی رنگ میں ضرور پورا اُترتا ہے۔ تو ہمیں اپنے خطوں میں ان فضلوں کا، برکتوں کا اور خوشخبریوں کا بھی لازمی طور پہ ذکر کرنا چاہئے۔

....

یہاں پہ مَیں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کا تذکرہ ایک مضمون میں کرنا ناممکن ہے بلکہ شائد ایک کتاب بھی کم ہے۔ ویسے بھی اس مضمون میں صرف روزمرہ کی مصروفیات کا مختصر طور پہ ذکر ہے۔ دیگر مصروفیات الگ سے ہیں۔ دنیا بھر کے تمام احمدیوں کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے پاس جا کے ملاقات کا شرف حاصل کریں لیکن سب کے پاس اتنے وسائل نہیں ہوتے اس لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاں جہاں ممکن ہو وہاں پہنچ کے احمدیوں سے ملتے ہیں اور اُن کے حالات جانتے ہیں۔ مَیں بیرون ممالک دورہ جات کی بات کر رہا ہوں۔ برطانیہ سے سنگاپور، نیوزی لینڈ، جاپان اور آسٹریلیا جانا آسان نہیں ہوتا۔ قارئین میں سے جو جہاز سے سفر کرتے رہتے ہیں وہ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ یہ سفر بڑا تھکا دینے والا ہوتا ہے۔ لندن سے سڈنی آسٹریلیا کوئی چھبیس گھنٹے کی فلائٹ ہے۔

اللہ تعالیٰ قدم قدم پہ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حافظ و ناصر ہو۔ آپ کو صحت و شفا یابی والی عمر دراز عطا فرمائے۔ پوری دنیا میں اسلام احمدیت کا غلبہ ہو۔ خدا کرے کہ ہم حضور انور کے تھوڑے کہے کو ہی بہت سمجھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حقیقی معنوں میں اطاعت کی توفیق دے۔ سچی محبت اور بے مثال پیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مَیں دنیا کے ایسے ملک بھی دیکھ آیا ہوں جہاں ملک کے ممبران پارلیمنٹ بھی عام بسوں میں سفر کرنے کے لئے لائن میں کھڑے ہوتے ہیں اور لبنان اور اسرائیل کے بارڈر بھی دیکھ آیا ہوں جہاں دس دس سال کے بچے سکول اس طرح جا رہے تھے کہ بستے کے ساتھ کلاشنکوف بھی گلے میں لٹکائی ہوئی تھی۔ دنیا کے آزاد ترین ملک بھی دیکھ لئے ہیں اور دمشق کے تہہ خانوں میں چالیس دن قید کاٹ کے وہاں کے زندانوں میں زندہ انسانوں کے ڈھانچے بھی دیکھ کے آیا ہوں۔ مَیں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج اگر پوری دنیا میں امن اور انصاف کی کوئی ضمانت ہے تو وہ خلافت احمدیہ ہی ہے۔ دنیا ایک نہیں درجنوں نئے نظام بنا لے، درجنوں تھنک ٹینک بنا لے، الٰہی نوشتوں کو نہیں بدلا جا سکتا۔ اگر دنیا چاہتی ہے کہ دنیا ایک مرتبہ پھر امن کا گہوارہ بن جائے، قافلے سلامت اپنی منزلوں کو پہنچیں، ہزاروں لاکھوں کے ہجوم میں بھی کوئی کمزور و ناتواں کسی کے پاؤں تلے نہ کچلا جائے، سسکتی ہوئی انسانیت کی آنکھ کے آنسو خوشیوں کے ستاروں میں بدل جائیں اور نفرت، تعصب اور بارود کے دھوئیں میں اَٹے ہوئے منظر، محبتوں سے سرسبز شاداب نظاروں میں بدل جائیں تو لازماً امام وقت کو ماننا ہوگا۔ دنیا کا کوئی نظام خدا کے بنائے ہوئے نظام سے بہتر نہیں ہو سکتا۔ خدا کرے کہ محبتوں کا، رحمتوں کا، برکتوں کا یہ سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر رہے آمین۔

☆......☆......☆

اُمّت میں مثیل ذوالقرنین کی بعثت کی بشارت

(تحریر: محترم مولوی عبداللطیف صاحب بہاولپوری (مرحوم)

مکرم مولوی عبداللطیف صاحب بہاولپوری فاضل دیوبند سابق پروفیسر جامعۃ المبشرین قادیان و جامعہ احمدیہ ربوہ، سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک نہایت جیّد عالم اور صاحب رؤیا وکشوف بزرگ تھے۔ آپ نے قرآن مجید کی بعض سورتوں کی نہایت لطیف اور محققانہ تفسیر بھی شائع فرمائی۔ ذیل میں آپ کی مصنفہ تفسیر سورۃ الکہف جس کا عربی نام ’’اقامۃ الزحف لاظہار انباء سورۃ الکہف‘‘ ہے سے بعض حصوں کا انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

(مدیر)

’’روایاتِ صحابہ میں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس امّتِ محمدیہ میں سے مثیل ذوالقرنین مبعوث ہوگا۔ فرمایا:

وَ اِنَّ فِیکُم مِثْلَہٗ۔ (تفسیر دُرِّمنثور للسیوطی)

یہ ذوالقرنین اسرائیلی صحائف میں بھی نبیوں کا موعود اور منتظر وجود ہے۔ اور اسلامی روایات میں اسی مقدس وجود کے متعلق یہ بشارت بھی ہے کہ وہ آسمانی بادشاہت کا موعود ہوگا۔ اور اس کی سلطنت کی وسعت دنیا بھر کے سلاطین اور جمیع ادیان ومِلل پر حاوی ہوگی۔ چنانچہ خالد بن سعدؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالقرنین کے متعلق یہ خبر دی کہ

’’مَلِکٌ یَمْسَحُ الْاَرْضَ عَنْ سَعَتِھَا بِالْاَسْبَابِ۔‘‘ (ازالۃالخفاء لشاہ ولی اللّٰہ الدھلوی)

یعنی وہ ایسا بادشاہ ہوگا (جو اس وقت کے پیدا کردہ) اسباب کے ذریعہ سے باوجود فراخیٔ زمین کے تمام زمین کو برکت بخشے گا۔

اس ارشاد نبوی کی تصدیق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

’’فَاَوْحٰی اِلَیَّ رَبِّیْ وَ وَعَدَنِیْ اَنَّہٗ سَیَنْصُرُنِیْ حَتّٰی یَبْلُغَ اَمْرِیْ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَھَا وَتَتَمَوَّجُ بُحُوْرُالْحَقِّ حَتّٰی یُعْجِبَ النَّاسَ حُبَابُ غَوَارِبِھَا‘‘۔

(تذکرہ طبع سوم صفحہ 312)

میرے ربّ نے میری طرف وحی بھیجی اور وعدہ فرمایا کہ وہ مجھے مدد دے گا۔ یہاں تک کہ میرا کلام مشرق و مغرب میں پہنچ جائے گا۔ اور راستی کے دریا موج میں آئیں گے یہاں تک کہ اس کی موجوں کے حُباب لوگوں کو تعجب میں ڈالیں گے۔

علامہ قرطبی اپنی تفسیر میں یہ روایت لاتے ہیں کہ:

رُوِیَ اَنَّ جَمِیْعَ مُلُوْکِ الدُّنْیَا کُلِّھَا اَرْبَعَۃٌ ...... وَ سَیَمْلِکُھَا مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ خَامِسٌ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَھُوَالْمَھْدِیُّ۔

(ترجمہ) تمام دنیا کے بادشاہ چار (گزرے) ہیں اور پانچواں بادشاہ اس امّت میں سے ہوگا جس کی حکومت مطابق ارشاد الٰہی لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ روئے زمین پر ہوگی اور وہ مہدی ہوگا۔

خاکسار کے نزدیک یہ چار بادشاہ چاروں انبیاء کے دَور ہیں۔ پہلا دَور حضرت آدم علیہ السلام کا۔ دوسرا دَور حضرت نوحؑ کا۔ تیسرا دَور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یعنی آپ کی ذرّیت کی دو شاخوں میں سے بنو اسحٰق کا۔ چوتھا دَور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری شاخ بنو اسمٰعیل میں سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کا۔ اور پھر حضور کی مُہر نبوّت کے افاضہ سے پانچواں دَور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام، بروزِ کامل، ذرّیت ابراہیمی کی دونوں شاخوں کے جامع، مجمع البحرین، حضرت مہدی معہودؑ موعود اقوام عالم کا موجودہ دَور ہے جو چل رہا ہے۔‘‘

....

آسمانی بادشاہت کے وارث

’’......آجکل چونکہ دجّالی زہریلے اثرات کے تحت دنیا میں مادہ پرستی کا زور شور ہے۔ ہر چیز کا جائزہ محض مادی نقطۂ نگاہ سے لیا جاتا ہے۔ اسی بنا پر عام طور پر مسلمان بھی اس کا شکار ہیں۔ انہوں نے ماموز زمانہ کے پہچاننے میں بھی وہی غلطی کھائی جو مسیح ناصری کی بعثت پر یہودیوں نے غلطی کھائی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعویٰ مسیحیت پر انہوں نے بھی محض اس بِنا پر انہیں ٹھکرا دیا کہ یہ تو غریب گھرانے کا فرد ہے۔ سطوت وشوکت سیاسی اور عزّت و اقتدارِ ملکی سے عاری ہے۔ ہمیں تو تخت داؤدی کا وارث شہنشاہ بااقتدار مسیح چاہئے۔ یہی مطالبہ آجکل کے مثیلان یہود بے عمل مسلمانوں کا ہے حالانکہ **مامورانِ الٰہی تو آسمانی بادشاہت کے وارث ہوتے ہیں۔ ان کا تختِ شاہی جذرِ قلوبِ مومنین پر رکھا جاتا ہے** اور وہ بڑے اخلاص وعقیدت سے اس کے حامل بنتے ہیں۔ اسی اخلاص وعقیدت قلبی کی بنا پر شہنشاہ کہلاتے ہیں۔ مادی دنیا کی بادشاہی تو اس کے مقابل میں کوئی چیز نہیں۔

ہاں اگر کسی کو ان آسمانی بادشاہت کے تحت پر فائز ہونے والے مقدّس وجودوں کے اقتدار کی نمائش دیکھنے کا شوق ہو تو آئیں ان کی مجالس میں۔ یقیناً وہ ان کے آئینہ وجود میں، صفاتِ الٰہیہ کے مظاہر اور آسمانی نشانات جلالی و جمالی کی جلوہ نمائی کے بے شمار نمونے دیکھیں گے۔ وہ اپنی قوّت قدسیہ سے قلوب انسانی میں بڑے بڑے عظیم الشان روحانی انقلاب پیدا کر رہے ہوں گے۔ ان کی صحبت سے فیضیاب ہونے والے آسمانِ روحانیت کے روشن ستاروں کا نمونہ بن کر دنیا کی رہنمائی کے لئے یہ خطاب پا رہے ہوں گے: اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِم اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ۔ یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے تم جس کسی کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے۔

دنیا جو وحشی ڈاکوؤں، ظالم و سفّاک ہستیوں کی شیطانی کارروائی سے جہنم کدہ بن چکی ہے۔ امن وامان کا کہیں نام ونشان نہیں۔ یہ آستانۂ الوہیّت پر جھکنے والے وجود اپنی ملکوتی صفات وافعال کے نمونوں سے اس جہنم کدہ دنیا کی کایا پلٹنے اور معاشرۂ فاسدہ کو صالح معاشرہ کی صورت میں تبدیل کرنے کے لئے بڑی بڑی مساعیٔ جمیلہ میں مصروف ہوں گے تا اس دنیا کو جنت ارضی کی صورت میں تبدیل کرکے قرآنی پیشگوئی یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَالْاَرْضِ کا نمایاں جلوہ دنیا کے سامنے رکھیں۔ یقیناً یہ انقلاب ہوکر رہے گا۔ پیاسی دنیا اس کے لئے بے تاب ہے۔ قلوب انسانی میں اس انقلاب کا جذبہ بڑے زور شور سے اُٹھ رہا ہے۔

....

عالمگیر برادری کے قیام کی ضرورت

چنانچہ ...... امریکہ میں ہادیانِ مذاہب اور ان کی تعلیمات پر مشتمل ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا نام ہے:

"Transforming Light the Living Heritage of World Relegions."

اس کتاب میں لکھا ہے کہ مسائل حاضرہ کا حل یہی ہے کہ ایک عالمگیر برادری کا قیام عمل میں آئے جس کا وعدہ صحف سابقہ میں موجود ہے۔

زرتشت نے کہا کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سب لوگ یک زبان ہوجائیں گے اور دنیا کی ایک شریعت ہوجائے گی۔

ہندوؤں کے ہاں بھی ایک عالمگیر دَور کا ذکر ملتا ہے۔

عبرانی صحائف میں ہے کہ آخری زمانہ میں خدا کا ایک قانون نافذ العمل ہوگا۔ کوئی قوم دوسری قوم پر تلوار نہیں اٹھائے گی اور خدا کی زندہ شریعت کے ذریعہ ایک آفاقی امن قائم ہوجائے گا۔

بدھ صحائف میں ہے کہ اس دَور میں ایک نئی دنیا اُبھرے گی۔

کنفیوشس کہتا ہے کہ ایک زمانہ آئے گا کہ عالمگیر اتحاد، انصاف اور اخوّت ومحبت کا مظاہرہ ہوگا۔

اسلام نے بھی اس دَورِ صلح وخیر کی خبر دی ہے۔

کتاب کے آخر میں لکھا ہے:

’’انسانیت ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی منتظر ہے۔ انسان کے بنائے ہوئے عقیدہ نے سوسائٹی میں تفریق ڈالی دی ہے۔ آسمانی قانون متحد کرتا ہے۔ انسانی قانون کہتا ہے کہ میرے پیغمبر نے ہمیشہ کے لئے وحی والہام پر مُہر لگادی۔ خدا دوبارہ نہیں بولے گا۔ جیسے اس نے موسیٰ سے کلام کیا۔ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے باتیں کیں۔ اس کو مخاطب کیا۔ اب نہیں ہوگا۔ اب کوئی کنفیوشس کی جبلّی اور فطری حکمت کا حامل نہیں ہوسکتا۔ بُدھا کی طرح گیان کی روشنی نہیں پاسکتا۔ آسمانی قانون کہتا ہے کہ تم خدا پر حد بندی نہیں لگاسکتے۔ ارتقاء کا تقاضا ہے کہ صلحاء دنیا میں آتے رہیں تاکہ روحانیت اور نبوت کا تسلسل قائم رہے۔ یہ شاندار نظریہ گیتا، قرآن اور بائبل کا ہے‘‘۔

زمانۂ حال کا مشہور فلسفی مؤرخ آرنلڈ جے ٹائن بھی مذاہب عالم کے متعلق اپنا نظریہ پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

’’مستقبل میں یا تو مختلف مذاہب ایک دوسرے سے مصالحت کرلیں گے یا کوئی ایک مذہب سب پر مکمل کامیابی حاصل کر کے گا‘‘۔

(مطالعہ تاریخ "A Study of History" جلد دوم باب 26)

اشتراکی روس کے پہلے ڈکٹیٹر لینن نے بھی امیر شکیب ارسلان سے ملاقات کے دوران تسلیم کیا کہ:

’’دنیا میں جب کبھی اعتدال قائم ہوا تو اس کی صورت سوائے اسلام کے اَور کوئی نہیں ہوگی۔ کیونکہ اسلام کا نظام نوعِ انسانی کی بقاء کے لئے بہترین ضمانت ہے۔‘‘

(پیامِ امن از عبداللہ منہاس صفحہ 184)

....

......قرآن کریم کوئی قصّوں کی کتاب نہیں۔ ذوالقرنین کے قصّہ کا ذکر محض تاریخی کہانی نہیں بلکہ اس میں مستقبل میں آنے والے ذوالقرنین کے متعلق کئی ایک غیبی پیشگوئیاں ہیں جن کے ظہور پر انہیں دیکھنے والے مومن اپنے ایمان کو تازہ کریں گے اور انہیں اپنے لئے مشعلِ راہ بنا کر اس کے ذریعہ مخالفین پر اتمامِ حجت کر کے غلبۂ اسلام کی راہ وسیع کریں گے۔ حضرت مسیح موعود ذوالقرنین ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’ہمارا ایمان ہے کہ یہ قصّہ پہلے بھی کسی رنگ میں گزرا ہے لیکن یہ سچی بات ہے کہ اس قصہ میں آئندہ کا بیان بھی بطور پیشگوئی تھا جو اس زمانہ میں پورا ہوگیا۔

(الحکم 10 اپریل 1902ء صفحہ 6)

اِنَّا مَکَّنَّالَہٗ فِی الْاَرْضِ۔ اس فقرہ میں ذوالقرنین کے اس منصب کی طرف اشارہ ہے جس پر وہ فائز تھا۔ یعنی وہ اقتدار ملکی اور حکومت سیاسی اور دنیاوی بادشاہت کا مالک تھا۔ اگرچہ وہ نیک، عادل اور اخلاقِ فاضلہ کا حامل صاحب کشف والہام تھا۔ جس کے ملہم ہونے پر آگے دو شواہد بھی مذکور ہیں۔ ایک قُلْنَا یَا ذَالْقَرْنَیْنِ۔ دوم فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَہٗ دَکَّآءَ وَکَانَ وَعْدُ رَبِّی حَقًّا۔

لیکن باوجود ایں وہ آسمانی بادشاہت کا وارث یعنی مامور من اللہ نہیں تھا۔ البتہ ذوالقرنین ثانی جس کے زمانہ میں پیش آنے والے واقعات کے متعلق ان آیات میں پیشگوئیاں ہیں وہ آسمانی بادشاہت کے تخت کا وارث اور مامور من اللہ ہوگا جس کی طرف آگے بعض آیات میں بھی اشارات ہیں۔ اس بنا پر حضرت مسیح موعود ذوالقرنین ثانی کو جو الہامات ہوئے ان میں آپ کے لئے اس منصب کی تصریح ہے۔ فرمایا:

(1) اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ۔

(تذکرہ طبع سوم صفحہ 78)

یعنی ذوالقرنین اوّل تو محض تمکنتِ ارضی رکھتا تھا مگر تُو ہماری بارگاہ میں تمکنت یافتہ ہے۔ اور جیسے زمینی بادشاہ اپنے مقربوں کو امین السلطنت اور امین الملک کے خطاب دیتے ہیں تُو بھی آسمان پر ہماری طرف سے امین کا خطاب رکھتا ہے۔

(2) اِنَّکَ مِنَ الْمَامُوْرِیْنَ۔ (تذکرہ صفحہ 258)

یعنی تُو زمرۂ مامورین میں سے ہے۔

(3) نَفَخْتُ فِیکَ مِنْ لَّدُنِّیْ رُوْحَ الصِّدْقِ۔

(تذکرہ صفحہ 70)

مَیں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی۔

(4) اَنْتَ وَجِیْہٌ فِیْ حَضْرَتِیْ۔ اِخْتَرْتُکَ لِنَفْسِیْ۔

(تذکرہ صفحہ 66)

تُو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ مَیں نے تجھے اپنے لئے اختیار کیا۔

(5) اس عالی منصب پر فائز ہونے کی بنا پر آپ کو خلیفۃ اللہ بھی کہا گیا۔ فرمایا:

حُکْمُ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ لِخَلِیْفَۃِاللّٰہِ السُّلْطَانِ یُؤْتٰی لَہُ الْمُلْکُ الْعَظِیْمُ وَّ یُفْتَحُ عَلٰی یَدِہِ الْخَزَآئِنُ وَ تُشْرِقُ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّھَا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ وَ فِیْ اَعْیُنِکُمْ عَجِیْبٌ۔

وہ جو رحمان ہے وہ اپنے خلیفہ سلطان کے لئے مندرجہ ذیل حکم صادر کرتا ہے کہ اس کو ایک ملک عظیم دیا جائے گا اور خزائن علوم ومعارف اس کے ہاتھ پر کھولے جائیں گے اور زمین اپنے ربّ کے نُور سے روشن ہوجائے گی۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب‘‘۔ (ازالہ اوہام۔ صفحہ 856)

(6) آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا‘‘۔ (تذکرہ صفحہ 643)

یاد رہے کہ تمکنت ارضی بھی اللہ تعالیٰ کا ایک انعام ہے بشرطیکہ اس انعام کی قدر کی جائے۔ اس کو اہوائے نفسانی اور عیّاشی کا مشغلہ نہ بنایا جائے۔ بلکہ اس عہدہ پانے والوں پر جو فرائض ان کے ذمہ عائد ہوتے ہیں ان

کی بجا آوری خلوص دل اور تندہی سے انتہائی کوشش اور جدوجہد سے کی جائے۔ اور وہ فرائض چار ہیں جن کی مخلصانہ بجاآوری کی طرف قرآن حکیم میں یوں توجہ دلائی گئی ہے:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَآتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ۔ (الحج:42) مسلمانوں کو اگر ہم کسی ملک میں اقتدار دیتے ہیں تو وہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور نیکیوں کا حکم دیتے اور برائیوں سے روکتے ہیں اور ان سب چیزوں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

آج جو دنیا میں بے چینی، بدامنی، فسق و فجور اور ظلم و سفّا کی کا طوفان زوروں پر ہے اگر اسلامی حکومتوں کے ارباب اقتدار اپنے فرائض منصبی خلوصِ دل سے بجالانے کی کوشش کرتے تو بہت حد تک اس طوفان کی لہروں میں کمی آسکتی تھی مگر وائے برحالِ ما۔ انہیں تو حسب مکاشفہ یوحنّا ☆ ابھی تک مغربی تہذیب کی نقّالی کا شوق ہے۔ اور دجالی جال کے پھندوں سے نکلنے کی صحیح طور پر کوشش نہیں کرتے۔ ؎

فَیَا اَسَفا عَلیٰ تِلْکَ الْمَصَائب

{ ☆ مکاشفہ یوحنّا میں یہ خبر دی گئی ہے کہ سمندر میں سے ایک حیوان نکلے گا اور ساری دنیا اس حیوان کے پیچھے ہولے گی سوائے ان نفوس کے جن کے نام برّہ کی کتاب حیات میں لکھے ہوں گے وہ اس حیوان کی پرستش سے محفوظ ہوں گے باقی سب اس کی پرستش کریں گے۔

(دیکھئے مکاشفہ یوحنّا 130۔1 تا 8)}

وَ اٰتَیْنٰہُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا۔ ذوالقرنین اوّل جو ملکی سلطنت کا وارث تھا۔ اس کو اپنے زمانہ کے لحاظ سے زمینی سلطنت کے قیام و استحکام کے لئے جن اسباب اور سامانوں کی ضرورت تھی وہ انہیں میسر کردیئے گئے تھے مگر موجودہ زمانہ جو ذوالقرنین ثانی کا زمانہ ہے اور آپ آسمانی بادشاہت کے تخت پر متمکن ہوکر دنیا میں حکومتِ الٰہیہ قائم کرنے اور رُوئے زمین پر غلبۂ اسلام کا دَور لانے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں آپ کو بھی اس کام کی سرانجام دہی کے لئے جن جن سامانوں کی ضرورت تھی وہ سبھی آپ کو عطا کردیئے ہیں۔ پہلے زمانہ میں اگرچہ ہر صدی میں مجددین اسلام نے اسلامی خدمات کیں۔ مگر ان کے زمانوں میں غلبۂ اسلام کے وہ سامان پیدا نہیں کئے گئے تھے جو موجودہ دَور ذوالقرنین ثانی کے عہد میں نمودار ہوئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اگرچہ تکمیل ہدایت ہوگئی۔ جیسا کہ آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ اور نیز آیت یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَھَّرَۃً فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ اس پر گواہ ہے لیکن اس وقت تکمیلِ اشاعتِ ہدایت غیر ممکن تھی .... اس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کردیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہوگئے اور برّی اور بحری مَرْکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک ایسی شیرینی کی طرح بنادیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہوسکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اور نیز حسب منطوق آیت قُلْ یٰاَیُّھَاالنَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو میں جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہوگئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرضِ اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل وجان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے۔ کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ مَیں تمام کافّۂ ناس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتے ہیں قرآنی تبلیغ کرسکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں۔ اور اتمامِ حجّت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو مَیں بروز کے طور پر آتا ہوں مگر مَیں ملک ہند میں آؤں گا کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع مِلَل ونحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے اور نیز آدم علیہ السلام اسی جگہ نازل ہوا تھا۔ پس ختمِ دَورِ زمانہ کے وقت بھی وہ جو آدم کے رنگ میں آتا ہے اسی ملک میں اس کو آنا چاہیئے تھا۔ تا آخر اور اوّل کا ایک ہی جگہ اجتماع ہوکر دائرہ پورا ہوجائے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لئے منتخب کیا جو خُلق اور خُو اور ہمت اور ہمدردیٔ خلائق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمدؐ اور محمدؐ اس کو عطا کیا تا سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور تھا“۔

(تحفہ گولڑویہ طبع اوّل صفحہ 101-100)

نیز حضورؑ نے ایک اشتہار میں دنیا کو متنبہ کرتے ہوئے یہ اعلان فرمایا:

”خدا نے اپنی پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے کہ مسیح کی منادی بجلی کی طرح دنیا میں پھرجائے گی یا بلند مینار کے چراغ کی طرح دنیا کے چار گوشہ میں پھیلے گی زمین پر ہر ایک سامان کردیا ہے اور ریل اور تار اور اگن بوٹ اور ڈاک کے احسن انتظاموں اور سیر و سیاحت کے سہل طریقوں کو کامل طور پر جاری فرمایا ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 233)

(تفسیر سورۃ الکہف ”اقامۃالزحف لاظہار انباء سورۃالکہف“ مصنفہ مولوی عبداللطیف بہاولپوری فاضل دیوبند۔ صفحہ 159 تا 178۔ مطبوعہ ضیاءالاسلام پریس ربوہ)

معاندین احمدیت، شر پسند وفتنہ پرور مُلّاؤں کے

فسادات کا مقصد اور طریق کار

چند ہفتے قبل 27/جولائی 2014ء کو گوجرانوالہ (پاکستان) میں فتنہ پرور شریر اور مفسد ملّاؤں اور ان کے چیلوں چانٹوں کی طرف سے ایک معصوم احمدی پر خانہ کعبہ کی تصویر کی توہین کا سراسر بے بنیاد اور جھوٹا الزام عائد کرتے ہوئے جو طوفانِ بدتمیزی برپا کیا گیا اور جلوس نکال کر بلوائیوں کے ذریعہ احمدیوں کے گھروں اور دکانوں کو لوٹا اور جلایا گیا ہے۔ اس کی تفاصیل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اگست 2014ء (مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 22 اگست 2014ء) میں قارئین الفضل ملاحظہ کرچکے ہیں۔ اس نہایت بھیانک اور ظالمانہ اور بہیمانہ کارروائی کے دوران ایک 55 سالہ خاتون اور دو بچیاں بعمر 6 سال اور 8 ماہ شہید ہوئیں۔ متعدد احمدی زخمی ہوئے۔ اسی طرح ایک احمدی خاتون کے پیٹ میں سات ماہ کا بچہ بھی وفات پا گیا۔

ایسے دردناک واقعات آج ہی نہیں ہورہے بلکہ احمدیت کے مخالف مُلّاؤں کا شروع سے یہی طریق کار رہا ہے کہ وہ احمدیوں پر سراسر جھوٹے اور ناپاک افتراء باندھتے ہوئے مذہب کے نام پر اشتعال انگیزی کرتے اور عوام الناس کے مذہبی جذبات کو بھڑکا کر معصوموں کی زندگیوں سے کھیلتے، اُن کا خون بہاتے اور ظلم و ستم ڈھاتے ہیں۔ یہ ایسی حقیقت ہے جو ثابت شدہ ہے اور پاکستان کی مقتدر عدالت بھی اس پر گواہ ہے۔ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ) نے اپنی کتاب ”مذہب کے نام پر خون“ میں اس کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ ذیل میں اس کے ایک حصّہ سے کچھ انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

”بدقسمتی سے اِس زمانہ کے بعض علماء کے دلوں میں ایسی سختی آچکی ہے کہ وہ انسانیت کی اعلیٰ اقدار رحمت اور شفقت، ہمدردی اور خلوص کے اُن جذبات سے بالکل عاری ہوچکے ہیں جو ہر سچّے مذہب کی رُوحِ رواں ہوا کرتے ہیں۔ یہاں نام بنام ایسے تمام علماء کے مذہبی تصوّرات کی تفاصیل میں جانے کا موقع نہیں۔ یہ علماء جب اِن ذاتی نظریات کو اسلام کی طرف منسوب کرکے لاعلم عوام میں پھیلاتے ہیں تو ہر طرف فتنہ وفساد اور شر انگیزی کا ایک طُوفانِ بےتمیزی برپا ہوجاتا ہے۔

1953ء کا سال پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ ایک تاریک سال کے طور پر لکھا جائے گا۔ یہ وہی سال ہے جب کہ بعض ”دینی علماء“ کو اپنے دینی افکار کو عملی جامہ پہنانے کا خوب دِل کھول کر موقع ملا تھا۔ اِن کا ”اسلامی تصوّر“ جو پہلے ان کے سینوں کی کوٹھڑیوں میں مقیّد تھا اور مُلکی قوانین کی زنجیروں میں پابند رہا کرتا تھا ان سب قیدوں سے آزاد ہوکر اور انسانیت اور تہذیب اور شرافت کے سب بندھن توڑ کر میدانِ عمل میں آیا۔ وہ پنجاب کے طُول وعرض میں قریہ قریہ پھرنے لگا۔ ابتداءً چُھپ چُھپ کر دن کی روشنی سے گھبراتا ہوا۔ قانون کی زَد سے بدن چُراتا ہوا۔ پھر رفتہ رفتہ کُھلتے کُھلتے بے باک ہوتا چلا گیا اور مختلف قصبات اور شہروں کے گلی کُوچوں میں آزادانہ دندنانے لگا یہاں تک کہ 6/مارچ 1953 کا وہ دِن آگیا جو اس سال کا سب سے تاریک دن تھا۔ اگر دن کے پردہ میں کبھی کوئی رات طلوع ہوئی ہے تو یہ وہی رات تھی جو دن کا لبادہ اوڑھے ہوئے چلی آئی تھی۔ اگر کبھی سورج نے نور کی بجائے ظلمات کی بارش کی ہے تو یہ وہی سورج تھا جو تاریکیاں بکھیرتا ہوا اُفقِ مشرق سے سر اُٹھا رہا تھا۔ یہ نُور کی کرنیں نہیں تھیں بلکہ درد و الم کے تیر تھے۔ یہ آسمان سے اُترنے والی ضیاء بار شعاعیں نہیں تھیں بلکہ ظلم و ستم کی پرچھائیاں تھیں جو ایک جھوٹی چمک کے ساتھ سینوں اور دلوں کو برمارہی تھیں۔ یہ وہی منحوس دِن تھا جس کا ذکر کرتے ہوئے تحقیقاتی عدالت کے فاضل جج یہ لکھنے پر مجبور ہوگئے کہ ”اس دن کے واقعات کو دیکھ کر سینٹ بارتھولومیوڈے یاد آتا تھا۔“

(1953ء کے فسادات کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ صفحہ 171)

”سینٹ بارتھولومیوڈے“ فرانس کی تاریخ کا وہ دن ہے جس کے ذکر سے آج بھی فرانس شرماتا ہے یہ وہ دن ہے جس کا چہرہ رات کی طرح سیاہ تھا۔ یہ وہ رات تھی جب مُلک کے رومن کیتھولک مذہبی راہنماؤں اور بادشاہِ وقت کی باہمی سازش سے پروٹسٹنٹ فرقہ سے تعلق رکھنے والے کمزور اور بے کس عیسائیوں کا ایک سفّاکانہ قتلِ عام کیا گیا اور اِس بے دردی سے اُن کو مارا گیا کہ اہلِ فرانس ہی نہیں انسان بحیثیتِ مجموعی اُس کے ذکر سے شرمانے لگتا ہے۔

اس دن کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر ولیم ہاوٹ اپنی کتاب ”ہسٹری آف پریسٹ کریفٹ اِن آل ایجز“ میں لکھتے ہیں:

”قاتلوں کے شور، مظلوموں کی آہ وفغاں اور زخمیوں کی چیخ و پُکار سے قیامت برپا تھی۔ مقتولوں کے جسم کھڑکیوں سے باہر پھینکے اور بازاروں میں سڑکوں پر گھسیٹے گئے اور اس سلسلہ میں بچّوں اور بوڑھوں، مَردوں اور عورتوں میں کوئی امتیاز روا نہ رکھا گیا۔ ان کے ناک کان وغیرہ کاٹے گئے اور یہ سب کچھ خدا کی عزّت وعظمت کو قائم کرنے کے لئے کیا گیا۔“

چنانچہ فاضل ججوں کی رائے میں 6/مارچ 1953ء کا دن پاکستان کی تاریخ میں سینٹ بارتھولومیوڈے کی حیثیت رکھتا تھا کیونکہ:

”انسانوں کے بڑے بڑے مجمعوں نے جو معمولی حالات میں معقول اور سنجیدہ شہریوں پر مشتمل تھے ایسے سرکش اور جنون زدہ ہجوموں کی شکل اختیار کرلی تھی جن کا واحد جذبہ یہ تھا کہ قانون کی نافرمانی کریں اور حکومتِ وقت کو جُھکنے پر مجبور کردیں۔ اِس کے ساتھ ہی معاشرے کے ادنیٰ اور ذلیل عناصر موجودہ بدنظمی اور ابتری سے فائدہ اُٹھا کر جنگل کے درندوں کی طرح لوگوں کو قتل کر رہے تھے۔ ان کی املاک کو لُوٹ رہے تھے اور قیمتی جائداد کو نذرِ آتش کر رہے تھے محض اِس لئے کہ یہ ایک دلچسپ تماشہ تھا (کیا اسی قِسم کا تماشہ جیسے رومن امراء کالسیم میں بیٹھ کر دیکھا کرتے تھے؟ ناقل) یا کِسی خیالی دُشمن سے بدلہ لیا جارہا تھا۔ پوری مشینری جو معاشرہ کو زندہ رکھتی ہے پُرزہ پُرزہ ہوچکی تھی۔“ (تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ“ صفحہ 193)

ایک مسلمان کے دل میں اس دن کے ہولناک واقعات پر نظر ڈالتے ہی معاً یہ خیال پیدا ہوگا کہ جب اسلام بلاشُبہ امن اور محبت کی تعلیم دیتا ہے تو پھر ایسا کیوں ہوا اور کیوں مذہبی راہنماؤں کے ایک مخصوص گروہ نے یہ قابلِ شرم حالات پیدا کردیئے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جیسا کہ قرآن کریم کی پیش کردہ مذہبی تاریخ سے ثابت کیا جاچکا ہے اس قسم کے قبیح افعال کبھی بھی **مذہب کی خاطر نہیں** کئے جاتے بلکہ **مذہب کے نام پر** کئے جاتے ہیں۔ مذہب تو ایک قربانی کا بکرا ہوا کرتا ہے جو بدنامی کے داغ تھوپنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پس پردہ مقاصد ہمیشہ کبھی تو اقتدار کی ہَوس اور کبھی لیڈری کی خواہش، کبھی نام ونمود اور کبھی بُغض اور حسد ہوتے ہیں۔ چنانچہ 1953ء کے فسادات کی چھان بین کے بعد تحقیقاتی عدالت کے فاضل جج بھی اِسی قطعی نتیجہ تک پہنچے کہ احرار علماء نے مذہب کے نام پر جو غیر مذہبی افعال کئے اُن کی اغراض سبھی کچھ اَور تھیں۔ چنانچہ اِسی ذکر میں وہ لکھتے ہیں:

باقی صفحہ نمبر 28 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر137)

قارئین الفضل کی خدمت میں 27/جولائی 2014ء کو پاکستان میں ہونے والے ظالمانہ اور سفاکانہ سانحہ گوجرانوالہ کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اشرار الناس کو جلد عبرت کا نشان بنادے۔ آمین

پاکستان میں صوبہ پنجاب کے شہر گوجرانوالہ میں مشتعل ہجوم کے حملہ سے ایک احمدی خاتون اور دو احمدی بچیاں شہید پولیس کی موجودگی میں آٹھ گھروں اور چار دکانوں کو لوٹنے کے بعد نذرِ آتش کردیا گیا

گوجرانوالہ (پنجاب)، 27/ جولائی 2014ء:

پاکستان کے شہر گوجرانوالہ میں مخالفین احمدیت کے درندہ صفت ہجوم نے پولیس کی موجودگی اور تحفّظ میں احمدیوں کے گھروں کو آگ لگادی۔ اس افسوسناک واقعہ کے نتیجہ میں بشریٰ بی بی اور ان کی دو پوتیاں 'حرا' اور 'کائنات' جن کی عمریں بالترتیب آٹھ سال اور سات ماہ بتائی جاتی ہیں گوجرانوالہ میں شہید ہوگئیں۔

ان کے علاوہ آٹھ اور خواتین، بچے اور بچیاں ایسی ہیں جن کو زخمی حالت میں ہسپتال منتقل کیا گیا۔

تفصیلات کے مطابق کسی نے سراسر بے بنیاد اور غلط خبر علاقے میں پھیلا دی کہ کسی احمدی نے فیس بُک پر (نعوذ باللہ) خانہ کعبہ کی تصویر کی بے حرمتی کی ہے۔ اس پر مذہبِ اسلام کے پُرامن نام پر تشدّد کو ہوا دینے والے مُلّاں نے بات کو ہوا دیتے ہوئے مساجد کے لاؤڈ سپیکروں سے اعلانات کیے اور علاقہ کی انجمن تاجران کی جانب سے بھی لوگوں کو اکٹھا ہونے اور دکانیں بند کردینے کی کال دی گئی۔ اس کے نتیجہ میں سینکڑوں لوگ ایک ہجوم کی صورت میں اکٹھے ہوگئے۔

اس ہجوم نے مشتعل ہوکر معصوم، نہتّے اور امن پسند احمدیوں کے گھروں پر حملہ کردیا۔ ان کا ساز وسامان لوٹا اور پٹرول چھڑک کر گھروں کو آگ لگادی۔ علاقے میں بسنے والے احمدیوں کے آٹھ گھروں کو اس آگ سے نقصان پہنچا۔ ان لوگوں نے قریب ہی واقع جماعتِ احمدیہ کے نماز سنٹر کو بھی آگ لگادی۔ اس حملہ کے دوران شر پسند افراد اپنی اس کارروائی پر 'دادِ تحسین' وصول کرنے کے لئے 'بھنگڑا' ڈالتے رہے۔

ان گھروں میں سے ایک گھر کے افراد جو بروقت محفوظ مقام پر منتقل نہ ہوسکے تھے اپنے گھر کی اوپر والی منزل پر واقع ایک کمرہ میں بند ہوگئے۔ ظالم حملہ آور اس مکان میں داخل ہوئے اور اس کمرے کے دروازے کے تالے میں جہاں خواتین اور بچوں نے پناہ لے رکھی تھی Elfi ڈال کر تالے کو ناکارہ بنادیا۔ اس کے بعد اس کمرے کے باہر چیزیں رکھ کر آگ لگادی گئی۔ نظارت امورِ عامہ نے 28/ جولائی کو ایک پریس ریلیز جاری کی جس کے مطابق:

''**چناب نگر (ربوہ)** گزشتہ روز مورخہ 27/جولائی 2014ء بروز اتوار رات تقریباً 8:30 بجے گوجرانوالہ شہر کے علاقہ کچی پمپ میں مخالفین کے احمدیوں کے گھروں پر حملہ کر کے آگ لگانے کے نتیجے میں ایک خاتون اور دو بچیاں جاں بحق ہوگئے۔ جبکہ ایک حاملہ خاتون کے پیٹ میں 7 ماہ کا بچہ بھی وفات پا گیا۔ تفصیلات کے مطابق مخالفین نے ایک احمدی نوجوان کی طرف سے مبیّنہ طور پر فیس بک (facebook) پر خانہ کعبہ کی تصویر کی توہین کے بے بنیاد اور جھوٹے الزام پر جلوس نکالا اور احمدیوں کے خلاف شدید نعرہ بازی کی۔ اس علاقہ میں 16/17 احمدی گھرانے آباد ہیں۔ بلوائیوں نے احمدیوں کے گھروں پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ اس واقعہ کے بارہ میں فوری طور پر پولیس کو اطلاع کی گئی جس پر پولیس موقع پر پہنچی اور بلوائیوں کو مذاکرات کے لیے اپنے ساتھ تھانہ میں لے گئی۔ اسی دوران وہاں پر مخالفین کا ایک اور ہجوم موقع پر پہنچ گیا اور احمدی گھروں اور دکانوں پر حملہ کردیا۔ بلوائیوں کے جلوس نے احمدی گھروں میں توڑ پھوڑ کی، فریج، ٹی وی، جنریٹر، موٹرسائیکل اور دیگر گھریلو سامان لوٹا اور 8 گھروں اور 4 دکانوں کو آگ لگادی۔ چند گھروں سے احمدی مردوں، خواتین اور بچوں کو نکالا گیا۔ لیکن ایک گھر میں خواتین اور بچے آگ لگنے کی وجہ سے محصور ہوگئے اور آگ کے دھوئیں اور دَم گھٹنے کی وجہ سے ایک خاتون بشریٰ بی بی اہلیہ منیر احمد صاحب عمر 55 سال اور دو بچیاں حراء بنت محمد بوٹا صاحب عمر 6 سال اور کائنات بنت محمد بوٹا صاحب عمر 8 ماہ جاں بحق ہوگئیں۔ اسی طرح ایک احمدی خاتون مبشرہ صاحبہ کے پیٹ میں سات ماہ کا بچہ بھی وفات پا گیا۔ علاوہ ازیں آٹھ خواتین و بچے آگ لگنے کے نتیجے میں جھلس گئے۔ انہیں سول ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں پر اُن کی دیکھ بھال اور علاج جاری ہے۔

ہجوم احمدیوں کا سامان نذرِ آتش کرنے کے بعد (سانحہ گوجرانولہ مؤرخہ 27/جولائی 2014ء)

ترجمان جماعت احمدیہ نے اس افسوسناک واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ ابتدا میں جب ہجوم اکٹھا تھا تو پولیس کی صرف دو گاڑیاں موقع پر آئیں اور وہ پیچھے کھڑی ہوکر کارروائی دیکھتی رہیں۔ جلوس اس قدر فساد پر آمادہ تھا کہ آگ بجھانے کے لیے آنے والے عملہ فائر بریگیڈ کو بھی انہوں نے موقع سے بھگا دیا۔ اسی طرح ریسکیو 1122 کی ایمبولینس جو زخمیوں کو لینے آئی تھیں اُن پر اور ہسپتال کی ایمبولینس پر بھی پتھراؤ کیا اور اُنہیں زخمیوں کو لے جانے نہیں دیا گیا۔ جماعت کے ترجمان نے گوجرانوالہ سے مسلم لیگ (ن) کے رکن قومی اسمبلی اور وزیر خرم دستگیر خان سے رابطہ کیا اور انہیں اس حوالہ سے اپنا کردار ادا کرنے کی درخواست کی۔ ترجمان نے مزید بتایا کہ پولیس ایک سائیڈ پر خاموش تماشائی بن کر کھڑی رہی اور بلوائی احمدی گھروں کا سامان لوٹتے رہے اور گھروں کو جلاتے رہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی احمدی شعائر اسلام کی بے حرمتی کا تصور بھی نہیں کرسکتا اور ہر احمدی کے دل میں خانہ کعبہ سمیت تمام شعائر اللہ کی بیحد عقیدت اور محبت ہے۔ انہوں نے اس واقعہ کو ایک منظّم منصوبہ بندی کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ ایک طویل عرصہ سے احمدیوں کے خلاف نفرت اور تعصب کی بے بنیاد اور شر انگیز پراپیگنڈہ مہم جاری ہے جس میں پر امن احمدیوں پر من گھڑت الزامات عائد کئے جاتے ہیں۔ سرکاری انتظامیہ اس طرح کی اشتعال انگیز تحریروں اور تقریروں پر آنکھیں بند کئے بیٹھی ہے اور اس غفلت اور بے حسی کے نتیجہ میں عامۃ الناس کو احمدیوں کے جان و مال کو لوٹ لینے کی ترغیب مسلسل جاری ہے۔''

سننے میں آیا ہے کہ پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ نے انتظامیہ کو اس واقعہ کا نوٹس لینے کا کہا ہے۔ لیکن یہ وہی انتظامیہ ہے جس کے کارندے اس موقع پر جلاؤ گھیراؤ کرنے والے بلوائیوں کے درمیان 'تسلّی' سے کھڑے رہے اور پاکستان کے نہتے اور پُرامن شہریوں کی جان و مال کی حفاظت کے انتہائی اہم فریضہ سے غفلت برتتے رہے۔ موقع پر لی جانے والی تصاویر اور ویڈیو وغیرہ میں انہیں دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ وزیرِ اعلیٰ وہی شخصیت ہیں جنہوں نے 28/جون 2010ء کے واقعہ میں شہید ہونے والے 86/ لوگوں کے افرادِ خانہ سے اظہارِ ہمدردی صرف اس لیے نہیں کیا تھا کیونکہ وہ احمدی تھے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ تمام واقعہ رمضان کے بابرکت مہینہ میں عید الفطر سے صرف ایک یوم قبل ہوا۔ اور عید کے اس موقع پر انتظامیہ اور مُلّاں کی جانب سے یہ ایک منفرد 'تحفہ' تھا جو احمدیوں کو پیش کیا گیا!

اس واقعہ کے بعد احمدیوں کی مخالفت اور ان کے خلاف ہونے والی کارروائیوں کے سلسلہ میں بدنامِ زمانہ مُلّاں زاہد الراشدی نے 31/جولائی کو گوجرانوالہ میں ہی واقع اپنے مدرسہ میں لگ بھگ دو سو علماء کے ساتھ ایک میٹنگ کی اور اس واقعہ کے تناظر میں پولیس کے سامنے اپنے مطالبات پیش کرنے کے لئے وضع کیے۔ اس میٹنگ میں اہل تشیع علمائے دین بھی شامل تھے۔

اس واقعہ کے بعد عاقب احمد (احمدی) کے خلاف انسدادِ دہشت گردی ایکٹ 8/11 اور تعزیراتِ پاکستان دفعہ 295-A (توہینِ رسالت) کے تحت تھانہ پیپلز کالونی گوجرانوالہ میں ایف آئی آر نمبر 553/14 کاٹ دی گئی۔

احمدی گھروں کے آس پاس رہنے والے لوگوں میں سے زیادہ تر اہل تشیع مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ افسوس اس بات پر بھی ہے کہ انہوں نے حملہ آوروں کے ساتھ شمولیت اختیار کرلی اور معصوم اور بے کس احمدیوں کی کوئی مدد نہ کی۔

اس واقعہ کی شہ پر قریب کے علاقہ کے ایک مُلّاں نے عید کے خطبہ میں شاملینِ عید سے یہ عہد لیا کہ وہ لوگ اپنے علاقہ میں بسنے والے احمدیوں کا اس سے بھی برا حشر کریں گے!

حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ یکم اگست 2014ء میں اس واقعہ کے متعلق فرمایا:

''......ان کے دل تو اس وقت اس سچائی کو دیکھ کر حسد کی آگ میں جل رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ کیوں ترقی کر رہی ہے۔ کیوں ہماری تمام تر مخالفت کے باوجود جماعت کا ہر فرد اپنے ایمان پر قائم ہے۔ کیوں ان کا ہر بچہ بوڑھا مرد اور عورت ہمارے سے خوف نہیں کھاتا اور ہمارے ظلموں کا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مقابلہ کیوں کر رہا ہے؟ گوجرانوالہ کے رہنے والوں نے 1974ء کے فسادوں میں بھی بہت قربانیاں کی تھیں اور اس کی ایک مثال قائم کی تھی۔ اور آج بھی انہوں نے قربانیوں کی ایک نئی مثال قائم کردی۔ جس میں آٹھ ماہ کی بچی، چھ سال کی بچی اور ایک عورت نے اپنی جانوں کے نذرانے دے کر قربانی کی ایک مثال قائم کی بلکہ ایک وجود جو ابھی اس دنیا میں نہیں آیا تھا جس نے ڈیڑھ دو ماہ بعد اس دنیا کو دیکھنا تھا وہ بھی ان ظالموں کی وجہ سے دنیا میں آنے سے محروم ہوا اور قربانی دے کے گیا۔'' (الفضل انٹرنیشنل 22/تا 28/اگست 2014ء)

پاکستانی میڈیا جو چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی بڑی خبر بنا کر پیش کرتا ہے اس خبر کو ابتدائی طور پر 'دو گروہوں کے تصادم' کے طور پر پیش کرتا رہا۔ اور یہ تأثر دیا گیا کہ گویا احمدیوں کی جانب سے بھی فائرنگ ہوئی جبکہ یہ خبر بالکل بے بنیاد ہے۔ شاید ہی کسی چینل نے اس خبر میں ''احمدیوں'' کا نام لیا ہوا۔ اردو اخبارات نے بھی اپنی مرضی کی اور جماعت کی مخالفت سے بھری خبریں شائع کیں۔ البتہ انگریزی اخبارات مثلاً ڈان، ٹائمز، ایکسپریس ٹریبیون، پاکستان ٹوڈے اور دی نیوز نے اس واقعہ کی درست رپورٹنگ کی اور ان کے تجزیے بھی غیر جانبدارانہ تھے۔

کچھ سیاسی لیڈرز نے اس واقعہ کا نوٹس لیتے ہوئے اس کی مذمّت کی لیکن صرف سوشل میڈیا پر۔ علی الاعلان اگر کسی جماعت نے اس واقعہ کی تردید کی تو وہ ایم کیو ایم تھی۔ پی ایم ایل این نے بھی کسی قسم کے تبصرہ کرنے میں احتیاط ہی برتی۔ سوشل میڈیا کی ویب سائٹس مثلاً ٹوئیٹر پر جہاں لوگوں نے زیادہ تر اس واقعہ کی مذمّت کی وہاں بعض افسوسناک پیغامات بھی پڑھنے کو ملے جن میں لوگوں نے لکھا کہ 'احمدیوں کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا'، 'احمدی واجب القتل ہیں' وغیرہ۔

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان نے بھی اس واقعہ پر افسوس کا اظہار کیا اور ایک پریس ریلیز جاری کی۔ گوجرانوالہ اور اس کے گردونواح میں بسنے والے احمدیوں کو اس واقعہ کے بعد محفوظ مقامات پر منتقل ہونا پڑا جس سے ان کی روزمرہ زندگی کافی متأثر ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ پاکستان میں بسنے والے لوگوں کو ہدایت دے اور تمام دشمنانِ احمدیت کو نشانِ عبرت بنادے۔ آمین

'حراء' اور 'کائنات' کی دادی جان 'بشریٰ بیگم' کی زبانی

دن ہے گواہ ، اور گواہ ہے یہ رات بھی
مرنے پہ میرے آج ہے نازاں حیات بھی
مولا! ترے حبیب کے صدقے ہزار بار
مَیں بھی ، مِری 'حراء' بھی ، مِری 'کائنات' بھی

(محمد طاہر ندیم)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرِ انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کی عظیم قیادت

ماہنامہ ’’تحریک جدید‘‘ ربوہ جولائی 2010ء میں مکرم سید میر محمد احمد صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں آپ لکھتے ہیں کہ 1970ء کے الیکشن کے زمانہ میں مولانا کوثر نیازی صاحب اور جناب مسعود کھدر پوش (جو I.C.S. افسر تھے اور پنجاب گورنمنٹ کے محکمہ اوقاف کے سیکرٹری تھے) کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے۔ ایک روز مسعود صاحب نے بتایا کہ 1934ء میں وہ مجلس احرار کے پُرجوش ممبر تھے اور قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے والے مجلس احرار کے تاریخی جلسہ میں شمولیت کے لئے قادیان بھی گئے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ اس جلسہ کے بعد جب آپ کے حضرت صاحب نے یہ اعلان کیا کہ مَیں احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتی دیکھ رہا ہوں تو ہم اپنی پارٹی کی میٹنگز میں بہت ہنسے کیونکہ اُن کی یہ بات دُور از قیاس لگتی تھی۔ مجلس احرار ایک بے حد مضبوط اور مقبول پارٹی تھی اور ہمیں یقین تھا کہ آئندہ پنجاب کے الیکشن میں ہم واضح اکثریت حاصل کرلیں گے اور حکومت بنا کر مرزائیت کا خاتمہ کردیں گے۔ لیکن اچانک ہم سے ایک شدید سیاسی غلطی ہوگئی اور زمین سچ مچ ہمارے پیروں کے نیچے سے نکل گئی۔ یہ ایسے ہوا کہ مسجد شہید گنج والے معاملہ میں ہماری پالیسی کو پنجاب کے مسلمانوں نے قبول نہ کیا اور تقریباً سارا مسلمان معاشرہ ہمارے خلاف ہوگیا اور ہم الیکشن میں کوئی خاص کامیابی حاصل نہ کرسکے۔

وہ مزید کہنے لگے کہ پھر آپ کے حضرت صاحب نے ایک جادو کی چھڑی نکالی اور اس سے مجلس احرار کو سخت زک پہنچائی۔ یہ چھڑی تحریک جدید تھی۔ اس کے ذریعہ انہوں نے ایک طرف غریب جماعت کو سادہ زندگی گزار کر مالی قربانی کی طرف مائل کیا اور ایک دو سال کے عرصہ میں اسی غریب جماعت میں سے ایک تربیت یافتہ مضبوط لشکر پیدا کردیا۔ پھر اس چھڑی کو اَور لمبا کیا اور دنیا کے کئی ملکوں میں اپنے تبلیغی مشن قائم کرکے اس کمزور سی جماعت کو انٹرنیشنل جماعت بنادیا۔

مضمون نگار تحریر کرتے ہیں کہ یہ بات بیان کرتے ہوئے مَیں سوچ رہا ہوں کہ جو بات مسعود کھدر پوش صاحب کو سب سے پہلے بیان کرنی چاہئے تھی وہ حضرت مصلح موعودؓ کی بے مثال قیادت کی قابلیت تھی جو ترقی کا اصل راز تھا۔ چنانچہ اس (تحریک جدید کے قیام) کے بعد قادیان سے احمدیوں اور دیگر ہزاروں مسلمانوں کو بحفاظت بہترین انتظام کے تحت پاکستان لانا اور یہاں ایک نیا مرکز بسا دینا کسی عام لیڈر کا کام نہیں تھا بلکہ اسی عظیم لیڈر کا کام تھا۔

جذبات بروفات
حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 17 ستمبر 2010ء میں محترم پیر صلاح الدین صاحب کا ایک (غیر مطبوعہ) مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اپنے سسر حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی وفات کے موقع پر اپنے جذبات کو قلمبند کرنے کی سعی کی ہے۔ یہ مضمون حضرت میر صاحبؓ کی دختر محترمہ امۃ البصیر شہلا صاحبہ اہلیہ کموڈور پیر شبیر احمد صاحب کا مرسلہ ہے۔

18؍جولائی 1881ء کو حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ اور سید بیگم صاحبہ کو دہلی میں اللہ تعالیٰ نے چاند کا ٹکڑا عطا فرمایا جس کا نام انہوں نے ’’محمد اسماعیل‘‘ رکھا اور جو بعد میں آسمانِ تصوف کا چاند بن گیا۔ اس نے آفتاب رسالت سے تمازت حاصل کی، محبت الٰہی سے اپنا سینہ روشن کیا اور یارِ یگانہ کے عشق میں دل کباب کرلیا۔ اور وہی ننھا سا چاند ماہِ چاردہم بن گیا جس کی شعاعیں تاریکیوں میں پھیلنے لگیں۔ جس کے نغمے سوئے ہوئے دلوں میں کیف و عشق کی تاروں کو چھیڑنے لگے جس کے سوز سے عشق و محبت کی کلیاں چٹکنے لگیں جس کے ساز سے بخار دل کے چشمے پھوٹنے لگے۔ یہ چاند پورے 66 سال چمکنے کے بعد 18؍جولائی 1947ء کو جمعہ کے دن غروب ہوگیا۔

27؍رمضان 1936ء کو جبکہ لیلۃ القدر تھی، آپؓ کو اک بے پناہ کرب و اضطراب نے گھیر لیا۔ فرقت کی ٹیسوں نے دل چھلنی چھلنی کردیا۔ محبت کے قیام و دوام کی تمنائیں زور مارنے لگیں۔ آپ زمین پر لیٹے ہوئے تھے اور مدت العمر زمین پر ہی سونے کا ارادہ تھا کہ بارگاہ محبوب سے بشارت ملی۔ جس سے دل کا بوجھ ہلکا ہوگیا اور وصل دوام کا وعدہ مل گیا۔

فرماتے ہیں کہ ’’مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ سامنے دیوار یا کوئی ایسی سطح ہے جس پر یونہی گڈمڈ اور مشتبہ سی لہریں ہیں کہ انہوں نے ترتیب اختیار کرنا شروع کی اور ہاتھ کی انگلیوں کی شکل اور ساتھ ہی ’’اللہ‘‘ کی شکل بن گئی۔ جیسے ہاتھ کہ باوا نانک کا جبہ سا مشہور ہے۔ اس وقت آنکھ کھل گئی اور اسی غنودگی میں القاء ہوا کہ اس کے عدد گنو۔ کئی دفعہ گنے معلوم ہوا کہ 70 ہیں (حالانکہ اصل میں 66 ہیں)۔‘‘

اس خواب میں بشارت دی گئی تھی کہ وصالِ صوری 66 سال کی عمر میں نصیب ہوگا۔ چنانچہ شمسی اعتبار سے پورے 66 سال کی عمر میں وفات پائی۔ نہ ایک دن کم اور نہ ایک دن زیادہ۔ اور قمری اعتبار سے 68 سال کی عمر میں وفات پائی یعنی تقریباً ستر سال۔

1945ء سے آپؓ کو اپنی وفات سے متعلق تواتر سے خبر دی جانے لگی۔ ایک الہام جو تقریباً ساری رات ہوتا رہا: ’’بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید‘‘۔

یہ خواب بھی دیکھا کہ ’’...... میں کسی جگہ ملازم ہوں اور وہاں میرے مکان کی سرکاری مرمت پر راج لگے ہوئے ہیں۔ اتنے میں پروانہ سرکاری میرے تبادلے کا آیا۔ تو میں نے راجوں کی ہدایت نمائی چھوڑی اور کہا کہ اب میرا اس مکان سے تعلق نہیں رہا اور کوئی دلچسپی اس میں مجھے نہیں ہے۔ اس لئے مجھے اگلے نئے مکان کا خیال کرنا چاہئے نہ کہ اس کا جسے میں چھوڑ چلا ہوں‘‘۔

الفضل 8 مئی 43ء میں کتبۂ تربت کے عنوان سے جو نظم چھپی ہے اس میں لکھتے ہیں۔

شاذ و نادر خواب میں آتے تھے عزرائیل یاں
اب تو معمول ان کا روزانہ نظارہ ہو گیا

ویسے تو آپ کو دمہ اور پسینہ نہ آنے کی شکایت 18,17 برس سے تھی اور بیماری کے شدید حملے سردی اور گرمی دونوں موسموں میں ہوتے تھے۔ مگر آخری علالت نے، جو جنوری سے جاری تھی، جون میں شدّت اختیار کرلی اور آخری ایام میں آپ اکثر نیم بیہوش سے رہتے تھے اور اسی میں شدّت کرب سے اٹھ کر چلتے رہتے۔ 17 جولائی کی صبح نو بجے بیہوش ہوئے اور 18 کی شام اسی بیہوشی میں وفات پاگئے ہوگئے۔

پانچ چھ مہینے سے آپ نے کھانا پینا کم کردیا تھا اور اکثر جب کھانا سامنے رکھا جاتا تو ہاتھ کھینچ لیتے اور کہتے مجھے ڈر لگتا ہے اسے اٹھالو۔ مگر یہ نہیں بتلاتے تھے کہ ڈر کیا لگتا ہے۔ غالباً اُن دنوں آپ کو اس قدر تواتر سے اپنی وفات کا علم دیا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے خیال سے آپ پر ایک پیہم خوف طاری رہتا تھا اور آپ کھانا کھا نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ بعد از وفات دیکھا کہ کسی نوٹ بک پر لکھتے ہیں: مَیں بھوکا ہی دنیا پر آیا اور بھوکا ہی جا رہا ہوں۔

اسی بیماری میں آپ کو اس قدر اضطراب اور تکلیف تھی کہ ایک دفعہ فرمانے لگے میرے جسم کا ذرّہ ذرّہ درد کرتا ہے۔ اکثر شدّت اضطراب میں باوجود کمزوری اور نقاہت کے اٹھ کر چلتے رہتے۔ نیند برابر نہ آنے کے آتی تھی۔ لیکن اس قدر تکلیف کے باوجود کبھی آپ کے منہ سے اضطراب یا شکایت کا کلمہ نہیں سنا۔ بہت بے چین ہوجاتے تو فقط ’’یا اللہ‘‘ کہتے۔ کبھی ہائے کا لفظ آپ کی زبان پر آتے نہیں دیکھا۔ ایک دن سخت تکلیف تھی تو فرمانے لگے: ’’کیا کروں اور کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا۔ کچھ کیا نہیں جاتا‘‘۔ جب آپ نے یہ الفاظ کہے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ محبت کا ایک طوفان ہے جو ابل کر کچھ کہہ دینا چاہتا ہے۔ لیکن وفا ہے کہ کہنے نہیں دیتی۔ چنانچہ کچھ دیر ٹھہر کر کہنے لگے: ’’سخت دکھ اور تکلیف پر صبر کرنے کا ہی اجر ہے‘‘۔

بعد از وفات دیکھنے پر ایک نوٹ یہ ملا: ’’میری نعش کو غسل کے لئے اگر ممکن ہو تو شیخ عبدالرحیم صاحب بھائی جی اور شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی اور حکیم عبداللطیف صاحب شہید کو بلایا جائے۔ شہید صاحب پانی ڈالیں۔ کفن موجود ہے‘‘۔ چنانچہ اس کے مطابق آپ کو وفات کے جلد بعد غسل دیا گیا۔ چہرے سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے چین سے سو رہے ہیں۔

19؍جولائی صبح 8 بجے کے قریب جنازہ الصفہ سے اٹھایا گیا۔ اس وقت ساری رات کے بجھے ہوئے آنسو بغیر کسی شور و فغاں کے آنکھوں سے ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ خلیفۃ المسیح الثانیؓ میت کے سرہانے کھڑے تھے اور آپ کی آنکھوں سے موتیوں کے خاموش قطرے قطار در قطار ڈھلک رہے تھے۔

میت بہشتی مقبرہ کے باغ میں رکھی گئی۔ جہاں حضورؓ نے جنازہ پڑھایا۔ کوئی چھ سات ہزار آدمی شامل تھے۔ اس کے بعد حضورؓ نے ایک بار پھر آپ کا منہ دیکھا۔ دعا کی اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ پھر بعض عزیزوں نے اور دوسرے لوگوں نے چہرہ دیکھا اور کوئی دس بجے کے قریب آپ کو قطعہ خاص میں آپ کی والدہ اور دیوار کے درمیان جگہ میں دفن کردیا گیا۔

خدا تعالیٰ کی محبت آپؓ کے جسم و جان کے گوشہ گوشہ میں سمائی ہوئی تھی۔ اہل محبت اپنے راز کو چھپا کر رکھنا چاہتے ہیں۔ اس کے کھلنے سے انہیں شرم سی آتی ہے۔ مگر جب پیمانے بھر جاتے ہیں تو آخر چھلک پڑتے ہیں اور اگر یونہی سے محبوب کا ذکر محفل میں آجائے تو ضبط کے ہوش کسے رہتے ہیں۔ راز تو راز ہی رہنا چاہتا ہے لیکن جنون کا کیا علاج کہ سب کچھ آشکار کیا چاہتا ہے۔ وہ نغمے جو تنہائی میں نوک زبان پر آئے ہیں، وہ راز جو علیحدگی میں صفحہ قرطاس میں بند کرلئے جاتے ہیں وہ راز دل کی کیفیات کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

آپ کے کلام میں محبت الٰہی کا پہلو جس قدر نمایاں ہے اس قدر کوئی اَور چیز نمایاں نہیں۔ جابجا اشارے ہیں کنائے ہیں۔ چھیڑ چھاڑ ہے۔ عجز و نیاز ہے لیکن ناز بھی ہے۔ عشق و محبت کے عنوان سے جو آپ کے مضامین چھپے ہیں وہ اپنے رنگ میں لاجواب ہیں۔ ان سے آپ کی قلبی گہرائیوں کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔ اسی طرح منظوم کلام بھی محبت الٰہی سے پُر ہے۔

مرادِ دردِ دل تم ہو ہمارے دلربا تم ہو
تمہارا مدّعا ہم ہیں ہمارا مدّعا تم ہو
ہر اک ذرّہ میں جلوہ دیکھ کر کہتی ہیں یہ آنکھیں
تمہیں تم ہو تمہیں تم ہو خدا جانے کہ کیا تم ہو

’’دعائے مَن‘‘ میں کہتے ہیں:

تو ہی دوا تو ہی طبیب تو ہی محبّ تو ہی حبیب
خدائے من خدائے من قبول کن دعائے من

اہل خانہ کو وصیت میں لکھتے ہیں:

تڑپتی روح ہے میری کہ جلدی ہو نصیب اپنے
ملاقات شہِ خوباں لقائے حضرت باری
کھنچا جاتا ہے دل میرا بسوئے کوچۂ جاناں
سرودِ عاشقاں سن کر بھڑک اٹھی ہے چنگاری
یہ نغمہ ہے بزرگوں کا خدا دارم چہ غم دارم
فرشتے بھی یہ گاتے ہیں خدا داری چہ غم داری

اپنے کتبۂ تربت میں کہتے ہیں:

ایک پل بھی اب گزر سکتا نہیں تیرے بغیر
اب تلک تو ہو سکا جیسے گزارا ہو گیا
بعد مُردن قبر کے کتبے پہ یہ لکھنا مرے
آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 18 دسمبر 2010ء میں مکرم جنرل محمود الحسن صاحب کی ایک غزل شامل اشاعت ہے۔ اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

ہے زخم کی یا زخم کے مرہم کی کوئی بات
کیا اَور بھی ہے قصّۂ آدم کی کوئی بات
چھایا ہے ہر اِک سمت گھٹا ٹوپ اندھیرا
پھر چھیڑ کسی نورِ مجسّم کی کوئی بات
وہ نور کہ ہے باعثِ تخلیقِ دو عالم
ہاں ہاں اُسی سرکارِ دو عالمؐ کی کوئی بات
لرزاں دلِ صد چاک میں اُمید بہت ہے
سن کر گلِ صد برگ سے شبنم کی کوئی بات

پارٹیشن کے زمانہ کی چند یادداشتیں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 26 اگست 2010ء کے شمارہ سے تین اقساط میں محترم سید میر محمد احمد صاحب کا ایک طویل مضمون شائع ہوا ہے جس میں جماعت احمدیہ کے اُن ہوائی جہازوں کی مختصر تاریخ بیان کی گئی ہے جو قیام پاکستان کے وقت مختلف خدمات کو بجالانے کے لئے استعمال کئے گئے تھے۔

مضمون نگار تحریر کرتے ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ ایک ذہین، بیدار مغز، بہادر، اولوالعزم اور دُور اندیش لیڈر تھے۔ آپؓ کی دُور بین نگاہ نے پارٹیشن سے بہت عرصہ پہلے ہی یہ اندازہ لگالیا تھا کہ چونکہ قادیان کے اردگرد متشدد مزاج سکھوں کے بہت سے گاؤں آباد ہیں اس لئے بدامنی کی صورت میں قادیان کا زمینی رابطہ باقی دنیا سے کٹ سکتا ہے۔ چنانچہ ہمارا ابھی ایک آدھ چھوٹا ہوائی جہاز ہونا چاہئے۔

مسٹر چاولہ کے پاس ایک چھوٹا سا تین سیٹر ہوائی جہاز تھا اور اُن کا ارادہ تھا کہ وہ اس پر لندن کا سفر کرکے ایک ریکارڈ قائم کریں۔ چنانچہ انہوں نے ہندوستانی ریاستوں کے مہاراجوں اور نوابوں سے عطیات کی اپیل کی۔ اُن کے خط کی ایک کاپی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بھی آئی تو حضورؓ نے انہیں لکھا کہ اگر تم اپنا جہاز قادیان لاؤ اور ہمارے چند افراد کو اس میں سیر کرواؤ تو میں تمہیں پانچ صد روپے کا عطیہ دوں گا۔ چنانچہ 30 دسمبر 1932ء کو وہ اپنا جہاز لے کر قادیان آگئے۔ اگلے روز انہوں نے حضورؓ سے ملاقات کرکے جہاز کو دیکھنے کی درخواست کی۔ یکم جنوری 1933ء کی صبح 11 بجے حضورؓ وہاں تشریف لائے اور مسٹر چاولہ کی درخواست پر صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے ہمراہ جہاز میں سوار ہوئے۔ جہاز اُڑا اور قادیان سے مشرق کی جانب دُور چلا گیا اور تھوڑی دیر میں نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ یہ دیکھ کر وہاں موجود احباب بہت گھبرا گئے۔ بعض کو تو یہ وہم بھی ہوگیا کہ کہیں یہ حضور کو اغوا کرنے کی کوئی خفیہ سازش تو نہیں؟ بعض احباب تو رونے بھی لگ گئے۔ ابھی بلند آواز دعاؤں کا سلسلہ جاری تھا کہ جہاز واپس آتا نظر آیا۔ لوگوں کی گھبراہٹ ختم ہوئی اور بعض نے سجدۂ شکر بھی ادا کیا۔ لینڈ (Land) کرنے کے بعد حضورؓ نے بتایا کہ مَیں نے مسٹر چاولہ کو کہا تھا کہ مجھے دریائے بیاس تک لے چلو تاکہ میں قادیان سے دریائے بیاس تک کے علاقے کو اوپر سے دیکھ سکوں۔

حضورؓ کے ارشاد پر کئی بزرگوں اور بچوں نے بھی جہاز کی سیر کی۔ میری عمر آٹھ سال تھی اور مجھے بھی اس سیر کا موقع ملا اور تب سے فلائنگ سے دلچسپی پیدا ہوگئی۔ چنانچہ 1939ء میں مَیں نے قادیان سے میٹرک کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے B.Sc کیا اور پھر اگست 1943ء میں ایئرفورس میں بھرتی ہوگیا۔ جنگ عظیم دوم کے باعث ہمیں صرف ڈیڑھ سال میں ہی وہ ٹریننگ دیدی گئی جو عموماً پانچ سال میں دی جاتی ہے۔ مارچ 1944ء میں مجھے کمیشن ملا اور مارچ 1945ء میں ٹریننگ مکمل ہوئی تو مجھے لڑاکا سکواڈرن میں برما محاذ پر بھیج دیا گیا۔ جنگ کے دوران کئی چھوٹے بڑے حادثے دیکھے۔ ایک بار جہاز کا انجن فیل ہوگیا تو مجھے پانی سے بھرے چاولوں کے کھیت میں Crash Landing کرنی پڑی۔ جہاز تباہ ہوگیا۔ پھر ایک بار میرے جہاز سے فالتو پیٹرول ٹینک گر گیا۔

برما میں آٹھ ماہ رہنے کے بعد جنگ بندی ہوگئی تو ہم واپس انڈیا آگئے۔ 1947ء میں میری ٹرانسفر سول ایوی ایشن میں ہوگئی۔ جولائی 1947ء میں خاکسار اپنے والد (حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ) کی وفات پر بذریعہ ریل قادیان گیا تو پتہ چلا کہ جماعت نے حضورؓ کی ہدایت پر ایک چھوٹا سا دوسیٹر جہاز خریدا ہے جسے چند دن پہلے ڈپٹی محمد لطیف صاحب قادیان لائے تھے۔ یہ L-5 قسم کا چھوٹا جہاز تھا جسے امریکی فوج فضائی سروے اور زخمی فوجیوں کو ہسپتال پہنچانے کے لئے استعمال کرتی تھی۔ یہ ایک سخت جان جہاز تھا جسے بہت چھوٹی جگہ پر لینڈ کیا جاسکتا تھا اور اسی وجہ سے ہوائی جیپ بھی کہلاتا تھا۔ اس کی پچھلی سیٹ پر بھی جہاز کو اڑانے کے کنٹرول موجود تھے اور یہ سیٹ اسٹریچر میں بھی تبدیل کی جاسکتی تھی۔

ڈپٹی محمد لطیف صاحب اور خاکسار کو اُس دَور میں جماعت کے ہوائی جہازوں کو اڑانے کی توفیق ملی اور ہم دونوں نے اُن دِنوں بہت سے نشانات بھی دیکھے۔

ڈپٹی محمد لطیف صاحب ابن محترم ڈپٹی محمد شریف صاحب آف لاہور نے جنگ عظیم کے شروع میں ایئرفورس جائن کی تھی۔ 1943ء میں برما محاذ پر اُن کے جہاز کو جاپانیوں نے مار گرایا اور وہ جنگی قیدی بنالئے گئے۔ کئی برس بعد جنگ کے اختتام پر جب وہ واپس آئے تو ایک ہندو کی جھوٹی شکایت پر اُنہیں باغی فوجی شمار کرکے ملازمت سے برطرف کردیا گیا۔ چنانچہ وہ بمبئی کی ایک کمپنی میں بطور پائلٹ کام کرنے لگے۔

جنگ کے بعد امریکی فالتو جنگی سامان میں سے چند چھوٹے جہاز بیچے گئے تو جماعت نے بھی یہ جہاز پانچ ہزار روپے میں خریدلیا۔

جولائی 1947ء کا آخر تھا کہ قادیان سے ایک صاحب دہلی تشریف لائے۔ رات کو مجھے جگا کر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا خط دیا جس میں لکھا تھا کہ آپ فوراً لاہور جائیں اور جماعت کا جہاز لے کر قادیان پہنچیں۔ چنانچہ خاکسار اپنی کمپنی کو اطلاع دیئے بغیر علی الصبح لاہور پہنچا اور جہاز کا جائزہ لیا جو کافی عرصہ سے کھڑا تھا۔ تینوں ٹائر قریباً فلیٹ تھے اور گرد سے اٹا پڑا تھا۔ بیٹریاں مکمل طور پر ڈسچارج ہوچکی تھیں۔ آدھا دن لگا کر مَیں نے اس کی صفائی کی اور گوکہ اس قسم کا جہاز مَیں نے کبھی اڑایا نہیں تھا مگر اپنی سمجھ سے جہاز کو سٹارٹ کرکے ایک ٹیسٹ فلائٹ کرلی اور پھر اس جہاز میں قادیان کے لئے روانہ ہوگیا اور پونے گھنٹے میں قادیان پہنچ گیا۔ وہاں سڑک پر کیچڑ کی وجہ سے بڑی مشکل سے لینڈ کیا اور پھر دفتر میں حاضر ہوگیا۔ وہاں طے پایا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ جہاز کے انچارج ہوں گے جو صدر خدام الاحمدیہ اور حفاظتِ مرکز کے انچارج بھی تھے۔ اُن کی اجازت سے چند دن قادیان کے نواحی علاقہ کا فضائی سروے کیا۔ اس دوران بعض سکھوں کی طرف سے مسلمانوں کے دیہات پر حملے بھی شروع ہوگئے اور کئی جگہ مسلمانوں کے کئی مکانات جلتے ہوئے نظر آتے تھے۔

کئی بار مَیں خدام کی زمینی سروے ٹیم کے جھنڈی لہرانے پر اپنا جہاز قریبی کھیتوں میں اُتار لیتا اور اُن کی زبانی رپورٹ فوری طور پر قادیان پہنچاتا جو عموماً مسلمانوں پر حملوں کے متعلق ہوتی۔

جب علاقہ کے مسلمان کثرت سے قادیان آنا شروع ہوگئے تو ایک دن اطلاع ملی کہ بٹالہ کے قریب علی وال میں سکھ گھڑسواروں نے پانچ مسلمان دیہات پر حملہ کردیا ہے۔ مَیں فوری طور پر وہاں پہنچا۔ جگہ جگہ مسلمانوں کے گھروں کو آگ لگی ہوئی تھی۔ مردوں، عورتوں اور بچوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ مَیں نے بار بار بہت ہی نیچی پرواز کرکے سکھوں کو ڈرانے کی کوشش کی جس میں کامیابی بھی ملی اور گھڑسوار مختلف اطراف میں بھاگنے لگے۔

اگست کے تیسرے ہفتے تک تو مختلف گاؤں میں لگی ہوئی آگیں اور ان کا دھواں اتنا زیادہ ہوگیا کہ امرتسر سے دریائے بیاس تک سارے گاؤں جلتے ہوئے اور لاکھوں کی تعداد میں مویشی آوارہ پھرتے نظر آتے۔ یہ ایک بھیانک نظارہ ہوتا جو ہمیں بے حد افسوس اور دکھ کے ساتھ دیکھنا پڑتا۔

17 /اگست کے بعد جہاز کی زیادہ پروازیں قادیان سے لاہور اور واپس قادیان تک کی رہ گئیں۔ روزانہ انجمن کا ایک کارکن بھی ساتھ جاتا جو وہاں جماعتی کام کرتا، کچھ خریداری کرتا اور مغرب کے وقت ہم واپس قادیان آجاتے۔ ایک صبح حضورؓ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ آج تم نے میری زندگی کی سب سے قیمتی چیز لاہور لے کر جانی ہے اور اس چیز کی راستے میں پوری حفاظت کرنی ہے اور اس چیز کو شیخ بشیر احمد صاحب (امیر جماعت لاہور) کے سپرد کرکے یہی ہدایت اُن کو دینی ہے اور اُن سے اس کی وصولی کی رسید لاکر مجھے دینی ہے۔ یہ کہہ کر حضور اٹھے اور ساتھ والے کمرے میں سے ایک میلا سا چھوٹا سا کینوس کا ٹریول بیگ لائے۔ اس کا اوپر کا زپ بھی ٹوٹا ہوا تھا اور یہ کاغذات سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم کی کسی آیت کا جب بھی کوئی نیا مطلب ذہن میں آئے تو مَیں ایک کاغذ پر لکھ کر اس بیگ میں محفوظ کرلیتا ہوں۔ اور یہ میرے لئے بہت بڑا سرمایہ ہے۔ مَیں نے حضورؓ سے بیگ لیا، لاہور جاکر شیخ صاحب کے سپرد کیا اور اُن سے رسید لاکر حضورؓ کو دیدی۔

ان دنوں پرائیویٹ جہازوں کے لئے پٹرول راشن پر ملتا تھا۔ ہمارا کوٹا صرف چار گیلن فی ہفتہ تھا جبکہ لاہور سے قادیان اور واپسی تک بارہ گیلن لگ جاتے تھے۔ یہ اتفاق تھا کہ والٹن ایئرپورٹ پر چھوٹے جہازوں کے لئے موجود پٹرول پمپ کا انچارج شہر میں کرفیو کی وجہ سے بہت پریشان تھا۔ مَیں نے اُس کو پیشکش کی کہ مَیں اُس کے لئے حسب ضرورت بیکری، سبزی، گوشت وغیرہ قادیان سے لادیا کروں گا۔ اس پر اُس نے ہمیں بغیر واؤچر کے پٹرول دینے کی پیشکش کی اور اضافی پٹرول ہم قادیان میں ایک ڈرم میں محفوظ کرنے لگے تاکہ اگر پٹرول ملنا بالکل ہی بند ہوجائے تو پھر بھی ہمارا جہاز چلتا رہے۔

لاہور میں ایک ہندو نوجوان کا ذاتی چھوٹا جہاز تھا جو اُس نے ہمیں پانچ ہزار روپے میں یہ کہہ کر دیدیا کہ جب ہم رقم دیں گے تو وہ کاغذات دیدے گا۔ لیکن حالات اس قدر خراب ہوگئے کہ وہ اچانک لاہور سے انڈیا چلا گیا اور پھر اُس سے رابطہ نہ ہوسکا۔ تاہم اُس کا جہاز ہمارے پاس ہی رہا جسے ڈپٹی محمد لطیف صاحب اڑانے لگے۔

پارٹیشن کے فوراً بعد لاہور شہر میں ٹیکنیکل سہولتیں (مثلاً بیٹری چارجنگ وغیرہ) ناقابل بیان حد تک کم تھیں۔ ایک مخلص احمدی محمد لطیف صاحب کی کاروں کی بیٹریوں کو چارج کرنے کی دکان تھی۔ انہوں نے اپنی دکان میں ایک خاص سرکٹ بنایا تاکہ جماعت کے جہازوں کی بیٹریاں ری چارج کرسکیں۔

قادیان سے لاہور جانے والا پہلا قافلہ 25 اگست 1947ء کو روانہ ہوا۔ اس قافلے میں خاندانِ حضرت اقدسؑ کی خواتین بشمول حضرت اماں جانؓ بھی شامل تھیں۔ قافلہ کی سب سے اگلی نیلی ویگن صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی ملکیت تھی۔ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ اپنے تین دن کے نومولود بچے مرزا مغفور احمد صاحب کے ساتھ اس ویگن میں سوار تھیں۔ مَیں جہاز میں قادیان سے لاہور آرہا تھا کہ اس قافلے کو بٹالہ اور امرتسر کے درمیان اسی نیلی گاڑی کی وجہ سے پہچانا اور پھر شوقیہ ایک کھیت میں لینڈ کرکے قافلہ والوں سے ملاقات کی اور پھر لاہور روانہ ہوگیا۔

حضورؓ 31 /اگست کو بذریعہ کار قادیان سے لاہور آئے۔ آپ کسی قافلے میں نہیں آئے بلکہ آپ کی کار کے ساتھ ایک فوجی حفاظتی دستہ تھا جس کا انچارج ایک فوجی کمانڈو انگریز کپتان تھا۔

ستمبر 1947ء کے آغاز میں ہی مشرقی پنجاب کی حکومت نے ہمارے جہاز ضبط کرنے کے آرڈر جاری کردئے۔ جب پولیس افسر یہ آرڈر لے کر قادیان آیا تو مَیں اور ڈپٹی لطیف صاحب اپنے اپنے جہازوں میں ایک ایک جماعتی کارکن اور ضروری سامان لے کر لاہور سے قادیان آرہے تھے۔ دفتر والوں کو علم تھا کہ ہماری لاہور سے قادیان واپسی عنقریب متوقع ہے۔ اس لئے انہوں نے چار خدام گراؤنڈ کی جانب بھگائے کہ جونہی ہم لینڈ کریں تو وہ جلدی جلدی سامان اتار لیں اور حالات بتا کر دونوں کو فوری طور پر لاہور واپس چلے جانے کی ہدایت کردیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس کے بعد مَیں روزانہ لاہور سے پرواز کرکے قادیان کے اردگرد کا فضائی سروے کرتا کہ کہیں قادیان پر حملے کا ڈر تو نہیں اور یہ کہ قادیان سے احمدی مہاجرین کے روزانہ لاہور آنے والے قافلے کو راستہ میں کوئی مشکل تو پیش نہیں آرہی۔ مگر چند دن بعد یہ سروے بھی بند کرنا پڑا کیونکہ قادیان میں انڈین فوجیوں نے مجھ پر فائرنگ شروع کردی۔ پہلی بار جب جہاز پر فائرنگ ہوئی تو خاص قسم کے پلاسٹک Perspax سے بنی ہوئی جہاز کی چھت میں گولی نے سوراخ کردیا اور میرے سر کے

'رودکی' فارسی زبان کے اوّلین دَور کا شاعر ہے۔ اس کی وجۂ شہرت اس کے وہ اشعار ہیں جو اس نے اپنے بادشاہ کے حضور پیش کئے، جن سے متأثر ہوکر بادشاہ اپنی راجدھانی کو واپسی کے لئے تیار ہوگیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک بار مملکت بخارا کا بادشاہ اپنے مصاحبوں کی معیت میں اپنی راجدھانی سے باہر کسی جگہ وارد ہوا۔ عرصہ گزر گیا پر بادشاہ نے واپسی کا قصد نہ کیا۔ ایسے میں 'رودکی' جو اس کے مصاحبوں میں شامل تھا، نے انتہائی عاجزی اور انکساری سے بادشاہ کی خدمت میں اپنے دلی جذبات اشعار کی صورت میں پیش کئے اور یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ بادشاہ نے ان اشعار کو پسند کیا اور واپس آگیا۔ رودکی کے اُن اشعار سے متأثر ہوکر کہی گئی مکرم میجر (ر) منیر احمد فرخ صاحب کی ایک نظم بعنوان ''اے چاند چاند آقا!'' روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 8 دسمبر 2010ء کی زینت ہے۔ اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

آبِ چناب دریا خوشبو سے ہے معطر
اک مہرباں کی یادیں موجوں میں اس کی یکسر
ربوہ تو آسماں ہے آقا ہے ماہ تاباں
وہ پاک پاک صورت چمکے گی اس فلک پر
حمد وثنا کی مجلس جو آپ ہیں سجاتے
ہر حرف حرفِ حرمت، ہر لفظ ہے سمندر
فضل عمر کا قریہ تیرے بغیر سونا
آنے کا دیں سندیسہ، جاگیں گے پھر مقدّر
مسرور ہوں جہاں بھی اللہ کی ان پہ رحمت
کر ختم اب یہ دوری اے میرے بندہ پرور

کچھ بال بھی جل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر بچالیا اور ہم بحفاظت لاہور پہنچ گئے۔ میرے ساتھ جو کارکن گئے تھے۔ لینڈ کرنے کے بعد مَیں نے اُنہیں فائرنگ کا بتایا اور جہاز کی چھت میں سوراخ اور اپنے جلے ہوئے بال دکھائے۔ یہ دیکھ کر اُنہیں اِتنا شاک لگا کہ وہیں بیہوش ہوکر گر گئے۔ پہلے انہوں نے کہا تھا کہ وہ روزانہ میرے ساتھ قادیان کی فلائٹ پر جایا کریں گے مگر اس واقعہ کے بعد انہوں نے توبہ کر لی۔

ایک معجزانہ واقعہ ستمبر کے آغاز میں اُس وقت پیش آیا جب حضورؓ نے ایک ضروری لفافہ قادیان بھیجنا تھا۔ مَیں نے ایک ترنگا (Streamer) بنوایا جس میں یہ لفافہ ڈال کر خدام کے کیمپ کے قریب پھینکنا تھا۔ جنگ عظیم کے دوران برما کے جنگلوں میں اپنے دستوں کو ہم ایسے ہی پیغامات پہنچایا کرتے تھے۔ چنانچہ مَیں حضورؓ کا پیغام سٹریمر میں ڈال کر روانہ ہوگیا۔ چونکہ مجھے یقین تھا کہ میرے جہاز پر زبردست فائرنگ ہوگی اس لئے مَیں سارا راستہ بہت نیچی پرواز کرکے قادیان پہنچا تاکہ وہاں پہنچ کر ہی پتہ چلے کہ ہوائی جہاز سر پر آ گیا ہے۔ خیال تھا کہ پہلی بار میں ہی سٹریمر گرادوں گا تاکہ جب تک فوجی گولیاں چلانے کی تیاری پکڑیں مَیں اپنا کام کر چکا ہوں۔ مگر مَیں جونہی اپنے ٹارگٹ سے چند سو گز فاصلہ پر ذرا سا اونچا ہوا تو مشین گن کا مسلسل فائر جہاز پر شروع ہوگیا۔ الحمدللہ جہاز کو کوئی گولی نہیں لگی۔ مَیں سیدھا اُڑتا گیا اور ٹارگٹ کے عین اوپر تقریباً ایک سوفٹ کی بلندی سے وہ سٹریمر نیچے پھینک دیا۔ پھر بہت نیچی پرواز کرتا ہوا واپس لاہور آ گیا۔ بعد میں فون آ گیا کہ حضور کا ضروری لفافہ صحیح جگہ پہنچ گیا ہے۔ لیکن تفصیل قادیان سے آنے والوں کے ذریعہ یہ پتہ چلی کہ ڈیوٹی پر موجود 2 خدام نے سٹریمر کو گرتا ہوا دیکھا تو اُسے اٹھانے کے لئے میدان کی طرف بھاگے۔ میدان کے دوسری طرف سے دو سپاہی بھی اپنی پوسٹ سے بھاگ کر آئے اور خدام سے کہا کہ جو کچھ بھی جہاز نے گرایا ہے وہ ہمیں دے دو۔ پھر انہوں نے خدام کی تلاشی لی لیکن کچھ برآمد نہ ہوا۔ جب وہ واپس چلے گئے اور خدام بھی پریشان تھے کہ جہاز نے کیا چیز گرائی تھی اور وہ کہاں غائب ہوگئی کہ ایک دس گیارہ سال کا بچہ وہاں آیا اور اپنی قمیص کے اندر سے سٹریمر نکال کر خدام کو دیا اور کہا کہ یہ میرے قریب گرا تھا مگر جب دُور سے مَیں نے پولیس والوں کو آتے دیکھا تو اسے اٹھا کر اپنی قمیص کے نیچے چھپالیا۔

ایک معجزانہ واقعہ ستمبر کے تیسرے ہفتہ میں پیش آیا جب تقریباً روزانہ سینکڑوں افراد کا قافلہ قادیان سے لاہور آیا کرتا تھا۔ عموماً یہ قافلے صبح چلتے اور شام تک لاہور پہنچ جاتے۔ ایک دن ایک قافلہ لاہور نہ پہنچا تو حضورؓ بے حد فکرمند ہوگئے۔ جب رات ہوگئی اور پتہ نہ چل سکا کہ قافلہ کا کیا حشر ہوا تو حضورؓ نے میٹنگ بلوائی تو کسی نے مشورہ دیا کہ اپنا جہاز بھیجا جائے اور پائلٹ گھریلو ٹارچ کی روشنی میں گمشدہ قافلہ ڈھونڈے۔ مَیں نے بتایا کہ پانچ سوفٹ کی بلندی سے گھریلو ٹارچ کی روشنی زمین پر کچھ بھی نہیں دیکھ سکتی۔ اور جہاز میں رات کے وقت راستہ ڈھونڈنے کے آلات بھی موجود نہیں ہیں۔

مگر پھر مشکلات کے باوجود مَیں نے فیصلہ کیا کہ مَیں اس قافلے کو ڈھونڈنے کے لئے جاؤں گا۔ وجہ یہ تھی کہ حضورؓ بے حد پریشان تھے اور مجھ سے آپؓ کی پریشانی دیکھی نہیں جارہی تھی۔ چنانچہ مَیں اور صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب ایئرپورٹ پہنچے۔ صاحبزادہ صاحب نے چند سال قبل فلائنگ کی ٹریننگ مکمل کی تھی۔ ہم دونوں ائیرپورٹ مینیجر کے گھر پہنچے اور ان سے اپنا مدّعا بیان کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ سرکاری طور پر تو آپ رات کو یہاں سے فلائی نہیں کرسکتے کیونکہ ائیرپورٹ اور ائیر ٹریفک کنٹرول بند ہیں۔ مگر اگر آپ اپنے رِسک پر ایسا کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو رَن وے کی دونوں جانب وہ روشنیاں خود لگانی ہوں گی جو رات کو اُڑنے اور لینڈ کرنے کے لئے لازمی ہوتی ہیں اور یہ روشنیاں فلاں گودام میں موجود ہیں۔ اُس زمانہ میں یہ روشنی ایک بڑے سائز کا لوٹا نما برتن ہوتی تھی جس میں مٹی کا تیل بھرا ہوتا تھا اور لوٹے کی بڑی سی ٹونٹی میں ایک موٹی سی گول کاٹن کی بتی ہوتی تھی جس کو ماچس سے جلایا جاتا تھا اور تیز ہوا میں بھی یہ نہیں بجھتی تھی بلکہ استعمال کے بعد انہیں خود بجھانا پڑتا تھا۔ اُس رات اتنا سخت اندھیرا تھا کہ جیپ کی ہیڈلائٹس میں بھی راستہ مشکل سے نظر آ رہا تھا۔

تقریباً ایک گھنٹے میں ہم نے اتنی روشنیاں لگالیں جو ہمارے ٹیک آف اور لینڈنگ کرنے کے لئے کافی تھیں۔ پھر ہم دونوں جہاز میں بیٹھے اور رَن وے پر جہاز کو تیزی سے دوڑایا۔ ابھی تقریباً ڈیڑھ سو گز کا فاصلہ طے ہوا تھا کہ زوردار دھماکہ کے ساتھ جہاز اس طرح کسی چیز سے ٹکرایا کہ جہاز کا اگلا حصہ نیچا ہوکر زمین سے جالگا اور دُم اوپر کی طرف اٹھ گئی اور جہاز قلابازی کھا کر اُلٹ کر زمین پر گھسٹتا چلا گیا۔ اگرچہ میرے دونوں گھٹنوں پر چوٹیں آئی تھیں مگر مَیں جلدی سے اپنا حفاظتی بند کھول کر اُتر کر بھاگا کیونکہ ڈر تھا کہ کہیں آگ نہ لگ جائے۔ پٹرول کی بو بھی آ رہی تھی۔ مگر پھر جلدی سے اس لئے پلٹا کیونکہ بھائی منیر اپنی سیٹ میں اُلٹے لٹکے پھنسے ہوئے تھے۔ جہاز اُلٹنے کی وجہ سے ان کی سیٹ زمین سے دس فٹ اونچی ہوگئی تھی اور ان سے اپنی حفاظتی بیلٹ بھی نہیں کھل رہی تھی۔ میری مدد سے وہ مشکل سے نکلے بلکہ سیدھے زمین پر گرے۔ جہاز بالکل ٹوٹ پھوٹ گیا تھا۔ ٹارچ جلا کر دیکھا کہ معلوم ہوسکے کہ ہم کس چیز سے ٹکرائے تھے۔ پتہ چلا کہ ایک گائے تھی جو رَن وے کے درمیان میں کھڑی تھی۔ اس کا آدھا دھڑ ہمارے قریب پڑا تھا اور باقی آدھا تقریباً پچاس گز پیچھے یعنی ٹکرانے والی جگہ پر۔ دراصل ایئرپورٹ کے قریب مہاجرین کے قافلے رُکتے تھے۔ اُن کے مویشی ایئرپورٹ کے قریب بھی چرتے رہتے تھے۔ یہ مویشی دن کو تو نظر آجاتے تھے لیکن اندھیری رات میں بالکل دکھائی نہ دیئے۔ جب ہم رَن وے پر آگے چلے تو قریباً ایک سو گز دُور ہمیں ایک سپاہی نے چلّا کر روکا۔ ٹارچ جلائی تو دیکھا کہ سامنے ایک مسافر بردار Dakota جہاز عین رن وے کے درمیان میں کھڑا ہے اور وہ سپاہی اُس جہاز کا پہرہ دے رہا تھا۔ یہ نظارہ دیکھ کر ہم دونوں لرز گئے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اس بیچاری گائے کو ہماری جانیں بچانے کے لئے اس وقت وہاں نہ بھیجا ہوتا تو ہم اس Dakota جہاز سے اتنی تیز رفتار سے ٹکراتے کہ وہ جہاز بھی اور ہم بھی ریزہ ریزہ ہوجاتے۔ کیونکہ وہاں تک پہنچنے تک ہماری رفتار ایک سو میل فی گھنٹہ ہوچکی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بالکل معجزانہ طور پر بچالیا۔ الحمدللہ

ائیرپورٹ مینیجر نے تو اسے ایک غیرقانونی اور بِلا اجازت پرواز کے طور پر اپنی رپورٹ میں لکھ دیا مگر ہمیں Flares وغیرہ واپس سٹور تک پہنچانے میں کافی دیر لگ گئی اس لئے ہم بہت ہی لیٹ رتن باغ واپس پہنچے۔ صبح حضورؓ کو جب تمام واقعہ کا علم ہوا تو لاپرواہی پر ہم سے بہت ناراض ہوئے کیونکہ ہم سے ایک حکم عدولی ہوگئی تھی۔ اور وہ یہ کہ پچھلی رات کو حضورؓ نے چلتے وقت ہمیں فرمایا تھا کہ ائیرپورٹ پر جاتے ہوئے راستہ میں چودھری ظفراللہ خانصاحبؓ کی قیامگاہ سے ہوتے جانا اور اُن سے دریافت کرلینا کہ کیا اُن کو لاپتہ قافلہ کے بارے میں کوئی اطلاع ملی ہے کہ نہیں اور اگر ملی ہے تو اِس مشن پر مت جانا۔ لیکن چونکہ رات زیادہ ہوگئی تھی اس لئے ہم نے چودھری صاحب کو تنگ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ حضورؓ نے فرمایا کہ تمہارے یہاں سے نکلنے کے کچھ دیر کے بعد ہی مجھے چودھری صاحب کا فون آ گیا تھا کہ قافلہ فلاں جگہ پر رُک گیا ہے، محفوظ ہے اور کل دوپہر تک لاہور پہنچ جائے گا۔ اس لئے تمہارا رات والا مشن غیرضروری ہوگیا تھا۔

حضورؓ کی حکم عدولی کی سزا ہم کو اسی رات مل گئی۔ اس حادثہ کے بعد ہمارے پاس ایک جہاز کم ہوگیا۔ انہی دنوں ڈپٹی محمد لطیف صاحب حضورؓ سے اجازت لے کر کوئی موزوں ملازمت ڈھونڈنے کے لئے چلے گئے۔ اس لئے اب جماعت کے پاس صرف ایک ہوائی جہاز تھا اور ایک پائلٹ یعنی خاکسار۔

ایک دن اطلاع ملی کہ امرتسر کے قریبی قصبہ اجنالہ میں سینکڑوں مسلمان بھوکے پیاسے اپنے گھروں کی چھتوں پر محصور ہیں۔ ہندوؤں اور سکھوں نے ان کے گرد گھیرا ڈالا ہوا ہے تاکہ انہیں اسی حالت میں بھوکا پیاسا ماردیں۔ حضورؓ اس اطلاع سے بے حد پریشان ہوئے اور لاہور کی جماعت کو ہزاروں تندوری روٹیوں کے پیکٹ تیار کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور مجھے آرڈر دیا کہ تم نے پیکٹ ہوائی جہاز میں لے جاکر مسلمانوں کے لئے پھینکنے ہیں۔ مَیں اور حضورؓ کا ڈرائیور نذیر ایک جیپ میں یہ پیکٹ لے کر گئے اور جہاز کی خالی جگہ روٹیوں سے بھردی۔ پھر اجنالہ کے اوپر پہنچ کر اپنی طرف سے بے حد احتیاط سے وہ پیکٹ ایک ایک دو دو کرکے برسانے شروع کئے۔ وہ بیچارے لوگ اتنے بھوکے تھے کہ جس کے ہاتھ پیکٹ آتا تھا تو اس سے زیادہ تنگڑا اُس سے یہ پیکٹ چھین لیتا تھا اور اس باہمی چھینا جھپٹی میں بہت سی روٹیاں ضائع ہوگئیں۔ دوسرے یہ کہ پیکٹ پرانے اخبارات کے کاغذوں سے بنائے گئے تھے اس لئے ہوائی جہاز سے گرتے ہی پیکٹوں کے اخباری کاغذ ہوا میں ہی پھٹ جاتے تھے اور روٹیاں ننگی زمین پر گر جاتیں۔ مگر پھر بھی اُن بے چارے بھوکوں کے لئے کچھ نہ کچھ سامان ہوگیا۔ ہم نے جہاز کے تین چکر لگائے اور سارے پیکٹ گرادیئے۔

کچھ عرصہ بعد کشمیر میں جنگ شروع ہوگئی اور سیلاب نے زمینی رابطے منقطع کردیئے تو مجھے کئی بار سیالکوٹ اور راولپنڈی اپنے جہاز میں جانا پڑا۔ ان فلائٹس کا زیادہ تر تعلق مسلم لیگ اور آزاد کشمیر کے لیڈروں کے سرکاری کاموں سے ہوتا تھا۔

اکتوبر 1947ء میں حضورؓ کو کراچی سے اطلاع ملی کہ ایک کمپنی Fox Moth قسم کے چار چھوٹے مسافر بردار جہاز فروخت کررہی ہے۔ فی جہاز دو ہزار پاؤنڈ یعنی 29200 روپے قیمت تھی۔ ان میں سے دو جہاز سندھ گورنمنٹ نے خرید لئے۔ حضورؓ نے فوری طور پر مجھے کراچی بھیجا کہ اگر مناسب ہو تو مَیں یہ دونوں جہاز خرید لوں۔ ایک جماعت کے لئے جس کی قیمت جماعت ادا کرے گی اور دوسرا آزاد کشمیر کی گورنمنٹ کے لئے جس کی قیمت وہ ادا کرے گی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب جماعت کو آزاد کشمیر کے انتظامی معاملات میں کسی قدر عمل دخل تھا۔ چنانچہ مَیں کراچی میں کئی ہفتہ رُکا رہا اور پھر دونوں جہاز خرید کر ایک لاہور لے آیا اور دوسرا راولپنڈی میں آزاد کشمیر حکومت کے سپرد کردیا۔ مگر افسوس کہ آزاد کشمیر کی حکومت نے اپنا جہاز غیر ذمہ دار لوگوں کے سپرد کردیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ایک دو ماہ میں ہی وہ دوبارا ایکسیڈنٹ کا شکار ہوکر تباہ ہوگیا۔

Fox Moth دو پروں والا جہاز ہے جس میں پائلٹ کے علاوہ تین مسافر بیٹھ سکتے ہیں۔ اس کی نارمل رفتار L-5 کی طرح سوا سو میل فی گھنٹہ سے کچھ زیادہ تھی۔ اب ہمارے پاس دو ہوائی جہاز ہوگئے۔ چند ماہ تو جماعتی اور کشمیر کی جنگ کی ضروریات کی وجہ سے ہم بہت مصروف رہے۔ مگر آہستہ آہستہ جب رابطہ کے ذرائع پاکستان میں بہتر ہونے شروع ہوگئے تو جماعت کے لئے جہازوں کی ضرورت روز بروز کم ہونی شروع ہوگئی۔

ربوہ کے افتتاح سے ایک دو دن پہلے میں اس نئے ہوائی جہاز میں ربوہ گیا اور اُس جگہ لینڈ کیا جہاں اب قصرِ خلافت ہے۔ اس وقت یہ سارا علاقہ اونچا نیچا پتھریلا اور بے حد خراب میدان تھا۔

اس کے علاوہ جب ایک بار حضور جماعتی دورے کے لئے سندھ جارہے تھے تو میں بھی چند دنوں کے لئے اس جہاز کو کنری اور پھر محمودآباد سٹیٹ لے گیا۔

ایک بار حضور بھی میرے ساتھ Fox Moth جہاز میں سیالکوٹ سے لاہور تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ سیدہ مہر آپا مرحومہ اور حضور کی صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ مرحومہ بھی تھیں۔

1950ء میں حضورؓ کے ارشاد پر مَیں دونوں جہاز کراچی لے گیا۔ پہلے تو کراچی کی جماعت نے انہیں حضور کے منشاء کے مطابق فروخت کرنے کی کوشش کی مگر عرصہ تک جب وہ بِک نہ سکے تو چونکہ انہیں ائیرپورٹ کے ہینگرز میں اور اچھی حالت میں رکھنے کے اخراجات بہت زیادہ تھے اس لئے حضورؓ نے دونوں جہاز ایک ادارے کو جماعت کی طرف سے تحفۃً دیدیئے۔

1950ء میں حضورؓ نے مجھے ائیرفورس میں واپس جانے کی اجازت دیدی جہاں سے مَیں جنگ 1965ء کے بعد ریٹائر ہوا۔ اس دوران مَیں ائیرفورس کے آپریشنل فلائنگ سکول میں انسٹرکٹر رہا۔ نیز دو الگ الگ فائٹر سکواڈرن کی کمانڈ بھی کی۔ انگلستان میں Air Gunnery Instructor بننے اور فائٹر لیڈر بننے کے کورسز کئے۔ Aerobatics Team کا بھی ممبر رہا جو Falcons کہلاتی تھی۔ 1958ء میں ائیر فورس سٹاف کالج سے گریجوایشن کرکے P.S.A کی ڈگری حاصل کی اور 1960ء سے 1963ء تک کے عرصے میں سوا دو سال کوئٹہ میں آرمی کمانڈ اینڈ سٹاف کالج میں بطور انسٹرکٹر رہا اور آخر میں ائیر ہیڈکوارٹر پشاور میں وار پلیننگ کے محکمہ کے ایک حصہ کا انچارج رہا۔ جس کے بعد ریٹائرمنٹ لے لی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 31 دسمبر 2010ء میں مکرم ناصر احمد سید صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

اُسی رحیم کا ہے مہربان کا جلسہ
خدا کا فضل ہے یہ قادیان کا جلسہ
پروئے پھرتے ہیں اِک عہد میں محبت کے
جدا ہے دنیا سے ان عاشقان کا جلسہ
وہ ایک نُور کی مشعل جو آج روشن ہے
اُسی کے گرد ہے یہ کُل جہان کا جلسہ

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
September 5, 2014 – September 18, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday September 5, 2014

00:00	World News
00:25	Tilawat & Yassarnal Quran
01:05	Huzoor's Tour Of Ireland & Japanese Service
03:45	Tarjamatul Quran Class & Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Quran
07:15	Repeat Of Day 1 Jalsa Salana UK 2014 Proceedings
12:00	Live Friday Sermon
13:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
13:25	Repeat Of Day 1 Jalsa Salana UK 2014 Proceedings
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Repeat Of Day 1 Jalsa Salana UK 2014 Proceedings
21:00	Friday Sermon [R]
22:15	Repeat Of Day 1 Jalsa Salana UK 2014 Proceedings
23:55	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Saturday September 6, 2014

00:10	Repeat Of Day 1 Jalsa Salana UK 2014 Proceedings
02:15	Friday Sermon: Recorded on September 5, 2014.
03:30	Repeat Of Day 1 Jalsa Salana UK 2014 Proceedings
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Repeat Of Day 2 Jalsa Salana UK 2014 Proceedings
09:30	Huzoor's Jalsa Salana Address
11:00	Repeat Of Day 2 Jalsa Salana UK 2014 Proceedings
17:45	Friday Sermon: Recorded on September 5, 2014.
19:00	Repeat Of Day 2 Jalsa Salana UK 2014 Proceedings
22:00	Huzoor's Jalsa Salana Address
23:30	Repeat Of Day 2 Jalsa Salana UK 2014 Proceedings

Sunday September 7, 2014

01:30	Huzoor's Jalsa Salana Address
04:00	Repeat Of Day 2 Jalsa Salana UK 2014 Proceedings
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Quran
07:00	Repeat Of Day 3 Jalsa Salana UK 2014 Proceedings
13:30	Huzoor's Concluding Address
16:00	Repeat Of Day 3 Jalsa Salana UK 2014 Proceedings
18:05	Ashab-e-Ahmad & Roots To Branches
19:00	Repeat Of Day 3 Jalsa Salana UK 2014 Proceedings

Monday September 8, 2014

01:30	Huzoor's Concluding Address
04:00	Repeat Of Day 3 Jalsa Salana UK 2014 Proceedings
06:00	Tilawat & Al-Tarteel
06:55	Huzoor's Jalsa Salana 2014 Inaugural Address
08:00	International Jama'at News & Hajj Aur Us Kay Masa'il
08:55	Rencontre Avec Les Francophones: Rec. 01/31/1999.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on May 16, 2014.
11:20	Malayalam Service
12:00	Tilawat, Dars & Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Rec. November 28, 2008.
14:00	Bangla Shomprochar & Malayalam Service
15:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:00	Rah-e-Huda, Al-Tarteel & World News
18:25	Huzoor's Jalsa Salana 2014 Inaugural Address [R]
19:30	Real Talk & Rah-e-Huda
22:05	Friday Sermon & Malayalam Service
23:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood

Tuesday September 9, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat, Dars & Al-Tarteel
01:25	Jalsa Salana 2014 Inaugural Address & Kids Time
03:00	Friday Sermon & Rohaani Khaza'ain
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 202.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Quran
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam & Atfal: Recorded on May 8, 2013.
08:05	Alif Urdu & Australian Service
09:00	Question And Answer Session & Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on September 5, 2014.
12:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Quran
13:00	Real Talk, Bangla Shromprochar & Spanish Service
15:30	Asr-e Hazir & Press Point
17:40	Yassarnal Quran & World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam & Atfal [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on September 5, 2014.
20:30	Alif Urdu, Press Point & Asr-e Hazir
23:15	Question And Answer Session: Rec. 03/25/1996

Wednesday September 10, 2014

00:00	World News, Tilawat, Dars & Yassarnal Quran
01:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam & Atfal
02:15	Noor-e-Mustafwi & Alif Urdu
03:05	Press Point & Pakistan In Perspective
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 207.
06:00	Tilawat & Al-Tarteel
06:45	Jalsa Salana UK Address & Real Talk
09:20	Question And Answer Session: Recorded on February 16, 1997.
10:05	Indonesian Service & Swahili Service
12:05	Tilawat, Al-Tarteel & Friday Sermon
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Deeni-O-Fiqahi Masail & Taqareer
16:05	Faith Matters, Al-Tarteel & World News
18:20	Jalsa Salana UK Address & French Service
20:50	Deeni-O-Fiqahi Masail & Kids Time
22:00	Friday Sermon & Intikhab-e-Sukhan

Thursday September 11, 2014

00:00	World News, Tilawat & Al-Tarteel
01:10	Jalsa Salana UK Address
02:45	Deeni-O-Fiqahi Masail, Taqareer & Faith Matters
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 204.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Quran
07:05	Jalsa Salana UK 2014 Concluding Address
08:10	Beacon Of Truth & Tarjamatul Quran Class
10:15	Indonesian Service & Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Quran
12:55	Beacon Of Truth & Friday Sermon
15:05	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
15:35	Persian Service & Tarjamatul Quran Class
17:25	Yassarnal Quran & World News
18:20	Jalsa Salana UK 2014 Concluding Address
19:30	German Service, Faith Matters & Tarjamatul Quran Class
22:25	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
23:00	Beacon Of Truth

Friday September 12, 2014

00:05	World News, Tilawat, Dars & Yassarnal Quran
01:35	Jalsa Salana UK 2014 Concluding Address
02:50	Japanese Service & Tarjamatul Quran Class
04:20	Alif Urdu & Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Quran
06:50	Tabligh Seminar Germany 2010
07:45	Siraiki Service & Rah-e-Huda
09:55	Indonesian service & Deeni-O-Fiqahi Masail
12:00	Live Friday Sermon
13:15	Seerat-un-Nabi, Tilawat & Yassarnal Quran
14:30	Shotter Shondhane & Dua-e-Mustaja'ab
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Quran & World News
18:20	Tabligh Seminar Germany 2010 [R]
19:15	Real Talk & Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon & Rah-e-Huda

Saturday September 13, 2014

00:00	World News, Tilawat, Dars & Yassarnal Quran
01:25	Tabligh Seminar Germany 2010
02:10	Friday Sermon & Rah-e-Huda
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 218.
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat, Al-Tarteel
06:55	Jalsa Salana UK Address
08:15	International Jama'at News & Story Time
09:05	Question And Answer Session: Rec. 02/16/1997
10:00	Indonesian Service & Friday Sermon
12:15	Tilawat & Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar & Islami Mahino Ka Ta'aruf
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel & World News
18:25	Jalsa Salana UK Address & Faith Matters
20:45	International Jama'at News & Rah-e-Huda
22:45	Story Time & Friday Sermon

Sunday September 14, 2014

00:20	World News, Tilawat, Dars & Al-Tarteel
01:25	Jalsa Salana UK Address & Story Time
03:05	Friday Sermon & Islami Mahino Ka Ta'aruf
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 219.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Quran
06:55	Bustan-e-waqfe Nau & Faith Matters
09:00	Question And Answer Session: Rec. 03/31/1996
10:00	Live Asr-e-Hazir & Friday Sermon
12:10	Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Quran
13:00	Friday Sermon & Shotter Shondhane
15:10	Bustan-e-waqfe Nau & Ashab-e-Ahmad
16:45	Kids Time, Yassarnal Quran & World News
18:20	Bustan-e-waqfe Nau & Beacon Of Truth
20:35	Roots To Branches & Loch Lomond
21:40	Friday Sermon & Question And Answer Session

Monday September 15, 2014

00:00	World News, Tilawat, Dars & Yassarnal Quran
01:10	Bustan-e-waqfe Nau & Roots To Branches
02:35	Friday Sermon, Real Talk & Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat, Dars & Al-Tarteel
07:00	Huzoor's Jalsa Salana Address
08:00	International Jama'at News & Rencontre Avec Les Francophones
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on May 23, 2014.
11:00	Malayalam Service & Rohaani Khaza'ain
12:00	Tilawat, Dars & Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon, Bangla Shomprochar & Malayalam Service
16:00	Rah-e-Huda, Al-Tarteel & World News
18:20	Huzoor's Jalsa Salana Address & Real Talk
20:30	Rah-e-Huda, & Malayalam Service

Tuesday September 16, 2014

00:00	World News, Tilawat, Dars & Al-Tarteel
01:20	Huzoor's Jalsa Salana Address & Kids Time
03:00	Friday Sermon & Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Quran
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on March 3, 2013.
08:00	Alif Urdu & Australian Service
09:05	Question And Answer Session & Indonesian Service
11:05	Friday sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on September 12, 2014.
12:10	Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Quran
13:00	Real Talk, Bangla Shromprchar & Spanish Service
15:40	Asr-e-Hazir & The Finality Of Prophethood
17:40	Yassarnal Quran & World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
19:25	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on September 12, 2014.
20:30	Alif Urdu & Noor-e-Mustafwi
22:00	Asr-e-Hazir & Question And Answer Session

Wednesday September 17, 2014

00:00	World News, Tilawat, Dars & Yassarnal Quran
01:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:15	Alif Urdu & Australian Service
03:55	The Finality Of Prophethood & Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Al-Tarteel
06:55	Jalsa Salana Australia Address & Real Talk
09:00	Question And Answer Session & Indonesian Service
11:00	Swahili Service, Tilawat & Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon & Shotter Shondane
15:05	Deeni-O-Fiqahi Masail & Maidane Amal Ki Kahani
16:30	Faith Matters, Al-Tarteel & World News
18:20	Jalsa Salana Australia Address & French Service
20:30	Deeni-O-Fiqahi Masail & Kids Time
22:00	Friday Sermon & Intikhab-e-Sukhan

Thursday September 18, 2014

00:05	World News, Tilawat & Al-Tarteel
01:20	Jalsa Salana Australia Address
03:00	Maidane Amal Ki Kahani & Faith Matters
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 219.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Quran
07:05	Waqfe Nau Ijtema & Beacon Of Truth
09:05	Tarjamatul Quran Class & Indonesian Service
11:15	Pushto Muzakarah, Tilawat & Yassarnal Quran
13:05	Beacon Of Truth & Friday Sermon
15:10	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
15:55	Persian Service & Tarjamatul Quran Class
17:30	Yassarnal Quran & World News
18:25	Waqfe Nau Ijtema
19:30	Live German Service
20:30	Faith Matters & Tarjamatul Quran Class
22:25	Alif Urdu & Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 Friday 29 August & 05 September 2014 Issue No. 35-36

21واں ٹوکیو انٹرنیشنل بک فیئر

''جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش ہے'' کے موضوع کے ساتھ جماعت احمدیہ کی بک فیئر میں شرکت۔

جاپانی ترجمۃ القرآن۔لائف آف محمد ﷺ۔اسلامی اصول کی فلاسفی اور دیباچہ تفسیر القرآن کی غیر معمولی پذیرائی

انیس احمد ندیم۔مبلغ انچارج وصدر جماعت جاپان

21واں ٹوکیو انٹرنیشنل بک فیئر 2 سے 5 جولائی تک Tokyo BigSight کے مقام پر منعقد ہوا۔ امسال کے بک فیئر میں مختلف ممالک اور تنظیموں کے ایک ہزار سے زائد سٹال لگائے گئے اور چار دنوں میں ایک لاکھ کے قریب کتاب دوست افراد نے بک فیئر وزٹ کیا۔حسب معمول شہزادہ Akishinomiya نے بک فیئر کا باقاعدہ افتتاح کیا۔

4 جون 1935ء کو حضرت صوفی عبدالقدیر صاحب کے ذریعہ سے احمدیت کا پیغام جاپان پہنچا اس لحاظ سے جماعت احمدیہ۔ جاپان میں اسلام کی نمائندہ سب سے قدیم تنظیم ہے۔

جاپانی زبان میں نئی کتب

جاپانی قوم کو اسلام احمدیت کے حقیقی پیغام سے رُوشناس کرنے کے لئے جماعت احمدیہ جاپان کو قرآن کریم، سیرت رسول ﷺ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کی متعدد کتب جاپانی زبان میں شائع کرنے کی توفیق مل چکی ہے۔اللہ تعالیٰ کے خاص فضل واحسان سے 2013-2014ء میں جاپانی زبان میں درج ذیل نئی کتب شائع کی گئی ہیں:۔

1. دیباچہ تفسیر القرآن
2. لائف آف محمد ﷺ
3. امن کی بنیاد۔قرآن کریم (حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ)
4. ہمارا خدا (حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات پر مشتمل)
5. امن کا راستہ۔ وطن سے محبت اور وفا کا تعلق (حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطاب)
6. امن کا راستہ۔اسوۂ رسول ﷺ (حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطاب)
7. امن کا راستہ۔بین الاقوامی تعلقات (حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطاب)
8. آئیں اسلام سیکھیں (مکرم مغفور منیب صاحب کے ایم ٹی اے پروگراموں کا مجموعہ)
9. اسلام اور عورت کا مقام
10. اسلام اور دہشت گردی
11. مسلمانوں کا طرز زندگی (عبادات اور تہوار)
12. رمضان (روزہ کا طریق اور مسائل)

ان میں سے اکثر کتب جماعت احمدیہ جاپان کی ویب سائٹ http://www.ahmadiyya-islam.org/jp/ پر بھی دستیاب ہیں اور دیگر ممالک میں بسنے والے احمدی احباب تبلیغی ضروریات کے لئے جماعت احمدیہ جاپان سے رابطہ کر کے یہ کتب حاصل کر سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ ترجمہ القرآن، اسلامی اصول کی فلاسفی، ہماری تعلیم ،منتخب آیات،منتخب احادیث ،منتخب تحریرات ، پیارے رسول کی پیاری باتیں،اسلام کی امتیازی خصوصیات بھی جاپانی زبان میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکی ہیں اور بعض کتب ابھی اشاعت کے مراحل میں ہیں۔

حضور انور کے ارشاد کی روشنی میں وسیع پیمانہ پر تقسیم کے لئے خصوصی بروشر کی تیاری

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نومبر 2013ء میں دورہ جاپان کے موقع پر کم از کم ایک لاکھ کی تعداد میں بروشر یا فولڈر کی تقسیم کا ارشاد فرمایا تھا۔ اس سلسلہ میں خوبصورت سرورق کے ساتھ ایک بروشر تیار کیا گیا ہے جس میں اجمالی رنگ میں اسلام احمدیت کا تعارف، خلافت احمدیہ،تاریخ احمدیت جاپان،اخبارات کے ذریعہ احمدیت کے پیغام کی اشاعت،شائع شدہ کتب کی تفصیل اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں جاپانی مشاہیر کی آراء کے علاوہ بذریعہ ٹیلی فون اور سکائپ اسلام کے بارہ میں ہر طرح کے سوال وجواب کی سہولت اور میڈیا کے افراد ،سکولوں اور یونیورسٹیوں کو سیمینارز کے انعقاد اور اسلام کی معلومات بڑھانے کی پیشکش کی گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ ''جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش ہے'' ہمارے اس سال کے بک فیئر کا عنوان تھا۔امسال بک فیئر کے موقع پر اس بروشر کے علاوہ دس ہزار سے زائد کی تعداد میں دیگر فولڈرز اور کتابچے تقسیم کرنے کی توفیق ملی۔ یونیورسٹیوں کے طلباء اور اسلام کے بارہ میں تحقیق کرنے والے اساتذہ نے لائف آف محمد ﷺ اور جاپانی ترجمہ القرآن کی خرید میں غیر معمولی دلچسپی ظاہر کی اور ان تین ایام میں ڈیڑھ لاکھ ین سے زائد کی کتب فروخت ہوئیں۔

ایک اطالوی باشندے کا قبول اسلام

مؤرخہ 3 جولائی 2014ء کو جاپان میں مقیم ایک اطالوی شخص Mr.Giovanni ہمارے سٹال پر تشریف لائے ۔دو احمدی داعیان الی اللہ حزقیل احمد صاحب اور نجیب اللہ ایاز صاحب نے ان سے ابتدائی بات چیت کی ،حق کی تلاش میں اُن کی دلچسپی دیکھ کر مزید تفصیل کے لیے اُنہیں خاکسار کے سپرد کر دیا۔

سب سے پہلے انہوں نے خدا کے بارہ میں سوال کیا اور بتایا کہ وہ بڑی مدت سے خدا کی تلاش میں ہیں اور انہوں نے اس تلاش میں سعودی عرب ایمبیسی سے بھی رابطہ کیا اور مکہ جا کر خدا کو ڈھونڈنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔جب انہیں یہ بتایا گیا کہ حضرت مسیح موعودؑ اور امام مہدی یہی پیغام لے کر آئے ہیں کہ وہ لوگوں کو سچے خدا کا عرفان بخشیں،وہ خدا جو رب العالمین اور دعاؤں کا سننے والا ایک زندہ خدا ہے ۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف ''اسلامی اصول کی فلاسفی''، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تصنیف ''اسلام اور عصر حاضر کے مسائل'' اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطابات کا مجموعہ World Crisis and the Pathway to Peace پیش کی گئیں اور اس میں سے مختلف مقامات ڈسکس کئے گئے ۔ ان کتب کی روشنی میں جو پوائنٹ بھی پیش کیا جاتا Mr.Giovanni غیر معمولی خلوص سے جواب دیتے کہ یہی وہ خدا ہے جس کی انہیں تلاش تھی۔ وہ یہ کتب لے گئے اور وعدہ کر کے گئے کہ یہ کتب پڑھیں گے اور اور کچھ پوچھنا ہوا تو اگلے دن دوبارہ ہمارے سٹال پر آئیں گے۔

جب وہ اگلے دن آئے تو انہوں نے بتایا کہ ''اسلام اور عصر حاضر کے مسائل'' انہوں نے رات پڑھنی شروع کی اور صبح 4:00 بجے تک پڑھتا رہا اور مکمل پڑھ کے سویا ہوں۔ بلکہ انہوں نے ساری کتاب پر نشان لگائے ہوئے تھے اور اس میں سے بعض قرآنی آیات کے انگریزی ترجمے حوالہ کے ساتھ یاد کئے ہوئے تھے، نیز وہ کہنے لگے کہ میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں کس طرح شکریہ ادا کروں کہ اس کتاب میں اللہ تعالیٰ اور انبیاء کے بارہ میں جو اسلامی تعلیم پیش کی ہے اُس نے میری آنکھیں کھول دی ہیں اور مجھے وہ خدا عطا کر دیا ہے جسے میں برسوں سے تلاش کر رہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آج واپسی پر میں آپ لوگوں کے ساتھ ہی احمدیہ سنٹر جانا چاہتا ہوں اور نماز پڑھ کر اُس خدا کی غلامی میں آنا چاہتا ہوں جو ہمارا خالق ومالک ہے۔

انہوں نے زبانی یاد کیا ہوا حوالہ بتایا کہ قرآن کریم کی سورت 35 آیت نمبر 25 میں مذکور دعویٰ ہی ہستی باری تعالیٰ کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ ''and there is no poeple to whom a Warner has not been sent''۔ اگلے مرحلہ کے طور پر انہیں ''مسیح ہندوستان میں'' پیش کی گئی تو انہوں نے کہا وہ خود بھی اس خیال کے قائل ہیں کہ صلیب کے وقت آسمان پر جانے والا واقعہ ناقابل فہم ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اعلان کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے اور کشمیر میں مدفون ہیں ایک زبردست علمی اور تحقیقی کاوش ہے۔

اُس دن وہ بک فیئر کا وقت مکمل ہونے کے بعد ہمارے ساتھ احمدیہ سنٹر گئے وضوء کا طریق سیکھا، نماز

مغرب اور نماز عشا ادا کی اور اگلے دن بذریعہ ای میل یہ اعلان کیا کہ اب میں اسلام میں داخل ہو گیا ہوں، مجھے جلد از جلد نماز کے عربی الفاظ سکھائیں تا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور براہ راست مناجات اور دعا پیش کر سکوں۔

باقی صفحہ نمبر 28 پر ملاحظہ فرمائیں